

زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین

تصنیف

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(اس کتاب میں)

حضرت شیخ علی گجراتیؒ صاحبِ "کنزالعمال" ان کے خلیفہ مجاز شیخ عبدالوہاب متقی گجراتی اور حرمین شریفین میں اس دور کے عالمِ اسلامی کے نامور فقہاء، محدثین، صوفیہ، خدارسیدہ بزرگوں کے علمی نکات واسرار، حدیث وتصوف کے سلسلہ کی سندواجازت، اوران کے حالات، بہت دلچسپ، نہایت بصیرت افروز، عبرت انگیز وحکمت آموز ہیں۔

ترجمہ وتشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی

فاضل دار العلوم دیوبند؛ پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۷، معظم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

محمد عبد الحلیم چشتی
۲/۱۲/۲۰۱۳ء

زادُ المُتّقین

فی

سُلوکِ طریقِ الیقین

تصنیف

حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(اس کتاب میں)

حضرت شیخ علی متقی گجراتیؒ صاحب "کنز العمال" ان کے خلیفہ مجاز شیخ عبد الوہاب متقی گجراتیؒ اور حرمین شریفین میں اس دور کے عالم اسلامی کے نامور فقہاء، محدثین، صوفیہ، خدا رسیدہ بزرگوں کے علمی نکات و اسرار، حدیث و تصوف کے سلسلہ کی سند و اجازت، اور ان کے حالات، بہت دلچسپ، نہایت بصیرت افروز، عبرت انگیز و حکمت آموز ہیں۔

اردو ترجمہ و تشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی

فاضل دار العلوم دیوبند؛ پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر مُحمد عبد الرحمٰن غضنفر

مؤسّس و مُدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۷، ناظم آباد پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

نام کتاب	زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین
مصنف	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی
ناشر	ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر موسس و مدیر الرحیم اکیڈمی کراچی پاکستان
کمپوزنگ	کمپیوگرافکس فون: ۷۷۸۶۴۷۰
طباعت	۱۳؍رجب المرجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۳؍نومبر ۱۹۹۸ء
تعداد	۱۰۰۰
قیمت	Price Rs. 160/-

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
درخواستی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قاسمیہ کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی
اسحاقیہ کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی
مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

للہ الحمد آن چیز کہ خاطر میخواست — آمد آخر زپس پردہ تقدیر پدید (۱)

الحمد للہ رب العالمین حق تعالیٰ شانہ کا یہ فضل خاص ہے کہ اس نے ہمیں ایک نادر و نایاب مخطوطہ کا ترجمہ "زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین" تصنیف الشیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شائع کرنے کی توفیق بخشی، یہ کتاب حضرت شیخ علی متقی گجراتیؒ صاحب "کنز العمال" ان کے خلیفہ مجاز شیخ عبدالوہاب متقی گجراتیؒ نیز حرمین شریفین میں اس دور کے عالم اسلامی کے نامور فقہاء، محدثین، صوفیہ، درویش، خدا رسیدہ بزرگوں کے علمی نکات و اسرار، حدیث و تصوف کے سلسلے کی سند و اجازت اور ان کے حالات و کرامات، محیر العقول، بہت دلچسپ، نہایت بصیرت افروز، عبرت انگیز اور حکمت آموز واقعات پر مشتمل ہے۔

محققین و مورخین اس کی تلاش میں سرگرداں، اور قارئین اس کی دید کے مشتاق تھے، چونکہ اس کتاب کے دنیا میں چند ہی قلمی نسخے موجود ہیں جو ہر ایک کی دسترس سے باہر ہیں، لہٰذا محقق العصر مورخ جلیل حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ، نے کوشش بسیار کے بعد یہ نسخہ حاصل کرکے اس کو نقل کیا اور دوسرے نسخوں سے مقابلہ کرکے تصحیح کی اس میں موصوف کو کیا کیا جتن کرنے پڑے اس پر آئندہ اشاعت میں موصوف خود ہی روشنی ڈالیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ مزید یہ کہ اسے اردو کے قالب میں ڈھالا تاکہ اردو داں طبقہ اس سے استفادہ کر سکے، اللہ تعالیٰ مولانا مدظلہ کو اس کا بہترین جزاء عطا فرمائے اس کی اشاعت کی اجازت پر میں موصوف کا بے حد ممنون و مشکور ہوں۔

میں نے پہلے اس کی کتابت کرائی وہ پسند نہ آئی دوبارہ کچھ حصہ کتابت کروایا تھا کہ حالات ناموافق ہوگئے اور کام ٹھپ ہو گیا، اب تیسری مرتبہ کمپیوٹر کرایا تو کمپوزر ایسے بزرگ صورت ملے کہ دو ماہ کا کام دو سال میں نمٹایا، اس سے جو تکلیف پہنچی وہ ایک طویل داستان ہے جس کا بیان کرنا لاحاصل ہے۔

بس یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ یہ کتاب تمام مراحل سے گزر کر اشاعت پذیر ہوئی، اللہ رب العزت حسن قبول عطا فرمائے۔

میں اس سلسلے میں مولانا قاری محمد ضیاء الحق اور جناب عامل کامل اعجاز احمد سنگھانوی صاحبان کا ممنون ہوں کہ ان حضرات نے اس کی تصحیح میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم و مصحح حضرات کو اس کی بہترین اپنی شایان شان جزاء عطا فرمائے اور میرے لئے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

الفقیر الی اللہ تعالیٰ
ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر غفر اللہ لہ ولوالدیہ
۷؍رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

فہرست مضامین

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۹۵۸ھ - ۱۰۵۲ھ --- ۱۵۵۱ - ۱۶۴۲ء

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جس تندہی، دلچسپی شیفتگی ووارفتگی سے علوم وفنون کی تحصیل کی، ان میں درک وبصیرت پیدا کی، مسند درس کو زینت بخشی، شہرت پائی، ان امور کا تذکرہ ہم نے فوائد جامعہ (شرح) عجالہ نافعہ میں کیا ہے ان بحثوں کے لئے ناظرین کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

شیخ عبدالحق دہلوی کی سرشت میں تصوف سے جو وابستگی و شیفتگی پائی جاتی تھی اس نے انہیں سرزمین حجاز پہنچایا موصوف کو علوم وفنون میں جو درک وبصیرت حاصل تھی اس کی وجہ سے کوئی علمی شخصیت ان کی نظر میں کم ہی سماتی تھی، خوش قسمتی سے وہاں انہیں شیخ علی متقی صاحب کنزالعمال کے مجاز وخلیفہ شیخ عبدالوہاب متقی مل گئے ان کی للہیت، بے نفسی، انکساری وہیچمدانی کی ادا انہیں کچھ ایسی بھائی کہ طریقت میں انہی کا دامن پکڑا، پہلی نظر میں یہ ان کے علم سے متاثر نہیں ہوئے، اس لئے کہ ان کی موجودگی میں کوئی علمی بات معرض بحث میں نہیں آئی اور اگر آتی بھی تو وہ قدر حاجت سے زیادہ بات کرنے کے قائل نہیں تھے یہ کیونکر متاثر ہوتے، مگر جب ربط وضبط بڑھا تو ان کے جوہران پر کھلے اور یہ بے ساختہ پکار اٹھے۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

شیخ عبدالوہاب متقی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے شیخ موصوف کو جو سراپا صوفی سرشت واقع ہوئے تھے، طبیعت علم سے سرد ہو چکی تھی، صوفی سے

زیادہ علمی شخصیت بنائے رکھا انہوں نے موصوف کی تربیت انہیں علم میں منہمک رکھ کر کی، جس طرح شیخ علی متقی نے ان کی اور شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع بحارالانوار کی کی تھی۔

شیخ محمد طاہر پٹنی نے تربیت پاکر علوم حدیث کی جیسی خدمت کی اس سے عرب وعجم بہرہ مند ہوا، شیخ عبدالوہاب متقی نے بھی شیخ عبدالحق کی تربیت میں یہی انداز اختیار کیا تھا، بہت ہی باکمال وجامع شیخ طریقت اس طرح مرید کی تربیت کرتا ہے۔(۱)

موصوف نے انہیں پہلی بار اس حقیقت سے آشنا کیا کہ علم بمنزلہ غذا وذکر بمنزلہ دوا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے آپ کو علم سے وابستہ رکھنا ناگزیر امر ہے، ذکر وشغل بمنزلہ دوا ہے، جب علاج کی حاجت ہوتی ہے اس وقت دوائی لی جاتی ہے، یہ ایک عارضی شئی ہے اس کی وجہ سے علم کو نہیں چھوڑا جا سکتا، اس سے وابستگی سراپا خیروبرکت ہے، اس نظریہ وحقیقت نے شیخ دہلوی کی زندگی میں ایسا انقلاب رونما کیا کہ اس نے شیخ موصوف کو تادم واپسی علم کی خدمت میں مصروف ومنہمک رکھا، انہوں نے (۹۴) چورانوے سال کی عمر پائی عربی وفارسی میں چھوٹی بڑی کم وبیش نوے کتابیں یادگار چھوڑیں، وہ ایک اکیڈیمی تھے، عصر حاضر میں جو کام ایک اکیڈمی کرتی ہے گیارہویں صدی ہجری میں وہ کام شیخ عبدالحق نے تنہا انجام دیا تھا، انہوں نے قرأت، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، سیرت، تاریخ وتذکرہ کے موضوع پر علمی وتحقیقی ادب تیار کیا اور

(۱) اس آخری دور میں مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اسی طرح کی تھی۔

عوامی سطح پر مذکورہ بالا گوناگوں موضوعات پر مختصر و مفید رسالے لکھے، جن سے ہر ایک کو فائدہ پہنچا، عوام و خواص سے ان کا رابطہ برابر قائم رہا، ہر ایک ان سے متاثر ہوا اس طرح کے کام کی اس دور میں نظیر مشکل سے ملے گی۔

شیخ عبدالوہاب متقی کی مجلس میں شیخ دہلوی جو بھی اشکال پیش کرتے اس کا نہایت اطمینان بخش جواب پاتے تھے اس لئے ان سے دوری انہیں گوارا نہیں تھی۔

ہندوستان کے بعض ایسے علماء کے خیالات کی وجہ سے جنہیں مجدالدین فیروز آبادی و علامہ سخاوی سے تلمذ کی نسبت حاصل تھی سرزمین ہند میں حنفی مذہب کی گرفت ڈھیلی ہو رہی تھی کتبِ صحاح ستہ کو مدار مذہب قرار دینے کا رجحان اہل علم کے اذہان کو متاثر کرنے لگا تھا، چنانچہ شمالی ہند میں خود شیخ دہلوی کا میلان بھی شافعی مسلک کی طرف ہونے لگا تھا، لیکن شیخ عبدالوہاب متقی کی رہنمائی نے سرزمین ہند میں انہیں حنفی مذہب کا وکیل و ترجمان بنادیا، انہوں نے حنفی مذہب کی وجوہِ ترجیح اور اصولِ روایت و درایت کو اپنی کتابوں میں نہایت مدلل طور پر بیان کیا اور ان پر جامع بحث کی، اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں جس کی وجہ سے اس دور میں ان علماء کے رجحانات کو پنپنے کا موقعہ نہیں ملا۔

ہندوستان میں بعض صوفیہ کی تعلیمات سے شریعت و طریقت کے مابین بعد ہوتا جارہا تھا شیخ دہلوی نے شریعت و طریقت میں موافقت کی وہ راہ دکھائی جس سے شریعت وطریقت کے مابین بعد کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں، عوام وخواص کو طریقت کو شریعت کے رنگ میں سمجھنے کا موقعہ ملا، اس طرح انہوں

نے طریقت کی حقیقت کو پالیا شیخ دہلوی کے مذکورہ بالا تجدیدی کارنامے سرزمین ہندو پاک میں ناقابل فراموش ہیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنے نامور اساتذہ و شیوخ کا ذکر اپنی تالیفات میں کسی نہ کسی عنوان کہیں نہ کہیں کیا ہے، لیکن جس عظیم شخصیت سے شیخ دہلوی کو علمی و صوفیانہ زندگی میں کامل رہنمائی ملی اور انکی علمی زندگی میں عظیم انقلاب آیا، جس کے نقوش و اثرات ان کی پوری زندگی پر اثر انداز ہوئے، وہ شیخ عبدالوہاب متقی کی ذات ستودہ صفات تھی، ان کی مجلس میں انہیں ہر آن نیا فائدہ ملتا تھا اس لئے موصوف سے ایسی گرویدگی ہوگئی تھی کہ انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے تھے مگر انہیں ان کی علمی و شرعی ذمہ داریوں کا بہت احساس تھا چنانچہ انہوں نے موصوف کو حاجت سے زیادہ ایک دن بھی اپنے پاس نہیں رہنے دیا اور ایک موقعہ پر صاف کہا جاؤ، اہل حقوق کے حقوق ادا کرو جو مقدر میں تھا وہ مل گیا جو ہے وہ بھی ملتا رہے گا، رخصت کے وقت ان کی زندگی کی لئے رہنما اصول کو وصایا کی صورت مین لکھوا کر انہیں دیدیا، حقیقت میں یہی وہ زادالمتقین ہے، جن پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی عمر بھر گام زن رہے موصوف نے زادالمتقین - ۱۰۰۳ھ میں مکمل کی تھی جب شیخ موصوف کی عمر چوالیس سال تھی اور شیخ عبدالوہاب کا کاروان عمر چھیاسٹھ ویں منزل طے کر رہا تھا۔

زادالمتقین شیخ علی متقی گجراتی ان کے خلیفہ و مجاز عبدالوہاب متقی نیز ان کے شیوخ اور حرمین شریفین میں معاصرین شیخ عبدالحق دہلوی کے حالات پر مشتمل ہے، اصل کتاب کا بیشتر حصہ شیخ عبدالوہاب متقی کے حالات کے لئے

وقف ہے یہ کتاب فارسی میں ہے، بہت نادر ہے، اس کے خطی نسخے سرزمین ہندوپاک میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

راقم السطور نے اس کتاب کا نسخہ کیونکر حاصل کیا اور دوسرے نسخہ سے اس کا مقابلہ کس طرح کیا کن احباب وبزرگوں کی کرم فرمائیاں اس امر میں میرے معاون ومددگار رہیں اس کے نسخوں کو یورپ جاکر ڈھونڈا پڑھا ان امور کا تذکرہ مقدمہ کتاب میں کیا جائے گا۔ (۱)

زادالمتقین کا ترجمہ ۱۹۷۲ء میں پورا کیا تھا لیکن گوناگوں مصروفیات اور بعض تحقیقی کاموں کی وجہ سے یہ ترجمہ طاق نسیان کی زینت ہو کر رہ گیا تھا جہاں کچھ اور بھی تحقیقی کام پہلے سے کئے ہوئے پڑے تھے یہ بھی ان ہی میں پڑا رہا ۱۹۸۲ء میں جب اہلیہ کے ساتھ حج کی توفیق ہوئی تو حرم میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی زید مجدہم سے ملاقات ہوئی، ملاقات بہت مدت کے بعد ہوئی اور بہت مختصر ہوئی مگر موصوف نے اس موقعہ کو بھی غنیمت سمجھا، فرمایا کہ رسائل میں تمہارے مقالات مدت سے نظر نہیں آئے مین نے عذر پیش کیا کہ میں کتب خانہ جامعہ بیرو کانو نائیجریا سے وابستہ ہوگیا ہوں وقت کم ملتا ہے۔

فرمایا لکھتے رہا کریں ان کے توجہ دلانے پر خیال آیا کہ زادالمتقین جو برسوں سے طاق نسیان کی زینت ہے ہدیہ ناظرین کی جائے ممکن ہے کسی کی دعا سے اس عاجز کو فائدہ پہنچے۔

---

(۱) حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ، مترجم کتاب ہذا اس وقت ایک دوسری کتاب کی ترتیب و تہذیب میں مصروف ہیں اس لئے ان امور پر انشاء اللہ کسی اگلی فرصت میں روشنی ڈالی جائے گی۔ (ناشر)

شیخ علی متقی گجراتی صاحب کنزالعمال اور شیخ عبدالوہاب متقی کے حالات بہت دلچسپ نہایت بصیرت افروز، عبرت انگیز وحکمت آموز ہیں ان سے دل ودماغ متاثر ہوتا ہے لطف آتا ہے بعض اوقات حیرت ہوتی ہے اور کبھی طبیعت پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے جس کی ادائیگی الفاظ میں مشکل ہے، ان کا کیف و سرور ہی جدا ہے، شیخ دہلوی نے جس درد وکیف سے انہیں قلمبند کیا ہے ان سے پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، شریعت سے ان کی دل بستگی وشیفتگی طریقت سے وارفتگی، مجاہدہ وریاضت، اخفاء حال استقامت وسلامت روی، انکساری وفروتنی، علوم شریعت وطریقت میں ان کی بصیرت ودقت نظر سے ان کی عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، نیز ان واقعات سے ان کے انداز تربیت واصلاح پر روشنی پڑتی ہے ان کی زندگی کے بہت سے گوشے اجاگر ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسی استقامت بخشی تھی کہ نازک سے نازک ترین موقعہ پر ان کے پائے استقامت میں جنبش نہیں آئی۔

خدا جانے اس دور میں ان کے جیسی خدارسیدہ شخصیات کتنی ہوں گی جن کا نام بھی آج ہمیں معلوم نہیں، یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خوش نصیبی تھی کہ انہین ایسا کامل رہنما ملا جس نے ان کی زندگی کا رخ بدل دیا اور انہیں حیات جاوید سے ہمکنار کیا، شیخ عبدالوہاب متقی پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم تھا کہ انہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسا دانشمند و ہوشمند جامع علوم وفنون اور طریقت کا دلدادہ عالم ملا جس نے ان کے کمالات سے علمی دنیا کو متعارف کرایا اور ان کے فیوضات کو عام کیا تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شیخ دہلوی کا تمام تر علمی کام اور ان کے تجدیدی کارنامے یکسر شیخ عبدالوہاب

متقی کی تربیت کا فیضان اور ان کی رہنمائی کے رہین منت ہیں۔

اس دور میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی سوانح پر اردو میں دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

سب سے پہلے اس موضوع پر سید احمد قادری نے تذکرۂ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھا، پھر خلیق احمد نظامی نے حیات شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھی مگر ان دونوں معاصرین کے پیش نظر زادالمتقین نہیں ہے۔ جسے ان کی سوانح کے ماخذوں میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر اس کتاب سے روشنی پڑتی ہے، خاص طور پر ان کی علمی و صوفیانہ زندگی کے بہت سے گوشے اسی کتاب سے کھلتے ہیں ان وجوہ سے اس کتاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ امید ہے کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بہت سے وہ گوشے جو اہل نظر کی نظر میں نہیں تھے، اس کتاب سے منظر عام پر آ جائیں گے اور ان دونوں کتابوں میں جو خلا رہ گیا ہے وہ بھی اس کتاب سے پر ہو جائے گا اور آئندہ شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر تحقیقی کام کرنے میں اس سے محققین کو مدد ملے گی۔

محمد عبدالحلیم چشتی
کتب خانہ جامعہ بیرد، کانو،
نانجہ ریا ۲/۴/۸۷

(۱) حضرت حلقو علی متقی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب کنزالعمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و امام المتقین و خاتم النبیین محمد و آله و اصحابه اجمعین ○

اے خدا، اے خالق، گمراہوں کے راہنما، اے غریبوں سے انس رکھنے والے، اے طالبوں کو مقصد تک پہنچانے والے، اے عطا کی بارش کرنے والے اور غلطی پر پردہ ڈالنے والے، اے طاعت قبول کرنے والے اور عذر سننے والے، اے غریب پرور اور شکستہ حالوں پر مہربان، اے عاجزی کو پسند کرنے والے اور غرور کو پامال کرنے والے، استقامت بخشنے والے اور اعزاز کو نچھاور کرنے والے، اے نیاز مندوں کو دوسروں سے بے نیاز کرنے والے، اے اپنے طلبگاروں کے دل سے سب کو بھلا دینے والے، اے کریم بہت فضل کرنے والے، اے وہ ذات کہ زمانہ کی زبان تیری نعمتوں کے شکر سے عاجز ہے، معرفت کا نور ہمارے دل میں ڈال، اور تعلق کا سرمہ ہماری آنکھوں میں کھینچ تاکہ ہم تجھے پہچانیں اور تیرے دوست بنیں اور تجھے دوست رکھیں، اور انہیں جو تجھے دوست رکھتے ہیں، اور جو چیز تیری محبت پیدا کرے اور تجھ سے قریب کرے ہمارا مقدر بنا۔

اپنے دوستوں کے سب سے بڑھ کر دوست اور برگزیدہ ہستیوں میں سب سے بڑھ کر برگزیدہ ہستی، سرداروں کے سردار، پیشواؤں کے پیشوا، عارفوں کے آقا، پیغمبروں کے سردار، محمد رسول اللہ ﷺ ان کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم احباب، تمام پیرو کاروں اور آپ ﷺ کے پیچھے چلنے والوں کے اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشنودی شامل حال ہو آمین۔

اے میرے پروردگار میں تجھ سے سچی طلب و ثابت قدمی، اخلاص عمل، اطمینان نفس، نور قلب، سچی محبت، ہمہ وقت التجا، کمال توجہ، حلاوت ایمان، ذوقِ عرفان، سلامتی دنیا، آخرت کی نجات، صحیح راستے پر چلنے اور راہ راست کی ہدایت یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے، کی درخواست کرتا ہوں، قبول فرما، آمین

۹۹۶ء میں غیبی کشش بیت اللہ اور دربار حبیب میں حاضری کی تیاری

۹۹۶ھ میں غیب سے ایک کشش پیدا ہوئی اور دل میں وحشت ظاہر ہوئی، اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی، عقل کی تدبیر بھی بے سود ہوئی، صبر نے اپنا سامان باہر پھینک دیا، دیوانگی کے تمام اسباب جمع ہوگئے، عشق نے غلبہ کیا آتش شوق شعلہ زن ہوئی، دل کے گھر بار سے اچاٹ ہوجانے، سفر کی تیاری پر کمربستہ ہوجانے اور وادی غربت میں قدم رکھنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔

عزم سفر کے بعد کوئی راستہ سوائے درگاہ رسالت پناہ رسول جن و انس، سرکار دو عالم، امام حرمین نبی قبلتین ﷺ کے سجھائی نہ دیا کیونکہ وہی سالکوں کا مقصد، طالبوں کا مقصود و موحدوں کا قبلہ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ

عارفوں کے مشرب کا زم زم، واصلان حق کا مقام وصول، مومنین کے یقین کا رکن رکین، عاشقوں کے عرفات کا موقف، عابدوں کے امن کا منتہیٰ، راہ بھی رہنما بھی، دلیل بھی مدلول بھی، شاہد بھی، مشہود بھی، وسیلہ بھی اور مقصود بھی (وہی ہیں) جیسا کہ کسی عارف نے کہا ہے:

فانت ارادتی وانت مشیتی — فیا حبذا انت الوسیلۃ والقصدا

پس تو ہی میرا ارادہ اور میری چاہت ہے، پس تو کتنا ہی اچھا وسیلہ اور مقصود ہے۔

وانت ملاذ العبد یا غایۃ المنی — ویا سیدا قد ساد من جاءہ عبدا

اور تو ہی بندے کا ٹھکانا اور آرزوؤں کا منتہیٰ ہے، اور اے آقا جو اس کے پاس بندہ بن کر آیا وہی سردار بنا۔

سلام علی انوار طلعتک التی — اعیش بھا سکرا واقضی بھا وجدا

آپ کے چہرہ انور پر صلوٰۃ و سلام ہو جس کے نشہ سے زندہ رہتا اور جس کی شگفتگی پر مرتا ہوں۔

مدعا کے قبول کئے جانے اور مقصد کے پورا ہو جانے کے بعد یعنی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ تک پہنچنے اور بیت اللہ الحرام تک آنے کی سعادت، اور اس بلند مرتبہ والی جگہ میں ٹھہرنے کا اعزاز خوش بختی ہے۔ آرزوؤں اور تمناؤں کے جمال کا مشاہدہ، آہ و زاری اور اللہ کے حضور گڑگڑانے کے وظائف کی پابندی، حج و عمرہ کے ارکان کی ادائیگی، قدر و منزلت میں سب سے بڑھ کر نعمت اور حدیث کے اعتبار سے سب سے زیادہ باقی رہنے والی منفعت دو ہی نعمتیں تھیں جن کا شکر ادا کرنا اس وقت مجھ پر لازم و ضروری ہے۔

سلسلہ کچھ زیادہ بہتر ہوتا کہ یہ علاقہ الفت وجود پذیر ہو وہ صحبت کی تاثیر ظاہر ہو' مرید کے دل میں نور یقین سایہ فگن ہو۔ فکر حال اس کے باطن میں سرایت کر جائے اور اس محبت کی زنجیر میں جو قلب شریف محمدی ﷺ تک منتہی ہے جڑ جائے محبت و الفت میں دوام و استمرار آجائے۔ خود انوار کا پرتو و اسرار کا نقش متواتر و پے بہ پے ہو جائے تو پھر سینہ 'کثرت شک و شبہ کی ظلمت سے جو دوری و حجاب کا سبب ہے تمام تر صاف ہو جاتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے۔

فھو نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شئی علیم۔

تو یہ روشنی پر روشنی ہے اللہ راہ دکھلادیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔ (سورہ نور ۱۰/ ۱۸)

برسوں میرے درد زبان و آرزوء جان وہ دعا رہی ہے جس کے متعلق میرے حقیقی پیر' میری دنیا و آخرت کی امید گاہ' جہاں کے پیر' جن و انس کے غوث' شیخ زمین و آسمان محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی جیلانی علیہ الرحمۃ نے ہدایت کی ہے:

"آدھی رات کو اٹھ' تازہ وضو کر' صدق دل سے نیاز مندی کے ساتھ دوگانہ ادا کر' خوب گڑگڑا کر بارگاہ رب العزت میں دست دعا اٹھا اور کہنا شروع کر اے میرے رب' اے میرے رب' تو اپنے مقرب بندوں میں سے

دو نعمتیں

۱۔ خدمت حدیث ۲۔ خاصان خدا کی صحبت کا شکر۔

ایک حدیث نبوی ﷺ کی خدمت اور سیرت نبوی ﷺ کے انوار سے منور ہونا اس امر کو دوسرے مقام پر جہاں اس کا محل ہو گا بیان کروں گا۔ مقصود اس جگہ ایک دوسری نعمت کا ذکر کرنا ہے جو بندہ کے کسب و اختیار سے باہر ہے وہ خاصان خدا و مقربان بارگاہ عزوجل سے بعض حضرات کو پاتا ہے جو اس بارگاہ عالی تک پہنچانے کا وسیلہ اور حق تعالیٰ تک وصول کمالات کے لئے وسائل و دلائل ہیں اس لئے کہ ممکن ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی نظر اس ناچیز کے حال پر پڑ جائے یا اس ناچیز کی نگاہ ان کے جمال سے روشن ہو جائے' ان دونوں صورتوں میں سعادت حاصل ہے اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہو جائے یا خدمت کی توفیق میسر آجائے تو وہ خود مقصود کی کنجی اور اصل مراد ہے اس سلسلہ میں صحبت بزرگان تھوڑی بھی اچھی ہے۔

(آخرت کی زاد راہ)

مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارھم نے فرمایا ہے کہ منزل رسیدہ و برگزیدہ بارگاہ میں سے کسی کی صحبت کا اتفاق ہو جائے اور ایک گھڑی کی صحبت و ہم نشینی محبت و الفت کی نیت سے میسر آجانا عمر بھر کا سرمایہ بلکہ آخرت کا زاد راہ ہے۔ بزرگوں نے دل کے دریافت کرنے اور انوار ولایت سے استفادہ کرنے کا صحبت شیخ و رشتہ الفت سے زیادہ مضبوط ضابطہ نہیں پایا ہے۔ اگر یہ

ایسے بندے کی طرف رہنمائی فرما جو مجھے تیری راہ دکھائے
اور مجھے تجھ تک پہنچنے کا راستہ بتائے۔

مجھے امید ہے کہ میری دعا قبول ہوئی ہوگی کیونکہ مجھے اس مبارک مقام میں ایک بزرگ کی صحبت نصیب ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بزرگ اس راہ کے کاملین اور اس درگاہ کے واصلین میں سے ہیں وہ شراب معرفت جو دوسرے مقربین بارگاہ نے پی' وہ انہوں نے بھی پی ہے انہیں میری حالت پر رحم آیا' میری استعداد کے مطابق انہوں نے میری طرف خصوصی اعتناء فرمایا۔

(شیخ عبدالوہاب متقی)

مجھے راہ حق کی طرف رہنمائی کی' میری تربیت کی وہ شیخ کامل' عارف باللہ' قطب ربانی' مرشد برحق شیخ عبدالوہاب بن ولی اللہ قادری شاذلی متقی مدنی چشتی ہیں' اللہ تعالی ان کی عمر دراز کرے اور ہمیں ان کی برکات و فیض علوم سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

میرے لئے ان کی ولایت کی دلیل خود اپنی آنکھوں کا مشاہدہ ہے۔ وہ کثرت علم' کردار کی بلندی' قول کی پابندی' وفور علم' قوت عمل' عظمت خلق' صحت حال' کمال متابعت و اعلیٰ درجہ کی استقامت کی صفات سے ممتاز ہیں۔ یہ وہ امور ہیں جو میں نے ان کے ابتدائی حالات' جہاں پیمائی' سیر و سیاحت' ریاضت' مجاہدات و کرامات کے متعلق لوگوں سے سنے ہیں' بزرگان دیار عرب کا ان کی رفعت مکانی' جلالت شان پر اتفاق' خاص طور پر مشائخ یمن ان کی عظمت شان کے بہت قائل ہیں' غرض جنہوں نے ان کو دیکھا وہ بھی اور

جنہوں نے نہیں دیکھا وہ بھی ان کی تعظیم کرتے اور ان کے مرتبہ کا بہت خیال رکھتے ہیں' ان کا حال معلوم کرتے' ان سے ملاقات کے لئے آتے ہیں ان کی ملاقات کو باعث فخر سمجھتے ہیں اپنے مریدوں کو ان کی صحبت میں آنے کی تاکید کرتے ہیں' انہوں نے غائبانہ طور پر اہل حرمین کو لکھا اور آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے ولی و قطب ہیں پھر لکھا ہے۔

علیکم یا اہل مکہ بالشمعہ المضیہ من الہند و ہو علی قدم الشیخ ابی العباس المرسی۔

تم پر ہند کی اس روشن شمع سے نور حاصل کرنا لازم ہے۔ موصوف شیخ ابوالعباس مرسی کے نقش قدم پر ہیں۔

ان سب باتوں سے قطع نظر میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے اور ذہن میں اس بات کے سوا کوئی بات نہیں بیٹھتی ہے کہ یہ ولی اللہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ میں کھلم کھلا ان کے کمالات کا مشاہدہ کرتا اور بچشم سران کے نور ولایت کو دیکھتا ہوں بالفرض اس امر میں اپنے آپ کو شک و شبہ میں مبتلا کرنا چاہوں تو بھی مجھے شک و شبہ نہیں ہوتا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کہاں سے میرے ضمیر میں یہ بات بیٹھ گئی ہے میں اس بات کو اپنے لئے سرمایہ سعادت اور اپنی قبولیت کی علامت سمجھتا ہوں۔

میں ان کی صحبت میں دو سال سے زیادہ رہا جو میرے مقدر میں تھا ان سے حاصل کیا میں نے اس عرصہ میں ان کی وضع قطع' طور طریقے' خصائل و شمائل کا خوب مشاہدہ کیا نیز ان سے شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور دوسرے مشائخ و بزرگوں کے سوانح حیات جو اس زمانہ میں یا اس سے قریب کے

زمانے میں یہاں اقامت گزیں تھے جنہیں میں نے دیکھا یا سنا ہے ضبط تحریر میں لایا ہوں۔

(سال تالیف)

اس وقت ۱۰۰۳ ہجری ہے میں نے اس کو تفصیل سے قلمبند کیا ہے اور اس کا نام "زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین" رکھا ہے۔ اس کا نام "صراط مستقیم و منہج قویم" رکھوں یہ بھی مناسب و بجا ہے اور اسے میزان عدل و دین حق کے لقب سے یاد کروں تو بھی کر سکتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی سالک اس کے طریقہ پر چلے تو وہ منزل مراد کو پائے گا اور اگر اسے حاکم وقت و وزیر وقت اپنا دستور العمل بنائے تو راہ حق سے نہیں بھٹکے گا۔

(ترتیب ابواب)

میں نے اسے تین مقصدوں پر مرتب کیا ہے۔

- مقصد اول میں شیخ علی متقی ﷫ کے حالات و مقامات کا ذکر ہے۔
- مقصد دوم میں شیخ عبدالوہاب متقی سلمہ اللہ وابقاہ کے سوانح حیات و مقامات کا بیان ہے۔
- مقصد سوم میں حرمین شریفین کے بعض عربی و عجمی مشائخ و درویشوں کے حالات و واقعات کا تذکرہ ہے۔

○○○

مقصد اول

(باب اول)

(شیخ علی متقی ﷫ کے حالات میں ہے، یہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے)۔

پہلے باب میں ان کے ابتدائی حالات، سیر و سیاحت، سلوک، مکہ معظمہ میں آمد، علماء حرمین و شیوخ حدیث سے ملاقات، مشائخ طریقت کے سلسلوں سے انتساب، تصنیف و تالیف، اشاعت علوم، مریدوں کی تربیت اور دوسرے خیر کے کاموں میں انہماک کا تذکرہ ہے۔

(نام و نسب)

شیخ علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان متقی قادری شاذلی مدنی، چشتی، ﷫ رحمتہ واسعہ۔

(وطن و مولد)

آباء کرام جونپور سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن علی متقی برہان پور میں پیدا ہوئے تھے۔

(شاہ باجن [1] سے بیعت)

بچپن ہی میں جب ان کی عمر سات آٹھ سال کی تھی ان کے والد بزرگوار انہیں شاہ باجن چشتی کی خدمت میں لے کر برہان پور پہنچے ان کے حلقہ

(۱) بہاالدین شاہ باجن عمری برہانپوری گجراتی المتوفی ۹۱۲ھ کے حالات کے لئے دیکھیے" نزھۃ الخواطر ج ۴۔ ص ۶۲۔ ۶۳ مشائخ احمد آباد۔ از محمد یوسف متالا۔ میرٹھ مکتبہ محمودیہ ۱۴۱۴ھ

ارادت میں داخل کرایا۔

(والد کا انتقال)

انہی ایام میں ان کے والد بزرگوار کا وصال ہو گیا باپ کے انتقال کے بعد آغاز شباب میں سرکاری ملازم ہو کر تھوڑا بہت دنیا کا ساز و سامان جمع کیا کہ اسی اثناء میں عنایت حق و ہدایت الٰہی کے جذبے نے اپنی طرف کھینچا متاع دنیا کی حقارت و اہل دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری ان کی آنکھوں میں سما گئی۔

(شاہ عبد الحکیم[1] سے سلسلہ چشتیہ میں خرقہ خلافت)

موصوف نے شاہ باجن کے فرزند شیخ عبد الحکیم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشائخ چشتیہ کا خرقہ خلافت زیب تن کیا۔

ان کی اصل فطرت میں چونکہ عزیمت، بلند ہمتی، تقویٰ و پرہیز گاری ودیعت کی گئی تھی اس لئے ان کی طبیعت رسمی مشیخت پر جو درویشان زمانہ کا ایک دستور بن گئی تھی قانع نہ ہوئی مطلوب حقیقی و مقصد اعلیٰ حاصل کرنے کے درپے رہی۔

(ملتان میں شیخ حسام الدین متقی[2] المتوفی ۹۶۰ء کی صحبت اور درس و مذاکرہ)

اس غرض سے موصوف نے ملتان کا سفر کیا شیخ حسام الدین متقی علیہ الرحمۃ

(۱) عبد الحکیم برہانپوری کے حالات کے لئے دیکھئے، نزہت الخواطر ج ۴ ص ۱۶۹

(۲) حالات کے لئے ملاحظہ ہو، اخبار الاخیار ص ۲۱۳-۲۱۴ نزہتہ الخواطر ج ۴ ص ۸۶-۸۷ غلام سرور لاہوری خزینتہ الاصفیاء لکھنؤ نولکشور، ۳۳۲ ج ۱ ص ۴۲۶-۴۲۷

کی صحبت اٹھائی ان کی بابرکت صحبت کے طفیل ورع و تقویٰ کی راہ پر استقامت نصیب ہوئی۔ دو سال کا زمانہ ان کی صحبت میں گزارا، اسی زمانہ میں تفسیر بیضاوی اور کتاب عین العلم تحقیق کے ساتھ پڑھی۔ ان کے ساتھ مذاکرہ ہوتا اور بحث و تحقیق ہوتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں جب موصوف شیخ حسام الدین کی صحبت میں تھے، خلوت میں بیٹھے یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ شیخ حسام الدین کتابوں کو اپنے سر پر اٹھائے حجرہ کے دروازہ پر آکر کھڑے رہتے، آنے کی اجازت چاہتے۔ فرماتے کہ حسام الدین آیا ہے کیا فرماتے ہو"

یہ کلمات تین مرتبہ کہتے تھے، وقت میں گنجائش ہوتی تو حجرے کا دروازہ کھولتے۔ پھر یہ حضرات بیٹھ کر مذاکرہ کرتے جتنی گنجائش وقت میں ہوتی بیٹھتے پھر یاد حق میں لگ جاتے تھے۔ وہ حجرہ کھولنے میں کوئی مصلحت نہ پاتے تو شیخ حسام الدین الٹے پاؤں لوٹ آتے تھے پھر کچھ عرصے انہی شہروں میں جو بزرگوں، درویشوں کی اقامت گاہ ہے سیر کرتے رہے جہاں جی لگتا اور عبادت کے لئے موقعہ ہاتھ آتا وہاں چند روز ٹھہر جاتے تھے۔

(سفر میں چیزیں ساتھ لے جانے کے لئے تھیلے)

اس زمانے میں موصوف کا معمول و دستور یہ تھا کہ وہ دو تھیلے ساتھ رکھتے تھے، ایک تھیلے میں کھانے کی چیزیں چاول، ماش خالص اور ملی جلی دالیں، ماش کی دال، گھی، تیل، نمک اسی قسم کی دوسری ضروری چیزیں، کھانا پکانے کے برتن لکڑیاں جنگل سے لاتے تھے۔ ان چیزوں میں سے ایک چیز تھوڑی بہت تھیلے میں رکھتے تھے۔ پہلے ایک اندازے و تخمینہ سے دو تین دن کا کھانا رکھتے

اور آخر میں اسے پانچ چھ روز تک کرتے تھے کھانا بہت کم کھاتے تھے۔

(شہر میں کرایہ کے مکان میں ٹھہرنا)

موصوف کی عادت تھی کہ کسی مسجد میں فروکش نہیں ہوتے تھے' مکان کرایہ پر لیتے' اس میں قیام کرتے تھے' چقماق سے آگ سلگاتے تھے' پانی کا لوٹا ایسا رکھتے تھے کہ اس میں قضاء حاجت' کھانا پکانے' وضو کرنے' اور پانی پینے کے بعد اتنا پانی رہتا تھا کہ نہانے کی اگر حاجت پیش آئے تو نہایا جا سکے وہ اپنی کمر پر لاد لیتے تھے' صاف پانی سے پہلے برتن پاک صاف کرتے پھر اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے اور کسی سے کوئی خدمت ہرگز نہ لیتے تھے خدا سے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ کسی غیر سے مدد نہیں مانگیں گے جو کام خود کر سکیں گے وہ کسی اور سے نہ لیں گے بالفرض کسی کی احتیاج ہی پیش آجاتی تو پہلے اسے کچھ دیتے پھر اس سے کام کے لئے کہتے تھے۔

دوسرے تھیلے میں قرآن مجید اور سفر میں مطالعہ کے لئے چند ضروری کتابیں رکھتے تھے۔

(کتاب عین العلم)

ان میں سے ایک عین العلم تھی اپنے مریدوں کے لئے ان کی یہ وصیت تھی کہ اس کتاب کو سفر و حضر میں ساتھ رکھو یہ سالک راہ کے لئے کافی اور تمام کتابوں سے مستغنی کرنے والی ہے۔

(صحرا نوردی)

اس صفائی و پاکیزگی' یکسوئی و یک جہتی سے صحرا نوردی کرتے۔ شب و روز عبادت الٰہی میں گزارتے تھے پھر سلوک طریقت' طہارت' پاکیزگی نفس و

صفائی باطن کے لئے جد و جہد کرتے رہتے تھے

(جثہ علی متقی علیہ الرحمۃ)

ان کا جسم و جثہ' جوڑ اور ہڈیاں جو بدن انسانی کے اساس کی حیثیت رکھتی ہیں نہایت مضبوط و قوی تھیں آخر عمر میں ریاضت و مجاہدہ اور کم خوری کے باعث ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا تھا۔ اس زمانہ میں کتابت ہی گزر اوقات کا واحد ذریعہ تھا۔ اہل و عیال میں کوئی تھا نہیں خلق خدا کی صحبت سے گریزاں رہتے کوئی ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی درخواست کرتا تو قبول نہیں کرتے تھے۔

(خدمت گار محب صادق صدر حسن)

صدر حسن جو موصوف کے قدیم خدمت گاروں میں تھا اور اسی زمانہ میں ان کے زمرہ خدام میں داخل ہو گیا تھا مدتوں اسے اپنے پاس جگہ نہ دی اور اس کی خدمت گزاری کو قبول نہیں کیا لیکن وہ سچا عاشق تھا یہ کتنی ہی بے رخی کرتے وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا کئی مرتبہ اس سے چھپ گئے جوتوں کے نشانات الٹے بنا کر دوسرے راستہ پر چلے تاکہ وہ نہ پا سکے کئی مرتبہ وہ انہیں نہیں پا سکا مگر وہ ان کی طلب میں پھرتا کسی نہ کسی جگہ انہیں پا ہی لیتا پیچھا نہ چھوڑتا تھا تو موصوف کو یقین ہوا کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا ہے پھر اسے اپنی خدمت میں رہنے کی اجازت دی تھی۔

(بلاد گجرات میں خلق اللہ کی گرویدگی اور آمد)

اس کے بعد بلاد گجرات میں آئے' اس زمانہ میں ان کی قبولیت و شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ جاتے خلق اللہ ان کے پیچھے ہو جاتی اور ان پر

ایسی گرتی جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے موصوف حجرے کا دروازہ بند کئے یاد الٰہی میں لگے رہتے کسی کو آنے کا راستہ اور موقعہ نہیں دیتے تھے کوئی زیارت کے لئے آتا خدام اندر سے باہر آکر شیخ کی طرف سے اس کی تسلی و دلجوئی کی خاطر دعا کرتے' فاتحہ پڑھ کر اس کو رخصت کرتے تھے۔

(نماز کے اوقات میں زیارت)

صرف نماز کے اوقات میں شیخ موصوف کی زیارت ہوتی تھی' کبھی کبھی فارغ اوقات میں جنگل کی طرف جاتے' پانی کے کنارے ایک گوشہ میں یاد اللہ کرتے تھے۔

(شیخ متقی کی پہلی تصنیف تبیین الطرق)

اسی اثنا میں ایک روز تبیین الطرق کی تصنیف و تالیف کا دل میں خیال پیدا ہوا یہ رسالہ شیخ موصوف کی سب سے پہلی تصنیف ہے ان کے تذکرہ کے آخر میں انشاء اللہ وہ رسالہ بھی نقل کیا جائے گا۔

(ازدواجی زندگی)

موصوف نے قیام احمد آباد کے زمانے میں نکاح کی سنت پوری کی' اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند عطا کیا جس کا بچپن میں انتقال ہو گیا موصوف نے انہی ایام میں اہلیہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اب تمہیں اختیار ہے ہماری ضرورت تم سے پوری ہوگئی ہماری یہی آرزو تھی کہ حق تعالیٰ شانہ ایک فرزند عطا فرمائیں وہ بچپن میں اس عالم سے چلا جائے اور بروز قیامت ہمارا سفارشی بنے' ہمارے لئے پیش خیمہ ہو جائے اب جو تم بہتر سمجھو وہ کرو انہوں نے عرض کی میرے لئے یہی سعادت کافی ہے کہ میں آپ کی خدمت کرتی رہوں دوسری مجھے کوئی

حاجت نہیں مجھے آپ اجازت دیں کہ میں آپ کے لئے وضو کا پانی تیار رکھوں اس عورت کے رشتہ داروں کی ایک بڑی جماعت جو تقریباً پینسٹھ افراد پر مشتمل تھی موصوف کے ظل عاطفت میں داخل ہو کر ان کی عیال بن چکی تھی احمد آباد میں ان کے مکانوں اور مسجد کے آثار و نشانات شاہ پور کے دروازے کے باہر ابھی تک باقی ہیں ان کی زیارت کی جاتی اور برکت حاصل کی جاتی ہے۔

(شیخ کی خدمت میں سلطان بہادر (۱) کی حاضری)

گجرات میں سلطان بہادر کی حکمرانی کا دور تھا۔ شیخ موصوف کے اوصاف و کمالات سن کر اسے بھی ان سے ملاقات کا اور ان کی خدمت میں رہنے کا شوق ہوا' اس نے درخواست کی موصوف نے اس کی درخواست قبول نہ کی بادشاہ نے ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ملاقات کی درخواست قبول کرنے پر آمادہ کیا آخر کار قاضی عبداللہ سندھی جو علم و فضل اور صلاح و تقویٰ میں اس دور کی مشہور شخصیت تھے بعض حوادث دوراں کے باعث سندھ سے حج بیت اللہ کے ارادے اور مدینہ منورہ میں قیام کے خیال سے اہل و عیال' فرزند و خدام کو ہمراہ لے کر کچھ عرصہ دیار گجرات میں ٹھہر گئے تھے شیخ کے ساتھ محبت و عقیدت کے رشتے استوار تھے' انہوں نے شیخ موصوف سے عرض کی سلطان بہادر نے ملاقات کی درخواست کی ہے ایک مرتبہ تو اجازت دیں چاہیں گفتگو نہ کریں ہم درمیان میں ہوں گے اس کو باتوں میں لگائے رکھیں گے اور خوش رکھیں گے۔

(۱) مظفر بہادر شاہ المقتول ۹۴۲ھ کے حالات کے لئے دیکھو نزہۃ الخواطر ج ۴ ص ۵۶-۵۷

فرمایا: بعض خلاف شرع باتیں اس کے لباس کی وضع و قطع سے ظاہر ہیں، یہ کیونکر ہو گا کہ ہم اس کو دیکھیں اور غیر شرعی امور پر نہ ٹوکیں، مداہنت کی راہ اختیار کریں، انہوں نے عرض کی، خدام جو جانتے ہیں وہ کہیں گے اور جو چاہیں گے وہ کریں گے اس کو قبول کرنے نہ کرنے کا حق ہے اس کی یہ آرزو ہے کہ ایک بار خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرے۔

سلطان بہادر جب خدمت میں حاضر ہوا جو نصیحت کرنی چاہئے تھی وہ موصوف نے کی، دوسرے روز اس نے بقدر استطاعت و ہمت کچھ رقم شیخ موصوف کی خدمت میں بطور نذرانہ بھیجی، موصوف نے وہ رقم قاضی عبداللہ سندھی کو دیدی اور فرمایا کہ تم ہی اس کی ملاقات کا واسطہ اور اس مال کے حصول کا ذریعہ تھے، اس مال کا تعلق بھی تم ہی سے رہے گا۔

اس کے بعد سلطان بہادر کی شکست کے زمانے میں نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ کے قبضہ گجرات سے پہلے حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا میں قیام کی نیت سے اہل و عیال کے ہمراہ احمد آباد سے سورت کی طرف چلے گئے۔

شیخ حمید محدث جو قاضی عبداللہ سندھی کے فرزند و بزرگان سلف کا نمونہ و شیوخ حدیث کی یادگار ہیں بیان کرتے تھے کہ شیخ علی متقی کے احمد آباد سے نکلنے کے چند روز بعد ہمارے والد بھی اپنی جماعت کے ساتھ بارادہ حج احمد آباد سے سورت پہنچے شیخ بھی وہاں موجود تھے۔ جب انہیں ہماری آمد کا علم ہوا انواع و اقسام کے کھانے پکوائے بعض خود اٹھا کر اور بعض خادموں سے اٹھوا کر رات کو ہماری قیام گاہ پر پہنچے اور چھوٹے بڑے خدمتگاروں کے ہاتھ خود دھلائے، کھانا کھلایا۔

(حاکم دیو کی آمد و تواضع)

دوسرے دن جب حاکم دیو نے سنا کہ شیخ دوراں کے رفقاء اس جگہ قیام پذیر ہیں خود آیا، سواریاں لایا، ہماری جماعت و شیخ کو، ان کے خدام اور رفقاء وغیرہ کو قلعہ میں لے گیا۔ اس اثناء میں سلطان بہادر شکست کھاکر بندر دیو آیا شیخ کی خدمت میں رہنے کا ارادہ کیا اور اچانک شیخ کی قیام گاہ پر آگیا۔ والد ماجد بھی دیو میں شیخ کی خدمت میں حاضر تھے سلطان کے قریب آجانے پر شیخ نے تعظیم و تکریم کی طرف اشارہ کیا وہ ایک زمانے میں گجرات کا بادشاہ تھا، سلطان بہادر نے بتقاضائے وقت پریشانی و پشیمانی، مصیبت و شکست کی وجہ سے حسرت و ندامت کے ساتھ اپنی مذمت کرتے ہوئے حالات و اوصاف کے متعلق زبان کھولی کہ میرے جیسے گنہگار، بدکار، تباہ حال کو جو بھی مصیبت پہنچی میں اس کا مستحق ہوں اور جو بھی سزا مجھے دیں جائز و درست ہے میرے نفس کی نحوست کی وجہ سے اتنے مسلمانوں کو محنت و مشقت میں گرفتار اور اس مصیبت سے دوچار ہونا پڑا وہ بیٹھا ہوا آدھی رات تک اسی قسم کی باتیں کرتا اور چنیں و چناں کرتا رہا، توبہ کی، اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کیا، شیخ اپنے انداز پر دوزانو خاموش بیٹھے سلطان بہادر کی طرف دیکھتے رہے، جیسے سلطان بہادر کی آمد سے پہلے بیٹھے تھے، اس اثناء میں نہ کوئی دم مارا نہ بات کی۔ انہی ایام میں حرمین شریفین کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

سلطان محمود کے زمانے میں اس دیار میں تشریف لائے، سلطان محمود کو شیخ سے نیاز مندی و فروتنی کی نسبت حاصل تھی پھر شیخ دیار حرم میں واپس تشریف لے آئے اور اسی جگہ توطن اختیار کر کے اس عالم کو خیرباد کہا۔ رحمتہ اللہ

علیہ و علی جمیع عبادہ الصالحین۔

(شیخ ابوالحسن بکری سے تلمذ)(۱)

(محمد سخاوی قادری و شاذلی سے استفادہ و اجازہ)(۲)

مکہ معظمہ میں شیخ محمد بن محمد سخاوی جو اس عصر کے نامور بزرگ تھے سلسلہ قادریہ و سلسلہ شاذلیہ کا جو شیخ نورالدین ابوالحسن علی حسنی شاذلی پر منتہی ہوتا ہے اور سلسلہ مدینیہ کا جو شیخ ابو مدین شعیب مغربی تک پہنچتا ہے (قدس اللہ اسرارہم) خرقہ خلافت پہنا اور مکہ معظمہ میں اقامت گزینی اختیار کی اور عالم کو طاعات، ریاضات و مجاہدات کے انوار سے منور کیا۔ دینی علوم کی اشاعت و معارف یقین کی فیض رسانی سے عالم کو مستفید کیا فن حدیث و تصوف میں کتابیں اور رسالے لکھنے شروع کئے۔ ان کے آثار خیر تصنیفات و تالیفات کو

---

(۱) مکہ معظمہ میں شیخ ابوالحسن بکری ﷫ کے ساتھ جو بالاتفاق اپنے زمانے کے عظیم اولیاء اللہ میں سے تھے صحبت اختیار کی، ان کی شاگردی کی اور اس دور کے دوسرے علماء و مشائخ جو ان مبارک مقامات میں موجود تھے ان سے استفادہ کیا۔

(۲) (شیخ محمد سخاوی ﷫ نزیل مکہ سے سند طریقت)

محمد بن محمد سخاوی نزیل مکہ شیخ طاہر زیان زواوی قسمطینی نزیل مدینہ منورہ المتوفی ۹۴۰ جو فقیہ و عارف و صوفی تھے اور شیخ احمد زروق ﷫ اور ان کے فرزند احمد زروق صغیر کے خلیفہ و مجاز تھے، ملاحظہ ہو، شجرۃ النور الزکیہ فی طبقات المالکیہ، بیروت، دار الفکر و ب۔ ت۔ ص ۲۷۸-۲۸۸۔

موصوف کا سلسلہ سند یہ ہے۔

عن الشیخ طاہر بن زیان الزواوی عن احمد بن موسیٰ اللبنینی عن صالح الزواوی عن ابن مخلص عن مغلطای عن ابی عبد اللہ محمد بن ابی الحسن الشاذلی عن ابیہ، ہے دیکھو، عبد الحیٔ الکتانی فہرس الفہارس والاثبات و معجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات تحقیق احسان عباس، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۴۱۴ھ=۱۹۸۹ء ج ۲۰ ص ۹۲۵

سے تھے صحبت اختیار کی، ان کی شاگردی کی اور اس دور کے دوسرے علماء و مشائخ جو ان مبارک مقامات میں موجود تھے ان سے استفادہ کیا۔

دیکھ کر اور ان کے کمال ورع و تقویٰ کے قصے سن کر عقل حیران ہو جاتی اور وہ یقینی طور پر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ باتیں بغیر توفیق الٰہی و برکت خداوندی کے جو کمال مرتبت و استقامت اور رتبہ ولایت پر ممتاز ہوئے بغیر انجام نہیں پا سکتی ہیں۔

(جمع الجوامع کی فقہی ابواب پر ترتیب)

جامع صغیر و کتاب جمع الجوامع اور زوائد و اکمال جمع الجوامع شیخ جلال الدین سیوطی ﷫ کو جنہوں نے قولی و فعلی حدیثوں کو حروف تہجی پر مرتب کر کے (بزعم خود) تمام احادیث نبوی ﷺ کے احاطہ و استیعاب کا دعویٰ کیا تھا فقہی ابواب پر مرتب کیا حق بات یہ ہے کہ اس کتاب میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کیسا کام کیا اور کیا تصرفات کئے ہیں، معانی احادیث کے ادراک و ترتیب الفاظ کے سمجھنے میں انہیں کیسی بصیرت حاصل تھی۔

دوسری مرتبہ اس کا ایک منتخب تیار کیا جس میں بیشتر مکررات کو حذف کیا جس سے وہ نہایت درجہ واضح و منقح کتاب بن گئی ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری ﷫ فرماتے تھے سیوطی ﷫ کا عالم پر احسان ہے اور علی متقی کا سیوطی پر احسان ہے۔

اس کے علاوہ رسالے اور کتابیں لکھی ہیں جو سالکان طریقت و طالبان آخرت کے لئے وقت کا بہترین سرمایہ اور درستی احوال کے لئے بہت مددگار و معاون ہیں ان کی چھوٹی بڑی عربی تصنیفات و تالیفات کی مجموعی تعداد سو سے

متجاوز ہے۔ ان کی سب سے پہلی تصنیف رسالہ تبیین الطرق اور دوسری مجموعہ حکم کبیر ہے یہ بہت جامع کتاب ہے جو کچھ تصوف کی کتابوں میں مذکور ہے اس کا یہ خلاصہ ہے اور آیات واحادیث واقوال مشائخ کی جامع ہے۔

(شیخ ابن حجر ہیتمی مکی کی موصوف سے ارادت)

شیخ ابن حجر ہیتمی مکی جو اپنے زمانے کے بلند پایہ فقہا و علماء میں سے تھے اور مکہ معظمہ میں شیخ الاسلام کے مرتبہ و منصب پر ممتاز تھے موصوف کے ابتدائی دور کے اساتذہ میں تھے اگر انہیں کسی حدیث کے معنی سمجھنے میں توقف و تردد ہوتا تو شیخ متقی کے پاس آدمی بھیج کر دریافت کرتے تھے کہ تم نے جمع الجوامع کی تبویب میں اس حدیث کو کہاں رکھا ہے یعنی یہ حدیث جامع کبیر میں کہاں مذکور ہے کس باب میں ذکر کی ہے تاکہ اس باب سے اس حدیث کے معنی سمجھے جائیں۔

بارہا اپنے آپ کو ان کا حقیقی تلمیذ کہتے تھے آخر میں ان کے مرید ہوئے، خرقہ، خلافت پہنا تھا، علی ہذا القیاس اس دور کے تمام اکابر و مشائخ مکہ ان کی خدمت میں آتے تھے ان کے فضل و کمال کے معترف، عظمت شان و جلالت قدر پر متفق تھے۔ اس زمانے میں حجاز کے عوام و خواص جس طرح مشائخ سلف کو یاد کرتے ہیں انہیں یاد کرتے اور ان کا نام لیتے ہیں۔

تصنیف کتب و اشاعت علوم سے قطع نظر، جس کی توفیق و سعادت بعض علماء ظاہر کو بھی ہوئی ہے مگر ریاضات، مجاہدات، کرامات، محاسن اخلاق، قابل تعریف اوصاف، رسوخ اعمال و افعال و استقامت احوال، شریعت کی

رعایت، سنت کی متابعت، ظاہری و باطنی آداب کی نگہداشت، ورع و تقویٰ میں کمال احتیاط کے جو واقعات موصوف سے منقول ہیں وہ ان کے حقیقی احوال و کمالات باطنی پر سب سے بڑی دلیل ہیں۔

انہوں نے وصال کے دن مشائخ کے ساتھ اپنی صحبت کا مجمل حال لکھا ہے اس کا ایک نسخہ ان کے خط سے منقول ہے وھو ہذا۔

(شیخ متقی کی آخری وصیت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی فقیر الی اللہ علی بن حسام الدین نے جو متقی سے مشہور ہے اپنے دنیا سے جانے اور آخرت میں داخل ہونے کے دن وصیت کی ہے۔ یہ فقیر جب چھوٹا تھا (اسی زمانے میں) والد رحمتہ اللہ نے مجھے شیخ اجل حضرت باجن قدس سرہ کا مرید کرایا تھا ان کا طریقہ وجد و سماع تھا جب میں بڑا ہوا حق و باطل میں تمیز کرنے کی عمر کو پہنچا اس طریقہ کو اپنایا اور انہیں اپنا پیر تسلیم کرنے پر راضی رہا مشائخ کے اس مقولہ پر عمل کرتے ہوئے کہ بچہ جب کسی شیخ ت کا مرید بنایا جائے بالغ ہونے پر اسے اختیار ہے چاہے اسے اپنا شیخ بنائے رکھے چاہے اپنے لئے کوئی شیخ تلاش کر لے میں نے اپنے والد کی موافقت میں جو انہوں نے میرے لئے پسند فرمایا تھا انہی کو اپنا شیخ بنائے رکھا جب میرے والد ماجد اور شیخ رحمہما اللہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ کا خرقہ خلافت پہنا، پھر میں ایسے شیخ کا جویا ہوا جو میری رہنمائی کرے اور مجھے راہ حق کی طرف راستہ بتائے چنانچہ میں نے بلاد ملتان کا ارادہ کیا شیخ عارف باللہ حسام الدین متقی حنفی

سے سلسلہ قادریہ شاذلیہ و مدینیہ کا خرقہ حاصل کیا اور انہی تینوں سلسلوں کا خرقہ خلافت شیخ محمد بن محمد سخاوی قدس سرہ سے ملا۔ سنا گیا ہے کہ شیخ موصوف نے انتقال کے وقت کاغذ کے ایک کونے پر چند جملے لکھ کر ایک مخلص کو دیئے ان کے وصال کے بعد جب میں نے اس خط کو کھولا تو خط کا مضمون یہ تھا:

برادران من' اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے' تمہیں معلوم رہے کہ ہمارے پاس یہ عظیم الشان نعمت امانت تھی ہم نے اس کو حق تعالیٰ شانہ کے حکم سے اس کے اہل تک پہنچایا پس اس کو سمجھا جس نے بھی سمجھا۔ والسلام۔

ان کے اس ذخیرہ اعمال صالحہ میں سب سے بڑا عمل اور ان کے کمالات کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل ان کے صحیح ترین خلیفہ ہیں کہ آج اس سرزمین حجاز و شام کے مشائخ و فقراء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ ولایت کبریٰ کے مقام پر ممتاز ہیں اور گجرات و دکن کے عوام و خواص اسی سلسلہ سے اکتساب رکھتے ہیں اور ان کی اطاعت و پیروی پر متفق ہیں۔

وہ شیخ کامل عارف باللہ حضرت عبدالوہاب بن ولی اللہ حنفی متقی قادری سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی فتوحات سے مستفید فرمائے۔ ان کی برکات اور ان کے علوم کی برکات سے فیض یاب کرے۔

شیخ متقی کے تذکرہ کے بعد ہم انشاء اللہ شیخ عبدالوہاب کے کچھ مناقب و کمالات سے صفحات کو [illegible]ن دیں گے۔

اس رسالہ میں جو لفظ "می فرمودند" مذکور ہے وہ ان سے سنا ہوا ہے کوئی چیز کسی اور سے سنی ہوئی نقل کی جائے گی اس کی تعیین اس شخص کے نام سے کی جائے گی یا مبہم طور پر اس کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

باب دوم

دوسرا باب شیخ متقی کی عادات' عبادات' ریاضات اور مریدوں کی ہدایت' آداب و طریقوں کے بیان میں ہے۔

(شیخ متقی کا طریقہ تربیت)

شیخ عبدالوہاب متقی کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ طریقت کا طالبوں اور مریدوں کی تربیت و ارشاد کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مرید کو بظاہر جس کام میں وہ لگا ہوتا اس سے نہیں ہٹاتے بلکہ اسے اسی حالت پر رہنے دیتے خود اس کی باطنی اصلاح و تربیت میں منہمک ہو جاتے اور ہمہ تن اس کی تربیت و سلوک کی طرف متوجہ رہتے تھے اس کو اس امر کی خبر بھی نہ ہوتی تھی ایک مدت کے بعد اس کو بدیہی و حسی طور پر معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس مرتبہ و مقام پر پہنچا ہوا ہے جس پر وہ پہلے نہ تھا۔

شیخ موصوف کا بیان ہے کہ اسی طرح فقیر ان کی خدمت میں رہا۔ دو برس تک ہرگز یہ معلوم نہ ہو سکا کہ موصوف کو اس فقیر کی طرف توجہ بھی ہے کیونکہ ذکر و شغل' مجاہدہ و ریاضت وغیرہ کی قسم سے کوئی بات نہیں بتائی تھی پہلے سے جو اس فقیر کے معمولات تھے انہی پر عمل کرتا تھا اکثر اوقات جس بات کے لئے کہتے وہ اپنی تصانیف کے نقل و مقابلہ کے لئے کہتے تھے اس فقیر کا خیال تھا کہ شیخ دینی کام نکال رہے ہیں حالانکہ وہ میرے کام اور میری اصلاح و تربیت میں مصروف تھے' دو سال بعد اپنی آنکھوں سے کھلم کھلا دیکھا کہ ہم اس مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں پہلے نہ تھے اور اب ہمیں وہ مقام و مرتبہ حاصل

ہے جو اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا۔

شیخ موصوف فرماتے تھے کہ طالبان حق کی رشد و ہدایت اور ان کی تعلیم و تربیت کے باب میں مشائخ طریقت کے دو طریقے مروج ہیں۔

(تربیت مرید کے دو مروج طریقے)

بعض ابتدا ہی میں مرید کی عادات و طبعی مرغوبات ' سابقہ طور طریق یکدم چھڑا کر ان کو راہ حق دکھاتے اور رشد و ہدایت کی راہ میں کار آمد بناتے ہیں۔

بعض مریدوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں ان کی مرغوبات سے نکالنے میں جلدی نہیں کرتے شیخ کامل کی صحبت کی برکت ان کی توجہ 'قوت' ہمت و اعانت سے وہ ایک مدت میں جو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقدر ہوتی ہیں باطمینان و بتدریج خود برے اخلاق و عادات چھوڑ کر پاکیزہ اخلاق و عادات اختیار کرتا ہے' یہ طریقہ سب سے زیادہ قریب آسان و بہتر ہے شیخ فرماتے تھے کہ ان کا زیادہ تر وقت پڑھنے پڑھانے' علم کی نشر و اشاعت' تصنیف و تالیف' کتابوں کی نقل و اہل علم کی امداد و اعانت مین گزرتا تھا وہ اپنے ہاتھ سے سیاہی بنا کر طالب علموں کو دیتے تھے۔ کتابوں کے دینے اور علمی مدد کرنے میں بہت پیش پیش تھے۔ جو مفید و نادر کتابیں سرزمین حجاز میں ملتیں ان کے کئی نسخے نقل کرا کر اہل علم کو دیتے دوسرے شہروں میں جہاں وہ کتاب دستیاب نہیں ہوتی بھجواتے تھے کوئی اہل و مستحق آدمی ان کے پاس کتابیں فروخت کے لئے لاتا اسے اصل سے دگنی تگنی قیمت دیتے خوب تعریف کرتے بہت دل بڑھاتے تھے' تفسیر جلالین اہل مکہ کو سید علی ہروی کی لکھی ہوئی ایک ابراہیمی میں جس کو جدید کہتے ہیں مل جاتی تھی

(ملا علی قاری)

اہل عجم سے ایک خوشنویس ملا علی قاری سے تفسیر جلالین تین جدید میں خریدتے تھے۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ انہوں نے شیخ کے سامنے پیش کیا شیخ نے ان کے علم و فضل اور اہلیت و اخلاص کو دیکھتے ہوئے بارہ جدید میں خریدا پھر بھی فرماتے تھے کہ انہوں نے اس کے لکھنے میں بہت محنت کی ہے اس سے بھی زیادہ خریدا جا سکتا تھا۔

(سنن و احادیث سے لگاؤ)

شیخ زیادہ تر رسالت مآب ﷺ کی سنن و احادیث کی جستجو میں لگے رہتے تھے حتیٰ کہ زندگی کے آخری لمحات میں جب انسان کو بمقتضائے عادت بشری چلنا پھرنا اور حرکت کرنا بھی مشکل ہوتا ہے وہ جانکنی کے عالم میں بھی یہ کام کرتے رہے چنانچہ پرواز روح کے وقت تک جامع کبیر کا مقابلہ نہیں چھوڑا تھا۔

مرشد فرماتے تھے: ایک مرتبہ شیخ نے مجھے ابن حجر ہیتمی کی عیادت کے لئے بھیجا اس لئے کہ ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ ان کے گھر جا سکتے۔ فقیر جب ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے پوچھا شیخ کیا کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا جامع کبیر کے مقابلہ میں مصروف تھے فرمانے لگے۔ سبحان اللہ! اس وقت تک حدیث کی کتابوں کی صحت کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کی تلاش و جستجو میں منہمک ہیں کچھ دیر اسی طرح کے جملے فرماتے اور اس طرح درد و حسرت سے کہتے رہے کہ فقیر کا دل بھر آیا ندامت و شرمساری ہوئی بہت گریہ طاری ہوا۔

مرشد فرماتے تھے کہ، مجلس درس میں حاضرین بحث کرتے۔ شیخ خاموش بیٹھے سنتے کچھ نہ بولتے کوئی بات کہنے کی ضرورت پیش آتی جتنی ضرورت ہوتی اتنی بات کرتے تھے۔ کوئی ایک بات نقل کرتا اور کسی طرف سے نفی و اثبات پر کوئی دلیل پیش نہ کی جاتی اس کو سنتے اور کچھ نہ کہتے تھے۔

(شطحیات صوفیہ میں شیخ متقی کا مسلک)

حقائق و معارف کی کتابوں میں اسرار و رموز توحید وغیرہ کے متعلق جو کلمات خلاف شرع پائے جاتے ہیں یا صوفیہ کی رسوم و عادات کے متعلق جو باتیں کتابوں میں مذکور ہیں، شیخ کا اس باب میں پسندیدہ طریقہ سکوت و تسلیم تھا۔

شیخ نجم الدین دایہ قدس سرہ کی تفسیر بحرالحقائق کا جو اسرار و حقائق اور آیات شریفہ کی تاویلات سے پر ہے شیخ نے انتخاب کیا حکم کبیر میں بھی اس قسم کی باتیں بہت آئی ہیں ان میں صرف اتنا تصرف کیا ہے کہ شیخ نجم الدین کی باتیں لفظ قیل سے نقل کی ہیں اور ان کا نام لے کر یہ باتیں نقل نہیں کی ہیں جیسا کہ دوسری کتابوں میں کیا گیا ہے۔

(وجد و سماع میں شیخ متقی کا مسلک)

وجد و سماع کے باب میں ان کے طریقہ کی تفصیل و توضیح وہی ہے جو متقدمین مشائخ و محققین صوفیہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ افراط و تفریط سے پاک ہے۔ عمل سماع میں ان کا طرز عمل توقف و اجتناب کا تھا۔ ایک شخص کہتا تھا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ شیخ کا ہمسایہ جو زیادہ حسین نہ تھا خوش الحان تھا، اسے بلایا اور اس سے کچھ سنا پھر بہت روئے اور انہیں حال بھی آیا تھا۔ واللہ اعلم۔

(شیخ متقی کی خوراک)

مرشد فرماتے تھے کہ ان کی خوراک برائے نام تھی صرف رسم بندگی قائم رکھنے اور مرتبہ   کی حفاظت کی خاطر کچھ کھا پی لیتے تھے خوراک چند مثقال شوربا تھا اس میں بھی دوسروں کو دیتے تھے، چکھنے کے علاوہ کچھ نہ تھا ابتدائے عمر سے بہت کم کھاتے تھے۔ آخر عمر مین تو یہ معمول بھی قائم نہ رہا نہ کھانا ان کی ذاتی صفت بن گئی تھی، جوانی کے زمانے میں کم کھانے کے باوجود طاقت پوری پوری رکھتے تھے، بہت اچھا ڈیل ڈول تھا اب ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔

وہ فرماتے تھے کہ کھانے میں ہماری ریاضت نہیں رہی ہے۔ یہ تھوڑی مقدار بھی جو کھاتے ہیں کافی سے زیادہ ہے۔

ایک روز فرمانے لگے اب ہم بہت ہی ست ہو گئے ہیں احباب کہتے ہیں کباب کھانے سے بہت طاقت آتی ہے اگر رغبت ہو تو کچھ بنائے جائیں فرمایا: بہت اچھا کباب بناؤ۔ تیار گوشت جیسا کہ مکہ معظمہ میں ہوتا ہے لائے اس کو پیس کر کباب تیار کئے جب ان کے سامنے لائے اور کباب کی خوشبو دماغ میں پہنچی فرمایا بہت عمدہ بنائے ہیں جب منہ میں رکھے فرمایا کہ نمک بہت ڈالا ہے اور سخت بھی ہیں تھوڑے سے ہاون دستہ میں کوٹ کر نرم کرو تاکہ کھا سکیں، کباب ہاون دستہ میں کوٹ کر خدمت میں پیش کئے، پانی کا پیالہ منگایا کباب کو اس میں ڈالا چمچہ سے دو تین بار چکھا فرمایا کافی ہے اٹھا لو، یہ تھا ان کا کباب کھانا۔

(شیخ متقی کا باورچی کمال)

فرماتے تھے ان کا ایک خادم کمال نامی تھا بہت بے ڈول اور بہت اکھڑ

تھا جو چاہتا کہتا اور کرتا تھا حقیقت میں حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک آزمائش تھی، شیخ متقی اسے بہت چاہتے تھے اس کے اکھڑ پن کو بھی برداشت کرتے تھے وہ جو بھی جور و جفا کرتا نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔

ایک دفعہ وہ شوربا پکا کر لایا اس میں بہت زیادہ نمک ڈالا جب چکھا تو یہ بھی نہ کہا کہ یہ کیا کیا اور ایسا کیوں کیا۔ اتنا کہا بابا کمال تشریف رکھو، ایک نوالہ شوربے میں بھگو کر اس کو دیا کہا چکھو، دیکھو کیسا تیار ہوا ہے یہ تو نمک ہی کھانا ہوا اس کی خرابی کھلی ہوئی تھی وہ اس کا انکار نہیں کر سکتا تاہم بد خلقی کا مظاہرہ کئے بغیر نہ رہ سکا بہت ہی تکلف سے سر ہلاتا رہا اور کہا جی ہاں، تھوڑا نمک زیادہ ہو گیا ہے لیکن اچھا ہے کوئی حرج نہیں کھایئے کھایئے فرمایا بہت خوب پانی لاؤ جب پانی لایا اسے شوربے میں ڈالا جو مقدر تھا کھایا۔

(نگاہ کیمیا اثر)

ایک بزرگ کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ شیخ موصوف اپنے مکان سے سوئے حرم اس طرح آرہے تھے کہ دو آدمی ان کی بغل میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے آثار ریاضت و طاعت و ولایت کا نور ان کے جمال سے روشن تھا جس کی نظر ان کے مبارک چہرے پر پڑتی، دل میں اترتی وہ زار و قطار رونے لگتا تھا۔

(آخری ایام میں حرم شریف میں نماز جمعہ کا اہتمام)

شیخ کا بیان ہے شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ آخری ایام میں حرم شریف صرف نماز جمعہ کے لئے جاتے، آخیر صف میں دروازے کے پاس بیٹھ جاتے، فرض نماز ادا کر کے اٹھتے مکان پر آتے تاکہ ہجوم خلائق کی دست بوسی سے وقت زیادہ خراب

نہ ہو، زیادہ تھکن اور کمزوری نہ ہو۔

(ضعف پیری میں نفل نمازوں کا اہتمام)

ایک روز کاتب حروف عبدالحق بن سیف الدین (اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے) نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس ضعف پیری کے زمانے میں شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ کی نفل نمازوں کا کیا حال تھا وہ کتنی نفل پڑھتے فرمایا وہ جوانی میں نفل نمازیں بہت پڑھتے تھے آخری عمر میں ضعف پیری کی وجہ سے ان کی زیادہ تر عبادت ذکر خفی، تفکر اور دینی علوم میں تصانیف پر مشتمل تھی۔ ضعف پیری اور پیشاب کی کثرت سے رات میں دس گیارہ مرتبہ اٹھتے ہر مرتبہ وضو کرتے، دو یا چار رکعت یا زیادہ جتنی رکعات اللہ کو منظور ہوتیں ادا کرتے تھے۔

(آغاز قیام حرم میں کتابت و قرض پر گزر بسر)

شیخ فرماتے تھے کہ شروع میں جب شیخ متقی کتابت و نقل کی قوت رکھتے تھے اپنی روزی اسی سے حاصل کرتے تھے جو بیوہ عورتیں یہاں آتی تھیں ان سے قرض لے کر ضروریات زندگی پوری کرتے تھے۔ اگر کہیں سے فتوحات ہو جاتیں ان سے قرض ادا کرتے تھے اس لئے کہ قرض کی ادائیگی میں مہلت تھی کبھی فتوحات کا مال جس کے متعلق غالب گمان حلال ہونے کا ہوتا تھا وہ بھی خرچ کرتے تھے۔

(بہ نقد عرس بزرگان)

آخری ایام میں عرس بزرگاں بھی نقد کرتے تھے جتنا روپیہ کھانا پکانے میں خرچ ہوتا اس کا تخمینہ لگا کر فقیروں کو دیتے وہ بھی ہر فقیر کو اس کے مناسب حال چپ چاپ دیتے فرماتے تھے کھانے کی مجلس کی ترتیب اور عوام کا ہجوم

تکلف و پریشاں خاطری سے خالی نہیں۔

(مہمان نوازی کی تین قسمیں)

اکثراوقات مہمان نوازی نقد سے کرتے تھے ان کے یہاں مہمان نوازی کی تین قسمیں تھیں اعلیٰ: یہ نقد ہوتی تھی تاکہ مہمان کو جتنی حاجت ہو اس کے مطابق اس کو دیا جائے' اوسط: یہ بغیر پکا کھانا مہمان کو بھیجتے تاکہ حسب خواہش جس وقت اور جس طرح چاہے پکائے اور پکا ہوا کھانا اس کے گھر بھیجتے وہ اہل و عیال کے ساتھ کھاتا اس کا بھی یہی حکم تھا۔ ادنیٰ: یہ کہ کسی مہمان کو گھر بلاکر کھانا کھلائیں۔

(جو خانقاہ میں رہتا اس کی حاجت ضروریات اور حالت سے باخبر رہتے)

اگر کوئی فقیر ان کی خانقاہ میں آتا قیام کا ارادہ کرتا فرماتے: یہاں کھانا نہیں ملتا ہے' یہاں کوئی چیز نہیں ہے اس شرط پر رہ سکیں رہیں جو مستقل مزاج متحمل اور صاحب استقامت نہ ہوتا وہ نہیں ٹھہرتا چلا جاتا' طالب خدا و راہ حق کا سالک و عبادت گزار ہوتا رہ جاتا' اس کے بعد اس کی ہر حالت و ہر چیز سے باخبر رہتے تھے۔

(کسی کو کوئی چیز دینا)

کسی سے کبھی رنجیدہ ہوتے کسی سے کوئی تکلیف اٹھاتے تو اسے کوئی چیز دیتے اسی لئے وہ اپنے کسی دوست کو کوئی چیز دیتے اسے فکر رہتی کہ کہیں مجھ سے کوئی رنج تو نہیں پہنچ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔

(تصحیح نیت کا اہتمام)

شیخ حمید محدث کا بیان ہے کہ ایک دن شیخ تازہ وضو کر رہے تھے مجھے اپنے پاس بلاکر کپڑا عنایت فرمایا اول دل میں یہ خدشہ ہوا کہ انہیں مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہے پھر فلاں شخص کا نام لے کر فرمایا اسے دیدو' پھر میں لوٹا اور چاہا کہ اس شخص کو یہ کپڑا پہنچادوں میں اس کے دروازے تک پہنچا تھا کہ طلب فرمایا کچھ توقف کیا تین چار مرتبہ اسی طرح کیا آخر فرمایا نیت اجازت نہیں دیتی تھی اس لئے توقف تھا پھر کہا جاؤ دیدو۔

(رومی حکام سے ناداروں کے لئے وظائف)

شیخ فرماتے تھے ان کی خدمت میں فتوحات و عطیات بہت آتے تھے بعض حکام سلطان روم انکے پاس آتے وہ ان کے بہت عقیدت مند فرمانبردار و اطاعت شعار تھے۔ ناداروں کے لئے بہت سے وظائف مقرر کراتے' خیرات دلواتے تھے اپنے بعض رشتہ دار جن میں سیدی شیخ احمد جو ان کا بھتیجا تھا' لڑکا نیک' قابل و مقبول نوجوان تھا' ظاہری امور اور کتابوں کی ذمہ داری اس کے سپرد تھی اس کے لئے بھی ایک تھیلی مقرر کرائی تھی' لیکن فقیر حقیر و بعض دوسرے احباب کے لئے جن کو قرب و خصوصیت زیادہ حاصل تھی جیسے شیخ عبداللہ و شیخ رحمت اللہ ان کے لئے کچھ مقرر نہیں کرایا تھا اس لئے کہ تھیلی کا مال بھی شبہ سے خالی نہ تھا۔

(احباب کے ساتھ حج)

منقول ہے ایک بار حج کا زمانہ آیا منیٰ و عرفات میں جانے کا سامان پاس

نہ تھا کوئی موجود بھی نہ تھا کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی جس سے تیاری کا سامان کیا جا سکتا مگر زیادہ تر احباب سے فرمایا کہ امسال حج ہمارے ساتھ کرنا تقریباً چالیس پچاس اونٹ کرائے پر لئے کھانے پینے اور منیٰ وغیرہ میں قیام کے لئے مکانات کرائے پر لئے، یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کو مکہ سے منیٰ کو نکلنے کا وقت بھی آ گیا فرمایا اونٹ والوں کو بلاؤ، اونٹ کرایہ پر لو، تیاری کرو، خدام و احباب سب حیران کہ کہاں سے کریں مگر تعمیل ارشاد سے چارہ نہ تھا اونٹ والوں کو بلایا گیا اس وقت کم و بیش چار سو ابراہیمی جو ایک ہزار روپیہ سے زیادہ ہوں گے کسی جگہ سے عطیہ پہنچا سب حج کے راستہ میں خرچ کر دیا۔

خریطہ متقیہ[1]

شیخ متقی کی ایجادات و پسندیدہ چیزوں سے جھولی ہے جس کو خریطہ متقیہ کہتے ہیں اس کی کیفیت یہ ہے کہ ایک جھولی سیکر تیار کرتے اس میں پانچ خانے بناتے اندر کا خانہ بہت زیادہ کشادہ ہوتا دو خانے دائیں طرف دو بائیں طرف ہوتے جو درمیانی خانے سے چھوٹے ہوتے تھے ان خانوں میں پڑے کافور و حنوط جو مردے کے کفن دفن کا سامان ہے رکھا جاتا' تاکہ موت یاد رہے اگر کوئی فقیر اپنی بعض ضروریات زندگی بھی رکھے تو اجازت تھی۔ ابتدائی زمانے میں اس جھولی پر موت کا لفظ بھی لکھتے تھے لیکن آخری عمر میں یہ لکھنے کا التزام نہیں رہا تھا اس جھولی کو ہمیشہ اپنی گردن میں ڈالے رہتے تھے اس کو دائیں طرف ڈالتے تھے جس کو اپنی خلافت سے سرفراز کرتے خرقہ کی جگہ یہی

(۱) ملاحظہ ہو اشعۃ اللمعات، لکھنؤ، طبع نولکشور، ۱۳۱۲ھ، ج ا۔ ص ۲۲۹

پہناتے تھے۔

ان کے بعض رسائل میں اس جھولی کا ذکر ہے مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم خرقہ پہنانے کے سلسلہ میں جو دلائل و توجیہات پیش کرتے ہیں عموماً وہی دلائل اس کے متعلق بیان کئے گئے ہیں بعض دیگر امور جو مشائخ قادریہ علیہ رحمہم اللہ کی سند و انتساب کے سلسلہ میں مذکور ہیں ہم کسی دوسرے موقعہ پر ذکر کریں گے۔

آج بھی یمن کے درویش جو اس مبارک سلسلہ و سلسلہ بدویہ جو شیخ احمد بدوی سے منسوب ہے اور ایک طریقہ سے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ تک پہنچتا ہے نسبت رکھتے ہیں یہ جھولی گلے میں ڈالتے ہیں لیکن وہ بسا اوقات چمڑے کی بنی ہوئی جھولی ڈالتے ہیں شیخ متقی کی جھولی جو موٹے کپڑے کی تھی وہ کفن کا کپڑا اس جھولی میں رکھتے تھے کسی دوست یا فقیر کو جو ملاقات کے لئے آتا دیتے تو اس کی جگہ دوسرا کپڑا رکھتے تھے' مولانا عصام الدین ابراہیم کے پوتے کا بیان ہے کہ ایک دن میں سوق اللیل میں شیخ متقی کی خدمت میں حاضر تھا بہت محبت و شفقت فرمائی بہت خاطر مدارات کی کپڑا جھولی سے نکال کر فقیر کو عنایت کیا یہ وہی کپڑا تھا جو انہوں نے کفن کے لئے جھولی میں رکھا ہوا تھا۔

(جھولی کے متعلق شیخ عبدالوہاب متقی کا اشکال)

شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے تھے کہ ہمیں شیخ سے کمال عقیدت و جاں نثاری کی نسبت کے باوجود اس خرقہ کو اس خصوصیت کے ساتھ پہننے اور اسے سنت سے مطابقت کے متعلق دل میں خلجان اور اشکال تھا اس کی مناسبت سمجھ

میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ دن آیا کہ شیخ ابن حجر مکیؒ ان سے بیعت ہوئے اور یہ جھولی انکے دست مبارک سے پہنی یہ خریطہ پہنتے وقت ان پر ایسی بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی کہ حاضرین مجلس اس حالت و کیفیت ' نورانیت و سطوت کو دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئے اور اس حالت کے متمنی بن گئے اس روز بلا تکلف و بغیر کسی عمل کے وہ اشکال و خلجان جاتا رہا' جو شبہ تھا وہ زائل ہو گیا۔ والحمد للہ علی ذلک۔

شیخ فرماتے تھے خریطہ پہننے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے کپڑوں پر پہنا جاتا اور خریطہ گردن میں اس طرح ڈالا جاتا ہے کہ بغل میں بائیں جانب نیچے لٹکا رہتا ہے اگر کوئی کپڑے کے نیچے پہنتا تو اس کی اجازت بھی تھی اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر خلوت میں جب ہو اسے لٹکالے تاکہ نظر اس پر رہے۔

باب سوم

اس باب میں موصوف کی دل لبھانے والی باتیں مزہ دار قصے جو ان کے طرز عمل و طور طریق کی نشاندہی کرتے اور ان کے کمال استقامت و فرزانگی پر دلالت کرتے ہیں مذکور ہیں۔

(شیخ رحمت اللہ سندھی کی کتاب مناسک الحج)

شیخ فرماتے ہیں کہ شیخ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ مدنی سندھیؒ نے مناسک الحج پر نہایت جامع و مفید کتاب تصنیف کی تھی۔ شیخ متقی نے فرمایا کہ معاصرین حاسد ہیں انصاف پسند نہیں ہیں اس لئے اس کتاب کا لوگوں میں اظہار نہ کرو کسی کو نہ دکھاؤ نہ کہو کہ ہم نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے اس کا ایک نسخہ شیخ رحمت اللہ سے لے کر اپنے پاس حفاظت سے رکھا اس کے بعد جو عالم مکہ ان سے ملنے آتا اس کو یہ کتاب دکھاتے اور تعریف کرتے کہتے کہ کتاب مناسک حج میں بے نظیر و بے مثال ہے در حقیقت وہ کتاب اس موضوع پر جتنے رسائل لکھے گئے تھے ان سب سے زیادہ جامع تھی چنانچہ شہر کے اہل علم اسے نقل کرنے لگے اور اس سے استفادہ کرنے میں زیادہ رغبت کرنے لگے اس کے متعدد نسخے شائع ہو گئے اس کے بعد فرمایا کہ شیخؒ کی تصنیف ہے اہل علم کو اب انکار کی جرات نہ ہو سکی اور اس پر حسد بھی نہ کر سکے۔

(وزیر گجرات آصف خان کی دعوت)

شیخ حمید کا بیان ہے کہ ایک بار مکہ معظمہ میں گجرات کے وزیروں میں آصف خان نے جو جاہ و جلال کے ساتھ علم و صلاح، عبادت جو دو سخا، احسان و حسن سلوک کی صفات سے آراستہ تھا وہ عاش سعیداً و مات شہیداً سعید رہ کر زندہ رہا شہید ہو کر مرا کا مصداق تھا، ایک دعوت کی جس میں شہر کے مشائخ، علماء و صلحاء کو بلایا۔ شیخ متقی سے بھی دوستی و عقیدت مندی رکھتا تھا ان سے مجلس میں شرکت کی درخواست کی ان کا دعوت قبول کرنے اور اس مجلس میں شرکت کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ خدام سے فرمایا ہم اس مجلس میں نہیں جائیں گے۔ شیخ عبداللہ آصف خان کا خاص دوست و مخلص تھا اور شیخ متقی کے بھی قریبی دوستوں میں تھا آکر عرض کیا کہ تمام مشائخ و اکابر ایک مقام پر جمع ہو رہے ہیں ملاقات کرنا چاہیں تو تشریف لائیں۔ فرمایا کہ ہمارا ارادہ اس جگہ جانے کا نہیں، آصف خان کو شیخ متقی کی عدم شرکت کی خبر سے صدمہ ہوا اور شیخ کی خدمت میں الفت و محبت اور آمد و رفت کا جو سلسلہ قائم تھا وہ موقوف ہو گیا بعد پیدا ہوا ایک زمانہ اسی حالت میں گزر گیا، شیخ عبداللہ نے شیخ کی عنایت و خوشنودی جو آصف خان سے تھی اسے قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

(مواہب اللدنیہ کی خریداری کی خاطر آصف خان سے ملاقات)

اسی اثناء میں شیخ متقی نے سنا کہ مواہب اللدنیہ رسالت مآب ﷺ

کی سیرت پر نہایت تفصیلی معلومات کی حامل کتاب ہے اور متاخرین علماء مصر سے کسی کی تصنیف ہے اس کا ایک نسخہ قیشان مکہ میں کسی کے پاس موجود ہے بیس ابراہیمی میں اس کو لینا ممکن ہے، رقم مذکور ان کی بساط سے باہر تھی سوچا اس قدر رقم کس جگہ سے لینا ممکن و مناسب ہو گا اس نیت سے وضو کیا دوگانہ ادا کی اور شیخ عبداللہ کے پاس آئے فرمایا آج تمہارے دوست آصف خان سے ملاقات کا ارادہ ہے۔ شیخ عبداللہ حیران کہ یہ کیا فرما رہے ہیں یہ اس کی بربادی کی علامت ہے اسے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ تاکہ آپ اس سے راضی ہو جائیں وہ آپ کے ڈر سے نہیں آتا ہے۔ فرمایا: ہماری اس سے ایک حاجت وابستہ ہے اس کے پاس چلنا چاہئے، دوپہر کا وقت تھا شیخ عبداللہ نے کہا یہ وقت کیا چلنے کا ہے؟ ہوا تھوڑی سی ٹھنڈی ہو جائے تو پھر چلیں فرمایا خدا ہی جانتا ہے پھر نیت کس طرف ہو جائے اور کیا ہو جائے، یہ بات کہی اور روانہ ہو گئے، اتنی تیز چلے کہ خدام چلنے میں ان کو نہیں پا سکے، آصف خان کے دروازے پر جا کر بیٹھ گئے۔ خبر کرائی وہ بالاخانہ میں اپنی حرم سرا میں سو رہا تھا بیدار ہوا نیچے اترنے تک دروازے پر بیٹھے رہے جب آیا۔ فرمایا: تیس ابراہیمی ہمیں بطور قرض دو گے انشاء اللہ ادا کر دیا جائے گا اس نے خزانچی کو بلایا کہا تیس ابراہیمی اسی وقت مہیا کرو اور جلدی کرو۔

اتفاقا آصف خان پر یہ قدرے تنگی کا وقت تھا اس رقم کے حاصل کرنے میں تھوڑی دیر ہوئی شیخ متقی اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا تکلف نہ کرو دوسری جگہ سے مل جائے گا آصف خان کو اس سے بہت شرمندگی ہوئی۔

اس کے بعد ایک عجمی تاجر کے دروازے پر گئے اسے ان سے نیاز

مندی و محبت کی نسبت حاصل تھی خبر کی مکان سے نکل کر آیا اس سے کہا ہمیں تیس ابراہیمی درکار ہیں اس نے روپوں کا صندوق سامنے لاکر رکھا اور عرض کیا جتنا چاہیں لیں انہوں نے تیس ابراہیم اٹھائے اس فقیہ کے پاس آئے جس کے پاس مواہب اللدنیہ کا نسخہ موجود تھا فرمایا: سنا ہے تمہارے پاس مواہب اللدنیہ کا نسخہ ہے وہ تمہاری ملکیت ہے وقف کردہ نسخہ ہے اس فقیہ نے حقیقت حال بیان کرنے سے گریز کیا وقف کے اعتراف سے پہلوتہی کی فرمایا: جو بھی کچھ ہو اس کی قیمت کیا ہے اس نے کہا بیس ابراہیمی فرمایا: تیس ابراہیمی تمہاری نیت سے لئے گئے ہیں لو اور نسخہ ہمیں دو۔

(بلاد گجرات میں مواہب اللدنیہ کے نسخوں کی اصل)

اس کے بعد اس کے کئی نسخے نقل کرائے ایک نسخہ گجرات پہنچایا دیار ہند کے نسخوں کی اصل ان کا بھیجا ہوا نسخہ ہے۔

علم کی نشر و اشاعت اور مسلمانوں کے فائدے کے کاموں کا اس درجہ اہتمام تھا۔ جزاهم الله عن المسلمين خيرا

○○○

(وصل)

(آصف خان کی طرف سے رباط کی پیشکش)

ایک دوسری مرتبہ انہی آصف خان نے درخواست کی کہ جس مکان میں شیخ متقی قیام فرما ہیں، تنگ ہے آنے جانے والوں کی گنجائش نہیں رکھتا، اگر فرمائیں تو ان کے درویشوں کے لئے ایک وسیع رباط تعمیر کروائیں۔

ایک روز اس جگہ کو دیکھنے کے لئے نکلے اثناء راہ میں جب حرم شریف کے دروازے پر جو باب ابراہیم کی طرف واقع ہے کھڑے ہوگئے اور غور و فکر کرنے لگے، شیخ عبداللہ سندھی نے خیال کیا کہ بیت اللہ نظر آیا ہے دعا میں مشغول ہوگئے۔

فرمایا میاں شیخ عبداللہ ہمارا ارادہ اس جگہ کو لینے اسے تعمیر کرانے اور پرانے مکان سے منتقل ہونے کا نہیں رہا۔ اب ہمارا جی وہاں جانے کو نہیں چاہتا، ہمارا یہ گوشہ اگرچہ تنگ ہے لیکن ہماری ضرورت کے لئے کافی ہے۔

شیخ عبداللہ نے عرض کیا، اسے ایک بار دیکھنے میں کیا حرج ہے اسے دیکھ لیجئے اگر مصلحت سمجھیں ورنہ خیر، فرمایا دیکھنے کی بھی حاجت نہیں۔

(شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت)

شیخ عبداللہ نے جب بہت اصرار کیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سمجھانے اور خاموش کرنے کے لئے ایک مثال بیان فرمائی۔ شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ

اکثر مقصد کو قصہ اور مثال سے سمجھاتے تھے۔ فرمایا ایک باورچی نے کسی محلّہ میں دکان لی اس کا پریسہ (کٹے ہوئے گیہوں میں گھی نمک مصالح وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے) محلّہ میں مشہور ہو گیا اور اسے محلّہ والے پہچان گئے' پھر وہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائے جبکہ اس کی دکان بھی چل نکلی تھی وہ ختم ہو جائے تو اس بازار کی رونق جاتی رہے گی' اب ہماری دکان اس جگہ چل نکلی ہے ہم دوسری جگہ نہیں جائیں گے' اس تدبیر و حیلہ سے وقت کو ٹالا اور اس رباط کو قبول نہیں فرمایا۔

(جنتہ المعلاۃ میں رباط المتقی)

آخری زمانے میں امراء روم میں سے ایک نے جنتہ المعلاۃ کی طرف ایک رباط تعمیر کرائی تھی' جسے اب "رباط المتقی" اور "بیت المتقی" کہتے ہیں مشہور جگہ ہے ان کی خلوت گاہ تھی' ان کے بعض رشتہ دار وہاں رہتے ہیں اور ان کا پہلا مکان باب الجیاد کی طرف تھا' جو بیت الشرفاء کے پیچھے واقع تھا۔

(وزیر کے یہاں کھانے کی دعوت اور علی متقی کی تین شرطیں)

موصوف ایک قصہ بیان فرماتے تھے کہ گجرات کے وزیروں میں سے ایک وزیر نے موصوف کو اپنے محلّہ میں کھانے کی دعوت کی ان کی دعوت تکلف و تصنع سے خالی نہیں ہوتی ہے' اور اس نے درخواست کی ایک بار بندہ کے مکان پر تشریف لائیں تاکہ مقام پر نور و بابرکت ہو جائے

فرمایا ہمیں وہاں حاضری سے معذور سمجھیں ہم یہیں سے آپ کے لیئے دعا کرتے رہیں گے' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے' جب اس نے بہت زیادہ

اصرار کیا تو فرمایا ہم آئیں گے لیکن تین شرطوں کے ساتھ

پہلی یہ ہے کہ جس جگہ چاہیں گے بیٹھیں گے' ہمیں تکلیف نہ دینا کہ اوپر تشریف رکھیں اور شہ نشین پر بیٹھیں' اس نے کہا ایسا ہی ہو گا کہ جہاں حضرت شیخ کو اچھا لگے تشریف رکھیں

دوسری یہ ہے کہ آپ اس امر میں تکلیف نہ دیں گے کہ یہ کھائیں وہ نہ کھائیں جو ہمیں اچھا لگے گا وہ کھائیں گے۔

تیسری یہ ہے کہ جب ہمارا جی چاہے گا اٹھ کھڑے ہونگے اور آجائیں گے' آپ ہم سے نہ کہیں گے کچھ دیر اور بیٹھیں۔

اس وزیر نے یہ تینوں شرطیں مان لیں تو وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ ہم کل آئیں گے جب کل کا دن ہوا' روٹی کے ٹکڑے اپنی جھولی میں ڈالے تنہا اس مکان پر پہنچے اور دروازہ کے پاس ایک جگہ پر بیٹھ گئے' حالانکہ اس نے بہت پر تکلف فرش بچھائے تھے' اور شاہانہ جگہ بنائی ہوئی تھی' اس نے عرض کیا کہ اس جگہ تشریف رکھیں' فرمایا ہمارے اور تمہارے درمیان شرطیں طے نہیں ہوئی تھیں کہ جو جگہ اچھی لگے گی وہاں بیٹھیں گے اور باہم تکلف نہیں ہو گا۔ وہ شخص قصور وار ٹھہرا اور کچھ نہیں کہہ سکا۔

پھر فرمایا جلدی کریں وقت زیادہ نہیں ہے' کھانے لگائے گئے' انہوں نے روٹی کے ٹکڑے جو جھولی میں ساتھ لائے تھے جھولی سے نکالے اور کھانے لگے اس وزیر نے درخواست کی ان کھانوں میں سے بھی کچھ چکھیں۔ فرمایا شرط یہ تھی کہ جو اچھا لگے گا کھائیں گے۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور رخصت ہو گئے کیونکہ یہ بھی شرط تھی کہ جب چاہیں گے آجائیں گے۔

(بری رسموں کی اصلاحی صورت)

دوسرا قصہ ! گجرات کے وزیروں میں ایک وزیر نے ان کی خدمت میں شکایت کی کہ اس شہر میں ایک عجیب بری رسم پڑگئی ہے کہ بیوہ عورتوں کو گھر میں بٹھائے رکھتے ہیں اور شوہر کے مرجانے کے بعد دوسرے مرد سے شادی نہیں کرتے دوسرے مرد سے شادی کرنے کو ننگ و عار سمجھتے ہیں یہ بری رسم مٹانے کے لائق ہے یہ اگر آنجناب کی ہمت و کوشش اور حضرت شیخ کے تصرف سے مٹ جائے تو اچھا ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا بنایا ہے اور ریاست و وزارت بخشی ہے۔ یہ کام آپ کی مدد و نصرت کے بغیر انجام نہیں پاسکتا اس نے کہا جو ارشاد فرمائیں ہم اس کے جاری کرنے میں بجان و دل کوشش کریں گے فرمایا اس کا علاج اسی گھڑی کیا جاسکتا ہے اگر آپ کریں' اس نے کہا' یہ کیونکر ہوگا' فرمایا ہم نے سنا ہے کہ کہ تمہاری والدہ بیوہ ہیں' تم ان کی اس فقیر سے شادی کردو تاکہ اس رسم کو مٹانے کی پہل اور ابتداء ہم سے اور تم سے ہوجائے' اس کے بعد دوسرے لوگ بھی کریں' وہ شخص یہ بات سن کر ناراض ہوگیا اس کے چہرے کا رنگ ہی اڑ گیا' یہ بات سنکر ان سے رنجیدہ ہوا اور اسے صدمہ پہنچا۔ شیخ متقی نے فرمایا شرعی بات سے رنج و ملال کیوں ہوتا ہے' بناوٹی باتیں کیوں کرتے ہو' اگر کرنا چاہتے ہو تو یہ کرو ورنہ خیر صلا

(شاعر کی قصیدہ خوانی اور ہجو گوئی اور شیخ کی حلقہ بگوشی)

فرماتے تھے' ایک مرتبہ ایک بد مذہب اور آزاد منش شاعر ایک قصیدہ موصوف کی تعریف میں لکھ کر لایا اور پڑھنا شروع کیا اس سے پورا

قصیدہ سنا' خاموش رہے اور دم تک نہ مارا' لیکن اس وجہ سے کہ اس نے بعض باتوں میں مبالغہ سے کام لیا تھا ناراضی کا اثر ان میں ظاہر ہوا خادم کو بلایا آہستہ سے اس کے کان میں کہا کہ شاعر کو بغل میں پکڑ کر باہر پھینک سکتے ہو اس نے کہا جی ہاں' فرمایا اٹھاؤ اور اسے دروازے سے باہر لیجاکر چھوڑ آؤ' اور کچھ نہ کہو دروازہ بند کرو' چنانچہ خادم اچانک آیا' اسے مضبوط پکڑا' وہ حیران ہوگیا' بہت بے چینی کا مظاہرہ کیا گالی دی اسے فائدہ نہیں ہوا اس نے اٹھایا باہر لے گیا دروازہ بند کردیا اور پھر خدمت میں آیا اور اسے کچھ نہیں کہا' ہنسے نہیں' برا بھلا نہیں کہا۔

دوسرے روز حرم شریف میں جمعہ کی نماز پڑھنے تشریف لائے' وہ شاعر بھی آپ کے سامنے آیا اور بہت برا بھلا کہا گالیاں بکنے لگا آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی' اور دوستوں سے فرمایا تم میں سے کوئی اس سے کچھ نہ کہے اس کی طرف توجہ نہ کرے خاموش رہے اس کی باتوں پر دھیان نہ دے' اس نے نماز سے واپس لوٹتے وقت بھی گالیاں دیں' اس کے بعد ہجو لکھی اور ایک مدت تک اسی طرح گالیاں دیتا ہجو گوئی اور بکواس کرتا رہا' ہجو سناتا رہا' موصوف اور ان کے خادموں نے ان کے ارشاد کی وجہ سے کچھ نہیں کہا دم سادھے رہے' آخر کار وہ پشیمان ہوا اور شیخ کی خدمت میں آکر توبہ کی اور مرید ہوگیا۔

(بد مذہب رشتہ دار کی ضیافت و اصلاح عقیدے کی دعوت)

ایک مرتبہ قصہ بیان فرمایا ایک بار ان کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص نے مہدوی مذہب اختیار کیا تھا مکہ میں آیا موصوف نے اس کی آمد کی

جب خبر سنی تو چاہا کہ اسکی دعوت و مہمانداری کریں' ایک ابراہیمی فقیر کے ہاتھ پر رکھی اور فرمایا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور دیدو' اور کہو کہ یہ مہمانی ضیافت کی خاطر تمہیں بھیجی ہے اور یہ بھی کہو کہ یہ ضیافت ہم وطنی کی وجہ سے ہے دینی وجہ سے نہیں ہے کہنا کہ اس شہر میں آپ کی آمد خوب ہوئی اگر تمہیں کوئی شبہ ہے تو اس جگہ آکر دور کرو ہمارے پاس اس مسئلہ کی تحقیق کرو جس میں تمہیں شبہ ہے اور توبہ کرو۔

وہ فرماتے ہیں جب ہم اس شخص کے پاس گئے' وہ خلوت سے روتا ہوا باہر آیا ہم نے وہ رقم اسے دی اور جو بات شیخ نے کہی تھی وہ بھی اس سے کہی وہ چپ رہا مگر اس پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا پھر وہ غائب ہو گیا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے حج بھی کیا یا نہیں کیا'

عرض کیا گیا کہ اس کا یہ رونا اور یہ حالت ایک پسندیدہ اور مطلوب بات ہے یہ ذوق و درد سے ہوگی پھر فرمایا کہ ذوق و شوق میں صداقت کی بو باس نہیں' توبہ وگریہ وزاری بے اثر ہے' اس رونے دھونے کا کوئی اعتبار نہیں' سچے اعتقاد کا اعتبار ہوتا ہے۔

(شیخ متقی دیوان عدالت میں انصاف کی کرسی پر)

حکایت: منقول ہے کہ ایک بار وہ احمد آباد میں عدل و انصاف کا ثواب حاصل کرنے خلق اللہ کی آپس میں اصلاح کرنے اور آخرت کے راستہ پر چلنے خلق خدا سے ربط تعلق قائم رکھنے کی خاطر بطور امتحان و آزمائش دیوان عدالت میں امارت و عدالت کے منصب پر سرفراز ہوئے' فیصلے کرنے لگے تھے خادم اور متعلق سب جمع ہو گئے اور وہ لوگوں سے رشوت لینے لگے لوگوں کو

حیلے سکھانے لگے' مخالفوں نے یہ تمام باتیں بارگاہ سلطانی میں ناپسندیدہ طریقہ پر پہنچائی اور یقین دلایا کہ شیخ کے قریبی رشوت لیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ کام ان کی رضا کے بغیر کیوں کر ہوتا ہوگا۔ شیخ کو اس امر کی کوئی خبر نہیں کہ پیچھے کیا ہو رہا ہے آخر آہستہ آہستہ وقت نے تشویش میں ڈالا اور ان باتوں کا علم ہوا۔ جدائی کی صورت آگئی اور آپس میں اصلاح کی صورت کا امکان جاتا رہا مگر صرف اس صورت میں کہ تمامتر توجہ اور ہمت اس کی طرف لگائی جائے ایک دن دیوان عدالت میں بیٹھے تھے کہ اپنی لاٹھی ہاتھ میں پکڑی دوستوں کو رخصت کیا اور اسی حالت میں سفر کا راستہ لیا شہر سے باہر نکلے' تجربہ و یقین کر لیا کہ دین کا کام دنیا کے ساتھ نہیں انجام پاتا۔

(صحبت کی برکات)

شیخ قصہ بیان فرماتے تھے کہ ایک طالب علم جس کا بظاہر حلیہ اہل صلاح و تقوی کے مطابق نہ تھا ڈاڑھی بھی کترواتا تھا حضرت متقی ؒ کی خدمت میں آیا عقیدت مندی کا اظہار کیا اور کچھ پڑھنا بھی شروع کیا دوست احباب کبھی کبھار اسے ڈاڑھی کتروانے پر کچھ کہتے سنتے رہتے تھے' شیخ متقی ؒ نے ان سے کہا کچھ عرصہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور اس وقت پریشانی میں نہ ڈالو اسے صحبت کی برکات سے محروم نہ کرو' وہ چند چیزوں میں مبتلا ہے' ہم اگر ابتداء میں اس کے اصلاح احوال کی کوشش کریں گے اسے وحشت ہوگی وہ ہم سے نفرت کرنے لگے گا۔ چھوڑ دو جب وقت آئے گا وہ خود اس وادی میں آجائے گا' فی الحال اسے علم سیکھنے دو' ہماری صحبت اس کے لئے غنیمت ہے آخر ایسا ہوا کہ کچھ مدت کے بعد اس نے وطن واپس جانے کا ارادہ کیا' شیخ متقی ؒ سے

رخصت ہونے لگا تو فقیر سے کہا کہ اس سے کہو کہ تم ڈاڑھی کترواتے ہو یہ برا کرتے ہو اس کے بعد نہ کرو اس نے یہ بات رغبت و شوق سے مانی حالانکہ پہلے وہ یہ بات سنکر رنجیدہ ہو جاتا اور مانتا نہ تھا' پھر اس نے ڈاڑھی کبھی ترشوائی نہیں۔

(عزیمت پر عمل)

حکایت: شیخ قصہ سناتے تھے کہ ایک بار شیخ متقی ؒ شیخ محمد بکری ؒ کی ملاقات کے لئے گئے' شیخ محمد بکری ؒ کا ایک مکان تھا' اسے بہت عمدہ بنوایا تھا' پر تکلف آراستہ و پیراستہ بادشاہوں اور امیروں کے محلات کی طرح تھا' جب موصوف کی نظر اس کی چھت کی طرف گئی فرمایا کہ آپ کے والد ماجد نے ایسا نہیں کیا تھا' بس اتنی بات کہی تھی کہ شیخ محمد بکری ؒ کے مزاج میں اس بات کا اثر نمایاں ہوا' ان کے سامنے کچھ نہیں کہا لیکن اس کے بعد مجلس وعظ میں اپنی طبیعت کے بموجب اس بات پر بار بار فرمایا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

قل من حرم زینتہ اللہ التی اخرج لعبادہ ○

آپ کہئے اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے کس نے حرام کر دیا ہے۔

اور اسی طرح حدیثوں اور اقوال و آثار کہ جو اس باب میں آئے ہیں بطور دلیل پیش کئے مخالفین و منکرین پر سخت رد کیا اور کچھ عرصہ ان کی مجالس میں اسی معنی و مطلب کی وضاحت میں گزرے' دوستوں اور عقیدت مندوں نے یہ بات آکر شیخ متقی ؒ کی مجالس میں شیخ متقی ؒ سے نقل کیں کہ حضرت شیخ محمد بکری ؒ ایسی باتیں کہتے ہیں' شیخ متقی ؒ یہ سب باتیں سنتے رہتے کچھ نہیں کہا تغافل فرماتے اور خاموش رہتے تھے' کچھ مدت کے بعد شیخ محمد

بکری ؒ ان کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ حق آپ ہی کی طرف ہے اور عزیمت کی بات وہی ہے جو آپ فرماتے ہیں ہم رخصت پر عمل کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس کے خلاف ہی بہتر و افضل ہے۔

(دو مغربی مرتاض بزرگ کی مکہ معظمہ میں آمد)

شیخ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت شیخ متقی ؒ کی حیات میں دو مغربی شخص آئے' باپ اور بیٹے نہایت ریاضت کرنے والے' یاد الہی میں مشغول رہنے والے عبادت گزار دس بارہ دن میں افطار کرتے تھے باپ تین اور پانچ دن کے بعد افطار کرتا تھا' شیخ نے جب ان کی تعریف سنی ان سے ملاقات کا ارادہ کیا حالانکہ ان پر اس ایام میں کمزوری غالب تھی اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر چل نہیں سکتے تھے' سواری پر نہیں بیٹھ سکتے تھے' فرمایا ہمارے کوئی مہربان اگر ہمیں اپنے کاندھے پر سوار کر سکے اور لیجائے تو چلے جائیں گے' ایک مرد جو قوت و طاقت رکھتا تھا اس کے کندھے پر سوار ہو گئے اور ان دو مغربی بزرگ کی خدمت میں آئے مجھے اور کتاب حکم کبیر کو ساتھ لیا جب ملاقات کی ان دونوں عابدوں نے حضرت شیخ سے خشک مزاجی اور بے التفاتی کا مظاہرہ کیا' حضرت شیخ نے فقیر (عبد الوہاب متقی) سے کہا دیکھو کہ ہم سے کس طرح چھٹکارا حاصل کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو صحبت و میل جول کی زحمت سے خلاصی حاصل کر رہے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم اس جگہ مشہور ہیں ہماری آمد و رفت ان کے وقت میں خلل کا سبب ہوگی آدمی کو اپنے اوقات عزیز کی اس طرح حفاظت کرنی چاہئے۔

اس کے بعد فرمایا ہم نے ایک کتاب مشائخ کے اقوال پر مرتب کی ہے۔

اگر اجازت ہو اس کا کوئی حصہ پڑھ کر سنائیں' اور فقیر کو اشارہ کیا کہ پڑھو اس کی کچھ باتیں جب پڑھی گئیں اس وقت قلب میں گرمی اور حالت میں شوخی نمایاں ہوئی اور ان دونوں کا اختیار جاتا رہا حرکت و جوش میں آگئے اور خوشی و انبساط ظاہر ہونے لگی' اس کے بعد یہ دونوں عزیز شیخ کی خدمت میں آنے لگے استفادہ کرنے لگے اور آخر میں ان کے مرید ہوگئے اللہ تعالیٰ ان پر اور تمام نیک لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

(شیخ عبداللہ حضرمی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

ایک اور قصہ سناتے تھے اسی طرح شیخ عبد اللہ حضرمی قادری مکہ معظمہ میں قیام فرماتے تھے' بہت بزرگ و بلند مقام اور صاحب کشف و کرامات تھے' شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار ان سے ملاقات کے لئے جاتے تھے اور شیخ عبد اللہ سندھی بھی' ان کی جو کوئی ان کے ساتھ ہوتا اس کی بھی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ہر ایک کے پاؤں پر گر جاتے تھے' عاجزی و انکساری کرتے تھے شیخ فرماتے تھے یہ کس قدر مکر و فریب سے کام لیتے ہیں اور کس حیلہ و تدبیر سے اپنا حال چھپاتے اور لوگوں سے اپنے آپ کو فارغ کرتے ہیں کس طرح اپنے آپ کو خوار و بے قدر ظاہر کرتے ہیں کہ خلقت کا ہجوم نہ ہو' انہیں وہ بزرگ نہ سمجھیں اور ان کے یہاں آنے جانے کی زحمت نہ کریں' ورنہ ان کا رتبہ اس سے بلند بالا تر ہے کہ وہ لوگوں کے پاؤں میں گریں۔ واللہ اعلم

باب چہارم

کرامات و خلاف عادت امور میں

(رزق رسائی)

شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے تھے کہ حضرت شیخ بغیر ذرائع و اسباب کے رزق پہنچنے کے سلسلہ میں فرماتے تھے بارہا جنگلوں اور بیابانوں میں مشاہدہ کیا کہ پانی کنویں کی تہ میں موجود تھا ہرن پیاسے کنویں کے گرد آئے کھڑے ہو کر پانی کو دیکھا' پانی کنویں کی تہ سے اوپر آیا حیوانات نے پانی پیا اور سیراب ہو کر لوٹے' اور شاید ہم نے بھی اس کو پیا تھا۔

(حلال کمائی برباد نہیں جاتی)

فرماتے تھے جو حلال طریقہ سے کماتے ہیں ہرگز برباد نہیں ہوتا اگر اس کو گم کر دیں پھر پالیتے ہیں اس کے مطابق ایک دن اپنی سرگزشت بطور مثال بیان فرمائی کہ جس وقت حرمین شریفین کی طرف آرہے تھے ہماری کشتی طوفان میں آئی اور ٹوٹ گئی چند آدمی تختہ کے ٹکڑے پر رہ گئے چند دن کے بعد ساحل پر آپڑے چند کتابیں جو ہمارے ساتھ تھیں سب بھیگ گئی تھیں' جب پیدل چلنے کی نوبت آئی کتابیں اٹھا کر لادنے کی طاقت نہیں رہی کتابیں عرب کے جنگلوں میں سے کسی جنگل میں دفن کر دیں' علامات لگا کر چھوڑ دیا اور مکہ معظمہ کی طرف آنے لگے اثناء راہ میں پیاس کا غلبہ ہوا عرب کے جنگل میں جیسا کہ معلوم ہے

پانی کہاں ہوتا ہے، ہم نے دوستوں سے کہا کہ اس وقت دعا کرو، اللہ تعالیٰ بارش برسائے، یہ جگہ دعا کرنے کی ہے میں نے کہا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو، چنانچہ ہم نے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی اس سے ہم سیراب ہوئے، اور گاؤں بھی پانی سے بھر گئے۔

پھر چند دن کے بعد ہم مکہ پہنچے ہم نے طواف عمرہ کیا صفاء مروہ کے درمیان سعی کی، کئی بددی سر پر بوجھ اٹھائے، ہمارے سامنے آئے اور کہا کہ ہمارے پاس کتابیں ہیں اگر آپ خریدیں انہوں نے جب کھولیں تو وہ ہماری وہی کتابیں تھیں جو ہم نے عرب کے جنگل میں دفن کی تھیں ہم نے ان سے کچھ نہیں کہا ان کی قیمت دیدی اور کتابیں لے لیں، اوراق ایک دوسرے کے ساتھ چپک گئے تھے اور خشک ہوگئے تھے، دوبارہ انہیں پانی میں تر کیا تاکہ ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں لیکن ایک حرف بھی ان میں اس طرح سے ضائع نہیں ہوا تھا کہ ان سے استفادہ نہ ہوسکے۔

(شیخ متقی پر سکر کا غلبہ)

شیخ حاجی بدخشی جو سالکان راہ طریقت میں مردان خدا میں سے مرد کامل تھے، بیان فرماتے تھے کہ ایک روز ہمارے پاس حضرت متقی ؒ کے خاص لوگوں میں سے ایک شخص آئے اور کہا کہ شیخ از سرنو جوان ہوکر بیٹھے ہوئے ہیں، عجیب و غریب حسن اور عجیب حالت میں ہیں، تمہیں بلاتے ہیں فقیر حکم کی بجا آوری کے ارادہ اور اس حالت کے مشاہدہ کے شوق سے حاضر خدمت ہوا انہیں اسی پرانے عزم و ہمت اور دیرینہ پسندیدہ عادت میں جلوہ نما دیکھا لیکن اس وقت بھی سکر کے آثار اور علامتیں موجود تھیں خوش آمدید کہا اور

عنایت فرمائی آج عجیب و غریب حالت میں تھے مزید یقین کے لئے حاضرین خدمت میں تعلق خاطر کے لئے موجود تھے، کچھ کرامات ظاہر ہوئیں، ہم نے تمہیں اس حالت کو دیکھنے کے لئے بلایا تھا، پھر فرمایا تم ارباب تعلق میں سے ہو تمہیں کرامات و خوارق کے دیکھنے کی حاجت نہیں، پھر اپنی سابقہ حالت پر آگئے۔

(سلطان محمود گجراتی کے وساوس کا علاج)

منقول ہے کہ بارہا سلطان محمود گجراتی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس وجہ سے کہ اس نے بدن پر کچھ لباس خلاف سنت زیب تن کیا ہوا تھا صاف انکار نہیں کیا لیکن خوشنودی سے نہیں دیکھا حالانکہ اسے موصوف سے بڑی عقیدت اور پوری پوری توجہ ان کی طرف تھی، یہاں تک کہ ایک دن صلحاء کے لباس میں حاضر خدمت ہوا اس وقت اس کی طرف دیکھا عنایت کی، پھر اس نے درخواست کی کہ آج فقیر کے مکان پر تشریف لائیں، ان کی پالکی کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور اپنے مکان پر لایا۔

کہتے ہیں سلطان مذکور کو پانی سے طہارت کرنے پر بڑا وسوسہ رہتا تھا اور کسی حیلہ سے یہ وسوسہ زائل نہیں ہوتا تھا، شیخ نے طشت اور لوٹا منگوایا پہلے طشت کو تین مرتبہ دھویا اس کے بعد اپنی ٹوپی اس میں تین بار دھوئی اور پانی زمین پر ڈالا چوتھی مرتبہ پانی طشت میں بھرا اور فرمایا، بابا محمود یہ پانی ہے جو شریعت میں پاک صاف اور پاک کرنے والا ہے، اس لطیف اور پاک شے میں شک کرنا وسوسہ شیطانی ہے۔ اس پانی کو پیو اور اپنے دل میں خطرات اور وسوسے کو جگہ نہ دو، سلطان محمود نے شیخ کے فرمانے سے اس سارے پانی کو پی لیا، تمام وسوسے کا نقش دل سے دھل گیا پھر وسوسہ اس کے قریب نہیں پھٹکا۔

(شیخ متقی کا جولاہا پڑوسی)

شیخ عبد الوہاب متقی فرماتے تھے کہ شیخ متقی کے پڑوس میں ایک جولاہا رہتا تھا اور کسب معاش میں برابر لگا رہتا تھا' ایک گھڑی بیکار نہیں رہتا تھا اور فرض نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا تھا' بارہا اس سے کہتے تھے کہ نماز میں کوتاہی نہ کرو' وہ کسب معاش کا عذر پیش کرتا تھا اور کہتا تھا اگر میں نماز میں اسی طرح مقید رہوں تو بچوں کے کھانے پینے کا بندوبست کیونکر ہو گا' فرمایا اگر تمہیں کوئی عارضہ پیش آجائے اور تم بیمار ہو جاؤ تو تمہارے اہل و عیال کے کھانے پینے کا بندوبست کون کریگا' اچانک اس کے ہاتھ میں کوئی پھوڑا نکل آیا کہ اب کام سے عاجز ہو گیا' کچھ دن اسی حال میں گزر گئے' اس کے اہل و عیال کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ اب تمہارا کیا حال ہے اور کیا کھاتے پیتے ہو' کیا فاقہ ہو رہے ہیں یا کوئی سامان بہم پہنچتا ہے' جواب دیا ہمیں رزق اسی طرح مل رہا ہے جس طرح پہلے ملتا تھا اور جیسے پہلے گزر بسر ہوتی تھی اسی طرح اب ہو رہی ہے پھر اس جولاہے کو بلایا اور اس سے کہا کہ اب تم معذور ہو گئے ہو کمائی نہیں کر سکتے تمہیں رزق کہاں سے پہنچتا ہے تمہارے بال بچے کہاں سے کھاتے ہیں وہ رونے لگا' ان کے قدموں میں گر گیا کہ اگر حضرت شیخ دعا کریں تاکہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے میں پھر نماز میں ہرگز سستی نہیں کرونگا دعا کی اس کا ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

(علی متقی رحمۃ اللہ علیہ قبر میں)

فرماتے تھے کہ سید احمد موصوف کے بھتیجے کا بیٹا تھا ان کے چودہ سال

بعد فوت ہوا' چاہا کہ مکہ معظمہ کے   کے مطابق مردے کو نیکو کاروں اور مشہور بزرگوں میں سے کسی ایک کی قبر میں دفن کریں چنانچہ امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میں دفن کیا گیا تھا اسے حضرت شیخ کی قبر میں رکھا جائے' جب قبر کھودی' دیکھا کہ ان کا جسد مبارک کفن کے ساتھ اسی طرح خشک ہوا پڑا ہے حالانکہ مکہ معظمہ کی زمین کی خاصیت یہ ہے تین چار مہینے میں مردہ خاک میں مل جاتا ہے اور اس کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔

(شیخ عبد الحق محدث دہلوی مزار متقی رحمۃ اللہ علیہ پر)

کاتب حروف (عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے عرض کرتا ہے۔ فقیر جس زمانے میں مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھا اور حضرت شیخ عبد الوہاب متقی کی خدمت میں رہتا تھا کبھی کبھار حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جاتا تھا۔ ایک دن ان کی قبر پر جاکر عرض حال کر رہا تھا' ان کی جناب میں بشارت کا طلبگار تھا چنانچہ رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ شیخ موصوف مصلائے حنفی کے اوپر تخت پر بیٹھے ہیں اور فقیر ان کی جناب میں کھڑا عرض کر رہا ہے کہ فقیر آپ کے خلیفہ شیخ عبد الوہاب کی خدمت میں رہتا ہے' فقیر کی ان سے سفارش فرمائیں کہ اس پر زیادہ توجہ و عنایت فرمائیں' یہی بات ان کی قبر پر ان سے عرض کی تھی' فرماتے تھے' خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تمہارا مقصود حاصل ہے تم بامراد ہو۔

(وصل)

شیخ علی متقی کے عجیب و غریب حالات میں سے ان کا مہدویت کا دعوی کرنا ہے جو وقتی غلبہ اور حالت سکر کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا تھا' اس

حالت کا ظاہر ہونا اس مستی کا غالب ہونا اور اس کا کچھ عرصہ باقی رہنا یہ سب صرف آدھے دن کا قصہ ہے' یہ چاشت کے وقت سے ظاہر ہوا اور دن کے آخری حصہ میں جاتا رہا شیخ موصوف پھر خاموش ہو گئے۔

اس واقعہ کی تفصیل فقیر نے شیخ عبد الوہاب متقی سلمہ ادامہ وابقاہ کی زبانی سنی ہے' چنانچہ ایک دن اس حال کی کیفیت کے متعلق ان کی خدمت میں سوال کیا گیا تو فرمایا ایک بات ہو گئی تھی اسی قدر پھر فقیر کو اس کے متعلق بات کرنے کی جرات نہ ہوئی کہ پوچھے کہ وہ کیا تھی اور کس طرح ہوئی تھی بلکہ ان کے طرز کلام سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد بات سمیٹنا اور اس مقام سے گزر جانا تھا چنانچہ فرمایا

کلام المجانین یطوی ولا یروی

مجنونوں کی باتیں سمیٹی جاتی ہیں۔ بیان نہیں کی جاتیں

(شیخ متقی کے مہدی موعود ہونے کی حقیقت)

مختصر یہ کہ ایک دن کتاب حکم کبیر کے درس کے درمیان ایک قصہ کے سلسلے میں فرمایا وہ حالت جو حضرت شیخ کو پیش آئی تھی یہ تھی کہ ان کا گزر فقیہ شیخ عبد القادر فاکہی کے دروازے کے پاس سے ہوا تو وہاں ان کا چلنا کیا تھا گویا اڑنا تھا' فاکہی ان کی خدمت میں آتا تھا اور موصوف سے بہت عقیدت و محبت رکھتا تھا' غالباً بعض اوقات اس نے گھر میں لڑکا پیدا ہونے کی درخواست بھی کی تھی' اس حالت میں اس سے کہا اپنی بیوی کو لاؤ میں اس کا بوسہ لونگا' اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکا دے گا' وہ دوڑا تاکہ اپنی بیوی کو ان کی نگاہوں کے سامنے لا کھڑا کرے' موصوف نے جب اس کی سچی نیت اور پوری محبت کا مشاہدہ کر لیا تو فرمایا

اس سے کہو مقصد پورا ہو گیا' مراد پوری ہو گئی' پھر حرم شریف کی طرف متوجہ ہو گئے ان سے اتنا ہی سنا گیا'

لیکن شیخ حمید محدث نے اس قصہ کو تفصیل سے بیان کیا وہ اس وقت شیخ کی خدمت میں حاضر تھے فرماتے تھے۔

جس وقت شیخ سخت ترین مرض میں مبتلا تھے اور وہ بھی زیادہ بڑھ گیا اور اس حد تک طول پکڑ گیا تھا کہ عارضہ زندگی کی امید بھی جاتی رہی تھی' لوگ منتظر تھے کہ اسی وقت شیخ کی وفات کی خبر پہنچی ہوگی' نماز جنازہ کے لئے موجود تھے۔

دن کا ابتداء حصہ تھا کہ سکر کا اثر اور عجیب حالت ان میں پیدا ہوئی خادم کو بلایا اور کہا اے فلاں تو گواہی دے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس میں ہم سچے ہیں' اس نے کہا جی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ ارشاد فرما رہے ہین اور خبر دے رہے ہیں سچے ہیں' آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا اور نہ دیکھا میں اپنے زمانے کا مہدی آخر الزماں ہوں' فرمایا تو تصدیق کر میں تصدیق کرتا ہوں اور قبول کرتا ہوں' فرمایا عبد القادر فاکہی کو بلاؤ' شیخ عبد القادر فاکہی بڑے لوگوں میں سے تھا' اور مکہ معظمہ کے مشہور علماء و فقہاء میں نہایت فصیح و بلیغ تھا مکہ کے فاکہی (میوہ فروش خانوادہ سے تعلق رکھتا تھا) اور شیخ سے محبت و عقیدت بھی اور ان کا مرید تھا' اس نے شیخ ؒ کے حالات و مناقب و تصانیف و انواع علوم میں ایک رسالہ بھی لکھا تھا' اسے بلوایا اور کہا اے عبد القادر تم شہادت دیتے ہو کہ ہم سچے ہیں اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ جو فرماتے ہیں اس میں سچے ہیں' پھر کہا تم کہو میں مہدی موعود ہوں اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ مہدی موعود ہیں' پھر اٹھے اور جلدی کی' گویا کمزوری و بیماری

قطعی نہیں ہے حالانکہ اس سے پہلے کمزوری اور بیماری کی وجہ سے بستر پر پڑے تھے' زندگی کی بس رمق باقی تھی' حرکت کرنا اور ہلنا جلنا کہاں تھا' کھڑے ہوئے اور ٹھنڈے پانی سے اچھی طرح غسل کیا سفید لباس زیب تن کیا اور اس مصحف کو ایک کاغذ کی شست پر قلمبند کیا تھا تاکہ آسانی سے یاد کر سکیں اس پر فوائد بھی اپنے قلم سے تحریر کئے تھے۔ دیدہ و دل اور قلب و نظر کو اس کے نور سے منور رکھیں' تاج سر پر رکھا لاٹھی ہاتھ میں پکڑی' حرم شریف کی طرف رواں دواں ہوگئے اور ہوا کی طرح اڑنے لگے طاقت نہ تھی کہ ان کے ساتھ کوئی قدم بڑھا سکے حرم شریف میں داخل ہوئے جمعہ کے دن صبح کا وقت تھا بہت سی خلائق دعاؤ فریاد میں مصروف تھی آپ نے بلند آواز سے کہا۔

انا المہدی الموعود انا المہدی الموعود

میں مہدی موعود ہوں میں وہ مہدی ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ تمام خلائق حیران رہ گئی' یہ کیا حالت یہ کیا واقعہ ہے کہ شیخ علی متقی اس پرہیز گاری و تقویٰ کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کر رہے ہیں اور یہ کچھ کہہ رہے ہیں۔

آصف خان گجراتی جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے ظاہر بینوں میں سے تھا گھبرا گیا بعض لوگوں کو کہا کہ انہیں گوشہ میں بٹھائیں اور ان کی دیکھ بھال کریں' وہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے نکل کر' شیخ ابوالحسن بکری کے پاس گئے' شیخ ابوالحسن بکری حیران ہوگئے' کہ اس وقت لوگ ان کی وفات کی خبر کے منتظر تھے' یہ تمام قوت و بہادری کہاں سے آگئی ہے' سمجھ گئے کہ آج شیخ دوسرے عالم میں ہیں۔

عشق ہر جا کہ سربر افرازد
پیر صد سالہ را جواں سازو

عشق جس جگہ بھی بال و پر نکالتا ہے سو سال کے بوڑھے کو بھی جوان بنا دیتا ہے۔

ان کی عزت افزائی کے لئے کھڑے ہوگئے اور ملاقات کی' عادت شریفہ یہ تھی کہ جب موصوف شیخ ابوالحسن بکری کے پاس مذاکرہ حدیث کے لئے جاتے تھے شیخ ابوالحسن اپنی مسند سے نیچے اتر کر بیٹھ جاتے' اور ان کے ساتھ مذاکرہ کرتے تھے۔ آج انہیں مسند کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اوپر بیٹھ گئے اور فرمایا

الیوم لنعم آج ہم اوپر بیٹھیں گے بہت اچھا دن ہے ہماری عزت و سرفرازی کا اور ہماری حکمرانی کا دن ہے آج ہمارے مرتبہ و منصب کا دن ہے۔

زد بزور دلم غوغاست امروز
زجاناں در سرم سوداست امروز

معشوق کی طرف سے آج میرے دل میں شور و غوغا ہے
جاناں کی طرف سے میرے سر میں آج دیوانگی ہے۔

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست
کہ سلطان جہاں باماست امروز

فقیروں کو اس حقیقت کی خبر نہیں ہے کہ شاہ جہاں آج ہمارے ساتھ ہے۔

چنانچہ شیخ نے کہا تم گواہی دو کہ میں مہدی ہوں' شیخ بکری نے فوراً کہا

ہم گواہی دیتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں یعنی صحت حال کی چنانچہ شیخ ﷫ نے اپنا رخ ان کے فرزند شیخ محمد بکری کی طرف کیا اور ان سے شہادت چاہی، شیخ محمد نے توقف کیا، ان کے والد ماجد نے ان سے کہا اے بیٹے سوچ بچار نہ کرو ان کی تصدیق کرو کہ یہ شخص صاحب سنت ہے۔

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو
چوں نگویم چوں مرا دل دار می گوید بگو

میں نہیں کہتا انا الحق یار کہتا ہے، تو کہ جب میں نہیں کہتا ہوں
تب مجھے میرا دلدار کہتا ہے کہو۔

اس کے بعد فرمایا، خبردار، ہم لوگوں کو اس لئے بلاتے ہیں تاکہ ہمیں شوکت و قوت حاصل ہو جائے اور ہم اس سے کلمتہ اللہ کے اظہار پر طاقت پائیں۔

شیخ ابو الحسن نے خادموں کی طرف اشارہ کیا کہ گھر کا دروازہ بند کریں شیخ اس بات کو سمجھ گئے انہوں نے جلد اپنے آپ کو دروازہ سے باہر نکالا، گویا اڑکر آگئے اور فرمایا بادشاہ کے پاس چلو جو شاہ روم کی طرف سے آیا ہوا ہے، اسے دعوت دیں گے، چنانچہ اس کے گھر کا رخ کیا، حالانکہ اس کا گھر کبھی دیکھا تک نہیں تھا اور اس راستہ پر کبھی چلے بھی نہیں تھے، اسی اثناء میں ان کے قدم اپنے گھر کی طرف بڑھے اور اپنی خلوت گاہ میں آکر بستر پر پڑ رہے، اور سوگئے یہاں تک کہ آدھی رات تک انہیں اس عالم کی خبر نہیں رہی، آدھی رات کے بعد جاگے اور خادم کو بلایا اور فرمایا کہ تو کچھ جانتا ہے کہ آج ہم سے کن باتوں کا ظہور ہوا ہے کچھ سنا وہ کیا تھا، اس نے کہا وہ سب آپ پر روشن ہے،

تو کہا جو کچھ کہا میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ کہا اور کیا اس سے باز آتا ہوں۔

پھر تجدید توبہ کی استغفار کیا اور جو کچھ کہا تھا، اس سے باز آئے، یہ خبر شیخ ابو الحسن بکری کو پہنچی وہ ننگے پاؤں جلدی سے شیخ کے مکان پر آئے، مبارکباد دی اور بہت خوش ہوئے۔

اس واقعہ کے نمودار ہونے کے بعد مہدویہ کے رد میں اور اس گمراہ فرقہ کے فساد عقیدہ کی تردید میں رسالے لکھے، اس عظیم واقعہ کے متعلق جو سنا تھا اس کی کیفیت یہ تھی۔

باب پنجم

شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض آخری حالات و وفات کا حال اور ان سے متعلق امور کا ذکر حضرت شیخ عبدالوہاب سلمہ اللہ وابقاہ نے موصوف کے مجمل حالات میں ایک رسالہ اتحاف التقی فی فضل الشیخ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ لکھا اس اصل رسالہ کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ کاتب حروف کے وقت میں برکت ہو اور یہ عبادت ہے۔

(حضرت متقی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ان کی وفات کی خبر)

شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۹۷۵ھ میں ہوئی تھی اس سے پہلے ۹۷۴ھ میں ان کی وفات کی خبر مکہ معظمہ میں پھیل گئی تھی لیکن حضرت شیخ اس زمانے میں بالکل تندرست تھے انہیں کوئی بیماری نہ تھی، جب یہ خبر مکہ معظمہ میں پھیلی علماء و صلحاء، دوست احباب اور عقیدت مند فوج در فوج پوچھنے آنے لگے جب انہوں نے انہیں خوش و خرم اور صحتمند پایا بہت حیرت و تعجب ہوا۔ حضرت شیخ نے تبسم فرماتے ہوئے تجدید توبہ کی اور شفاعت کا وعدہ کیا اور فرماتے تھے کہ اس فقیر کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے موت کا شربت چکھا اور موت کے بعد حالات پر آگاہ ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا، اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص موت کی تیاری سے غافل نہیں رہے گا۔

مرض موت میں فرمایا، میں قطب ہوں اور مقام قطبیت میں موت کی

شدت لازم ہے۔ اس سے درجات بلند ہوتے ہیں چنانچہ تم اگر مجھ پر سکرات موت کی شدت دیکھو تو اپنا اعتقاد خراب نہ کرنا، اور خاص فقیر سے فرمایا جب مجھے دفن کر دو اس کے بعد بھی اس ربط و تعلق کی وجہ سے جو زندگی میں تمہارے اور میرے درمیان قائم رہا ہے، ایک زمانے تک میری روح اس مقام میں پہنچے گی۔ پھر یہ سلسلہ جاتا رہے گا، تو ناامید نہ ہونا ہمت سے کام لینا میری صورت کا تصور نہ چھوڑنا اور ذکر و دعا اور میری قبر پر تلاوت قرآن کے ساتھ مشغول رہنا تاکہ وہ نسبت تم میں نمودار ہو جائے، اس کے بعد جو جگہ بھائے رہنا۔

(جنوں کی آمد)

انتقال سے دو مہینے پہلے جنوں کی ایک جماعت شیخ کے پاس آئی تھی، ایک جماعت ارادتمندی و عقیدتمندی اور محبت سے آتی تھی اور ان سے دینی فوائد حاصل کرتی تجدید بیعت کرتی تھی اور برادرانہ روش جس کا تعلق نصیحت وارشاد سے تھا انکی قدم بوسی کرتے تھے

اور دوسری جماعت انکار و اعتراض اور عداوت سے پیش آتی تھی، وہ کبھی نصرانیوں کے لباس میں اور بدکاروں کے بھیس میں ظاہر ہوتے تھے اور بات چیت نہ کرتے تھے، حضرت شیخ نے چند خطوط بھی ان کی طرف لکھے تھے، ان میں سے دو خط فقیر کے پاس موجود ہیں، ان میں سے پہلے مکتوب میں یہ تحریر تھا۔

(جنوں کے نام دو مکتوب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ،

اللہ کا کمترین بندہ علی بن حسام الدین جو متقی سے مشہور ہے جنوں کے سردار کی طرف یہ عریضہ ارسال کرتا ہے کہ سلامتی اس کے لئے جو راہ ہدایت پر گامزن ہے۔

امابعد: تم ایک مدت دراز سے ہمارے پاس آتے تھے اور ہم سے باتیں کرتے تھے تاکہ اپنے مقصد کو سمجھو' ہمارے شاگردوں میں ایک شخص جس کا نام عبدالوہاب ہے اگر تم چاہو اس سے اپنے حالات بیان کرو وہ تمہیں مقصد تک پہنچائے گا اور وہ تمہیں اس امر میں کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حق کی راہ دکھائے' حق کی پیروی کی توفیق دے اور باطل کو باطل دکھائے اور اس سے ہمیں بچائے والسلام یہ مکتوب مسجد کے ستون سے بندھا ہوا تھا۔

اور دوسرے مکتوب میں لکھا تھا' تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے جن و انس کو پیدا کیا تاکہ وہ ان کی عبادت کریں' معرفت حاصل کریں' لہٰذا تم جان لو' اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی معرفت حاصل کرنے کے لیئے پیدا کیا اور حکماء و علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت علم و عقل اور حکمت سے حاصل ہوتی ہے' چنانچہ جس نے لوگوں سے کلام کرنا چھوڑ دیا اور کسی سے اس امر پر بات نہیں کی تو اس کو یہ معرفت الٰہی حاصل کرنا ممکن نہیں' جس نے خیر کو شر سے نہ پہچانا اور فائدہ کو نقصان سے نہ جانا اس کو یہ بات حاصل نہ ہوگی اس لئے کوشش کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اس امر میں کہ تم لوگوں سے باتیں کرو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت بتاؤ اور ہدایت کرنے والے اور ہدایت پانے والے بن جاؤ' یہ حق

ہے جو مجھ پر لازم تھا تو تم اسے میری طرف سے یاد رکھو یہی میری نصیحت ہے لہٰذا جو چاہے اس پر عمل کرے۔

وفات کے زمانے کے قریب شیخ متقی ؒ میں حالات و جذبات پیدا ہوئے تھے انکی تمام حرکات و سکنات میں تغیر و تبدیل رونما ہوگیا تھا چنانچہ صفر کے مہینے ۹۷۵ھ میں جب وفات میں تین چار مہینے رہ گئے تھے' فقیر سے کہا کہ فلاں شاعر کا شعر سناؤ' فقیر نے فراست سے سمجھا کہ کونسا شعر چاہتے ہیں' میں نے یہ شعر پڑھا

ہرگز نیاید درنظر نقشے زرویت خوبتر
شمسے ندانم یا قمر' حورے ندانم یا پری

تیرے چہرے سے بہتر نقش و صورت ہرگز نظر میں نہیں سماتی
میں نہ کسی سورج کو جانتا ہوں نہ کسی قمر کو نہ کسی حور کو جانتا ہوں نہ پری کو۔

عجیب غریب حالت ان میں نمودار ہوئی فرمایا بلند آواز سے پڑھو فقیر نے کئی بار اس شعر کو مکرر پڑھا اور انہوں نے محبت آمیز کلمات سے تحسین فرمائی' اور بلند آواز سے نالہ وفریاد کی اسی اثناء میں خادم آیا اور کھانا لے آیا۔

عادت یہ تھی کہ کھانے کو ان کے لیئے پیسا جاتا اور ملا جاتا تھا' اس طرح ایک دانہ دوسرے دانہ کے ساتھ پیوست ہوکر یک جان اور متحد ہو جاتا تھا دانوں کے درمیان فرق کرنا ممکن نہ تھا سب ایک ہوجاتے تھے جب خادم نے آکر اطلاع کی فرمایا کھانے کو پیس لیں' پھر فرمایا اور کس طرح پیسنا ہے اس طرح پیسو کہ سب یکجان ہوجائے اور دوئی نہ رہے جیسا کہ یہ دوہا کہتا ہے

سن سہیلی پریم کی ماتایوں مل رہی جیوں دودھ پیاتا

عجیب و غریب دعائیں دیں' تمام رات یہی حالت رہی اور محبت بھرے کلمات فرماتے رہے' فقیر تمام رات حاضر خدمت رہا ان ایام میں راتیں انہی کی خدمت میں گزرتی تھیں۔ یہ تمام عبارت اسی رسالہ سے منقول ہے' اور اس فقیر حقیر عبد الحق بن سیف الدین دہلوی قادری جو ان برکت آمیز کلمات کا ناقل ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنے اولیاء کی برکات نازل فرمائے فرماتے تھے کہ جب پہلے سال شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر پھیلی' شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ فال نکالی اور اپنے کام میں لگ گئے' موت اختیاری کی محنت میں سرگرمی سے منہمک ہوگئے اور اسے قبول کرنے کے لیئے پوری طرح تیار تھے اور اسے حاصل کرنے کے راستے میں کوشاں تھے' برسوں اسی سلسلہ میں لکھتے رہے اور دلیلیں پیش کرتے رہے' خبر وفات سے بہت دل خوش ہوا اور فرماتے یہ ہمارے اس کام کے پورا ہونے کی علامت ہے'

(وفات سے پہلے مکہ کی سیر)

فرماتے تھے کہ ان کے سفر آخرت کے ایام کے قریب ایک دن فرمایا کہ سواری مہیا کریں تاکہ ہم سیر کریں' ان کا سواری پر بیٹھنا دشوار تھا اپنی چارپائی پر انہیں بٹھایا اور ہم نے چوبی ڈوری سے اسے باندھا انہیں اس میں بٹھایا ان کے چہرے پر پردہ ڈالا اتنی جگہ کھلی رکھی کہ نظر باہر کی طرف پڑتی رہے جنۃ المعلاۃ اور اسکے اوپر بطحا کے قریب اور اسکے آس پاس کی سیر کرائی پھر مکان پر لے آئے اس کے بعد صورتیں اور شکلیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے نظر آئی تھیں انہیں ذہن میں جمانے لگے۔

حضرت شیخ محمد بکری علیہ الرحمہ الرضوان اس سال مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہوئے تھے وہ ان کی ملاقات کے لئے آئے اور انہیں صورت حال بیان کی' شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا یہ فرشتے تھے جو ان صورتوں میں آپ کے سامنے جلوہ گر ہوئے تھے' لیکن یہ بات ان کے دل کو نہیں لگی مگر ان کے سامنے کچھ نہیں بولے انکے جانے کے بعد فرمایا یہ معاملہ ایسا نہیں جیسا کہ شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے' یہ موصوف نے عجیب و غریب تاویلات کی ہیں۔
یہ جنوں کی صورتیں ہیں جو نظر آئیں نہ کہ ملائکہ کی ارواح۔

(ذکر جہری)

شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ان ایام میں موصوف ذکر جہری بہت کرتے تھے اور اس میں بہت قوت لگاتے کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا' باوجودیکہ ظاہر میں ان کی قوت حس و حرکت جواب دے چکی تھی' ذکر کی اس حالت میں کسی شخص کو ایسا خیال ہوتا تھا کہ کوئی چیز اس وقت انہیں پیش آرہی ہے اور یہ اسے دفع کررہے ہیں۔

ان ہی دنوں میں فرمایا کہ قبر جنۃ المعلاۃ میں بنانا تاکہ مرنے سے پہلے ہی جگہ متعین ہوجائے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ ہماری موت کی مدت کتنی باقی ہے اور ہم کب جائیں گے یہ عام مسلمانوں کا مقبرہ و قبرستان ہے پہلے سے جگہ مسلمانوں کی تنگ کرنا مناسب نہیں ہوگا مرنے کے بعد جہاں مناسب سمجھیں دفن کردیں۔ ان ہی ایام میں قطب کے مرتبہ پر ممتاز ہونے اور خاص قسم کے لباس میں مخصوص طریقہ پر جو قطبوں کو عطا کیا جاتا ہے' فائز ہوئے اور اس سے آگاہ کیا۔

(آخری سانس تک کتب حدیث کا مقابلہ)

فرماتے تھے کہ وفات کے وقت سے پہلے فرمایا تھا کہ اخیر سانس تک کتب حدیث کے مقابلہ سے ہمارے آگے سے کتابیں نہ ہٹانا' کہتے تھے آخری سانس کی علامت ہے جب تک ہماری شہادت کی انگلی کی حرکت ذکر کے ساتھ حرکت کرتے دیکھو جان لو کہ ابھی روح جسم میں موجود ہے اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے تو سمجھو کہ روح قبض کرلی گئی ہے آخر سانس تک یہی صورت دیکھنے میں آئی کہ شہادت کی انگلی حرکت میں تھی دوسرے کسی عضو میں حس و حرکت اور زندگی کا اثر نہیں رہا تھا مگر یہی ایک انگلی تھی کہ جو ذکر کے ساتھ جاری تھی۔ فرماتے تھے انتقال کے وقت ان کا سر مبارک فقیر کے زانو پر تھا موصوف نے اللہ کی ان پر رحمت نازل ہو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے انتقال کیا یہ سحر کا وقت تھا اور جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ تھا ان کی تاریخ وفات لفظ "قضی نحبہ" سے نکلتی ہے۔

موصوف علیہ الرحمۃ کا سال ولادت ۸۸۵ھ ہے اور عمر نوے سال تھی تاریخ وفات "شیخ مکہ" اور "متابعت نبی" سے بھی نکلتی ہے۔

اللہ کی رحمت ان پر اور تمام نیک بندوں پر نازل ہو۔

تبیین الطرق الی اللہ کا اردو ترجمہ مولانا محمد احمد صاحب استاذ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نے کیا تھا جو ماہنامہ بینات جلد ۳، شمارہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ فروری ۱۹۶۴ء میں شائع کیا گیا تھا۔ وہ ماہنامہ بینات کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔

ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر

تبیین الطرق الی اللہ — خدائی راستوں کی وضاحت

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الحمد للہ الهادی الی الصراط المستقیم والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی رسوله الداعی الی المنهج السدید والمقصد العظیم وعلی آله واصحابه السالکین مسلك الدین القویم اما بعد فیقول احقر العباد علی بن حسام الدین الشهیر بالمتقی :

تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر ہاں وہی ہے جو تو نے ہمیں علم دیدیا، تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اور صلاۃ وسلام بہ تمام و کمال نازل ہو اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو سیدھے راستے اور بڑے مقصد کے داعی ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر جو دینِ قویم پر چلنے والے ہیں

امابعد۔ احقر علی بن حسام الدین متقی عرض پرداز ہے :

اعلم ایها السالك الطالب لقرب مولاك جل ذکره ، ارشدك و ایانا الی مرضیاته ، ان من قصد مقصدًا عظیمًا وطلب شانًا جسیمًا فلا بدّ له من معرفة سببه وطرقه لیوصله الی ذلك المقصد فاذًا لابدّ لسالك الطریق الی الله من معرفة معنی القرب ومعرفة الطریق[1] یوصله الی قربه تعالیٰ فهٰذه رسالة موسومة به "تبیین الطرق الی الله" مشتملة علی هاتین المعرفتین وادنی فائدتها لمن اجاب مضمونها ان یعرف الطریق المستقیمة من المعوجة المعنویة الی ان یوفقه الله تعالیٰ للسلوك .

فاعلم ان الطریق الموصل

اے راہِ سلوک طے کرنے والے اور قربِ خداوندی کے متلاشی، خدا ہم کو اور تجھ کو اپنی پسندیدہ چیزوں کی ھدایت عطا فرمائے، خوب سمجھ لے کہ ہر اس شخص کے لئے جو کسی بڑے مقصد اور اونچے مرتبہ کو حاصل کرنے کا خواہش مند ہو یہ ضروری ہے کہ وہ اول اس کے حصول کے اسباب و وسائل اور اس تک پہنچنے کی راہ معلوم کرلے۔ چنانچہ سلوک و طریقت کی منزل طے کرنے والے کے لئے بھی اول یہ ضروری ہے کہ وہ "تقرب" کے معنی سمجھے اور سلوک وطریقت کی راہ کو پہچانے ۔ انہی دونوں معرفتوں کے بیان پر یہ رسالہ مشتمل ہے اور اسی کی مناسبت سے اس کا نام تبیین الطرق الی اللہ (سلوک وطریقت کے راستوں کی وضاحت) رکھا گیا ہے ۔ اس رسالہ پر عمل کرنے والے کو کم سے کم فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کج اور غلط راستہ کے مقابلہ میں صحیح اور مستقیم راستہ کو پہچان لے گا اور پھر خداوند تعالیٰ اس کو سلوک وطریقت طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

[1] ولعل الصواب معرفة طریق

الی الله عبادته کما نطق به القرآن العظیم :

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ

والعبادة قسمان : فرض و نفل ، والفرض نوعان : امتثالی واجتنابی ، والنفل ایضًا نوعان مثل هٰذا القسم وهو ایضًا طریق القرب بعد الفرائض کما جاء فی الحدیث عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تبارك وتعالیٰ قال : من عادیٰ لی ولیًا فقد اٰذنته بالحرب وما تقرّب الیّ عبد بشیء احبّ الی الا فرضت علیه ولایزال عبدی یتقرّب الیّ بالنوافل حتی احبّه فاذا احببته کنتُ سمعه وبصره الحدیث

رواه البخاری

بس جان لو کہ خدا تک پہنچنے کا راستہ عبادت سے حاصل ہوتا ہے جس کو قرآن پاک نے ان الفاظ میں بتایا ہے :-

بیشک اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے، اور تمہارا بھی رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

اور عبادت کی دو قسمیں ہیں فرض اور نفل ۔ پھر فرائض کی دو قسمیں ہیں امتثالی، اجتنابی اسی طرح نفل عبادتوں کی بھی دو قسمیں ہیں امتثالی اور اجتنابی ۔ اور فرائض کے بعد نوافل بھی قربِ خداوندی کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں، حدیثِ پاک میں ہے :-

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس کے لئے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور جب میرا بندہ میری کسی پسندیدہ چیز سے تقرب حاصل کرتا ہے جس کو میں نے اس پر فرض کیا اور نوافل کے ذریعہ بھی مجھ سے قرب حاصل کرتا رہا تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان اور آنکھ بن جاتا ہوں (جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے) (رواہ بخاری)

بل الفرض لا يكون مقربًا الا بتكميله بالنوافل، وبدونها يكون منجيًا لا مقربًا مثل تقرب الفرض المكمل بالنوافل و توضيحه ان من احرم للصلوٰة الفريضة واقتصر من القرأة والركوع والسجود والقعدة على الفرائض والواجب فقط يعني ما اتى بالقرأة المسنونة بل اقتصر على آية طويلة اوثلاث قصار في القيام على مذهب من رأى ذلك، وفي الركوع والقيام والسجود على مقدار التسبيحة الواحدة وفي القعدة على قدر التشهد فقط فما احسن ان يقال صارت هذه الصلوة منجية له من النار لا مقربة له الى الله مثل تقرب الفرض المكمل بنوافله فلما علم ان مجرد اداء الفرائض بلا تكميلها بالنوافل طريق النجاة

بلکہ صرف فرائض بھی، نوافل کے ذریعے تکمیل کے تقرب کا سبب نہیں بنتے وہ تو محض نجات کا باعث ہیں، اور اس کی طرح تقرب الی اللہ کا سبب نہیں جس کی تکمیل نوافل کے ذریعہ کی گئی ہو، اس کی وضاحت یوں سمجھئے کہ ایک شخص نے فرض نماز کی نیت باندھی اور بمقدارِ فرض صرف قرآت رکوع سجدہ اور قعدہ اخیرہ پر اکتفا کیا، یعنی نہ مسنون طریقہ پر قرآت پڑھی بلکہ صرف ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں (اختلافِ ائمہ کے مطابق) پڑھ لیں اور رکوع، قومہ وسجدہ کو صرف ایک تسبیح کی مقدار میں ادا کیا اور قعدہ اخیرہ میں صرف تشہد کی حد تک بیٹھا تو ایسی نماز کے لئے یہی کہنا بہتر ہے کہ یہ نماز اس آدمی کے لئے دوزخ سے نجات دلانے کا تو سبب ہے لیکن قربِ الٰہی بخشنے والی نہیں جیسے کہ نوافل کے ذریعے تکمیل شدہ فرائض قرب بخش ہوتے ہیں۔ جب یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ غیر مکمل فرائض صرف نجات کا سبب ہیں اور تقرب

وتكميلها بالنوافل طريق القرب والدرجات، فلا بد من بيان اقسام النوافل وافرادها.

فاعلم رحمك الله ان افراد النوافل كثيرة لا يمكن احصاؤها لكنها منحصرة في النوعين، الامتثالي والاجتنابي، ونعني بالامتثالي ما يراد فعله كالسنن الزوائد والمستحبات والآداب والاتيان بالافضل. لانا اردنا من النفل المعنى اللغوي، و بالاجتنابي يراد تركه، كترك المكروهات وترك الشئ لا بأس فيه مخافة ان يقع في شئ فيه باس، كترك العزب الشبع والطيب مخافة الشهوة عليه فيوقعه في الحرام.

وقول نجم الدين الكبرىٰ: الطرق الى الله بعدد انفاس الخلائق وايضا وارد: ان لله عزوجل لوحًا من زبرجد

وحصولِ درجات کے لئے نوافل کی کثرت لازم ہے تاکہ فرائض کی تکمیل ہو تو اس کے لئے نوافل کی قسموں اور ان کی نوعیتوں کا جاننا بھی ضروری ہے۔

سو سمجھ لو کہ نوافل کی بہت سی قسمیں ہیں جن کا شمار ممکن نہیں، البتہ اس کی بنیادی قسمیں دو ہیں: (۱) امتثالی (۲) اجتنابی
امتثالی سے ہماری مراد وہ نوافل ہیں جن کو عملی طور پر انجام دیا جائے مثلاً سننِ زائدہ، مستحبات، آداب و اخلاق اور عمل بالاولویت کیونکہ نوافل سے اس کے معنی لغوی مراد لئے ہیں۔ اجتنابی نوافل سے مراد ہے ترکِ فعل مثلاً مکروہ چیزوں کا ترک اور ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا جن سے کسی خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو جیسے غیر شادی شدہ کا پیٹ بھر کر نہ کھانا اور خوشبو نہ لگانا تاکہ حرام کام میں نہ پڑ جائے۔

حضرت نجم الکبریٰؒ فرماتے ہیں: اللہ تک پہنچنے کے راستے اتنے ہی ہیں جتنی کہ مخلوق کی سانسیں ہیں۔ حدیث پاک میں بھی وارد ہے: "خدا کے پاس زبرجد کی ایک لوح

خضراء وجعله تحت العرش كتب فيه إِنِّيْ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا ارحم الراحمين خلقت بضعة عشر وثلث مائة خلق من جاء بخلق منها مع شهادة اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اللّٰه ادخلته الجنّة

اشارة الى كثرة افراد النوافل الامتثاليه كذكر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اللّٰه والصلوٰة النفل وتلاوة القرآن والاستغفار والتسبيح والدعاء والصلوٰة على النبى والصوم وطواف النفل وصدقة النفل وحج النفل والامر بالمعروف والنهى عن المنكر وغيرها من المستحبات ودرس العلوم الدينية وانواع اعانة المسلم الذى ادناها اماطة الاذى عن طريق المسلمين وغير ذلك مما لايمكن احصاءه فمن داوم على احد هٰذه الافراد مستوعبًا جميع اوقاته او اكثرها مع رعاية

محفوظ ہے جس کو اس نے عرش کے نیچے رکھا ہے اس میں لکھا ہے : میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ میں نے کچھ اوپر تین سو دس خلق پیدا کئے ہیں پس (قیامت کے روز) کلمہ شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اللّٰه کے ساتھ ان میں سے کچھ اخلاق لائیگا اس کو جنّت میں داخل کروں گا۔

اس حدیث پاک میں کثرتِ نوافلِ امتثالیہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ذکر لا الٰہ الا اللہ، نفل نماز، تلاوتِ قرآن پاک، استغفار، تسبیحات، دعا، درود شریف، روزہ، طوافِ نفل، نفلی صدقہ، نفلی حج، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دوسرے مستحب امور، علوم دینیہ کا حصول اور اعانتِ مسلم کی تمام قسمیں جن میں سب سے ادنیٰ راستہ کی ٹھوکروں کا ہٹا دینا اماطة اذی ہے، اور اس جیسے دوسرے غیر متناہی افعال ہیں جن کا شمار ممکن نہیں پس جس شخص نے محظور و ممنوع چیزوں سے اجتناب کرتے ہوئے ان اقسامِ نوافل میں سے کسی ایک قسم پر بھی اپنے تمام

جميع اقسام الاجتنابى يحصل مقصوده من القرب، لان تحصيل قربة ليس مشروطًا باتيان جميع افراد النوافل الامتثالية لانه ليس بممكن، بل يكفيه الفرد الواحد منها.

اما الاجتناب من جميع المحظورات فشرط فى تحصيل القرب لانه منهى عنه واجتنابه ممكن والكثرة المطلوبة من النوافل مطلقة باتيان الفرد او باتيان نوعه، ومن استوعب جميع اوقاته او اكثرها ببعض هذه الافراد بحيث ينتقل من فرد الى فرد بملالة النفس فقد راعى الكثرة باعتبار الفرد، ومن قال الطرق الى الله كثيرة او قال: الطريق الى الله واحد صدق فى قوله بهذين الاعتبارين، وايضًا قالوا: ابناء السبيل اخياف

اوقات میں یا اکثر میں مداومت کرلی تو مقصود کو حاصل کرسکتا ہے کیونکہ تقرب حاصل کرنے کے لئے تمام اقسام نوافل امتثالیہ پر عمل پیرا ہونا مشروط نہیں کیونکہ یہ ناممکن ہے اور صرف ایک قسم کو اپنا معمول بنالینا کافی ہے۔

البتہ تقرب کے حصول کے لئے تمام محظورات سے بچنا شرط ہے کیونکہ محظورات منہی عنہ ہیں اور ان سے پرہیز کرنا ممکن بھی ہے اور نوافل کی مطلوبہ کثرت عام ہے (خواہ) ایک نوع پر عمل کیا جائے یا صرف ایک فرد پر اور جس شخص نے اپنے تمام اوقات کو یا اکثر اوقات کو بعض اقسامِ نوافل کے لئے وقف کردیا اور نوافل کو بدل بدل کر نفس کی بے رغبتی کے باوجود ادا کرتا رہا تو گویا اس نے ایک قسم کے بجائے کثیر اقسام کے نوافل انجام دیئے۔ چنانچہ جس نے یہ کہا کہ خدا تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں یا یہ کہا کہ خدا تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ ہے تو متذکرہ صورتوں کے اعتبار سے وہ اپنی جگہ سچ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے

ليس بينهم خلاف، يعني طرق المشائخ في بعض الاذكار و النوافل وان كانت يرى انها مختلفة كالقادرية و السهروردية والشاذلية و النقشبندية وغيرهم ولكن كلها يرجع الى امر واحد وهي العبادة و التقوى واتباع الكتاب و السنة فافهم.

واما اختيار المشائخ هذا الفرد المخصوص الذي هو كلمة لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ من بين سائر الافراد فلتخصيصه بحصول الكثرة و الحضور والمنافع الأخر التي لا يتصور في غيرها مع ان صلاة النفل افضل من الذكر لانها اتعب واشمل على الذكر ايضًا وربما كان بعض اعانة المسلم افضل من صلاة النفل لانها عمل متعد و العمل المتعدي افضل.

کہ اس راستہ پر چلنے والے سب ایک ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں یعنی مشائخ اور صوفیاء کے طریقے اگرچہ بعض اذکار و نوافل کے اعتبار سے مختلف نظر آتے ہیں جیسے قادریہ، سہروردیہ، شاذلیہ اور نقشبندیہ وغیرہ لیکن ان سب کا مرجع ایک ہی حقیقت ہے اور وہ ہے عبادت و تقویٰ اور اتباعِ کتاب و سنت۔

اب یہ کہ صوفیاء اور مشائخ نے جمیع اوراد و اقسام نوافل میں سے صرف ایک ورد یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو کیوں اختیار کر لیا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو کثرتِ ثواب، حضورِ قلبی اور حصولِ منافع میں اور نوافل پر وہ امتیاز حاصل ہے جو دوسرے نوافل کے ذریعہ متصور بھی نہیں ہو سکتا ہاں صرف نمازِ نفل کو البتہ ذکر اللہ پر افضلیت حاصل ہے اور وہ اس لئے کہ اس میں نفس کا زیادہ مجاہدہ ہے اور ذکر بھی موجود ہے، اور بسا اوقات کسی مسلم کی امداد نفل نماز سے بھی زیادہ افضل ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ایک متعدی عمل ہے اور متعدی عمل افضل ہے (غیر متعدی سے)

ثم اعلم رحمك الله ان هذا القسم الاجتنابي اتم من القسم الامتثالي في تحصيل القرب و اعم من حيث الاتيان بالنية، ولأن من اجتهد في القسم الاجتنابي بحفظ جميع اوقاته واكتفى باداء الفرائض ولا يعرض للنفل الامتثالي يحصل مقصوده من القرب. ومن اجتهد في القسم الامتثالي بحفظ جميع اوقاته وهو يرتكب مكروها يخل به مقصوده من القرب ومن اتى القسمين يحصل مقصوده من القرب في مدة يسيرة ان شاء الله تعالىٰ وتوضيح هذا المعنى مثال المريض طرفين[1] احدهما طرف الاجتناب وهو احتماؤه من الاشياء التي تضره من الحموضة والحلاوة وغير ذلك والثاني طرف الامتثال وهو تعاطية

پھر اللہ تجھ پر رحم فرمائے یہ بھی سمجھ لے کہ تقرب حاصل کرنے کے لئے اجتنابی پہلو امتثالی پہلو سے زیادہ اہم درجہ کا ہے خصوصًا جبکہ نیت بھی درست ہو، کیونکہ جس نے اجتنابی پہلو و الا مجاہدہ اپنے اوقات کی نگرانی کے ساتھ کیا اور صرف فرائض کی ادائیگی پر اکتفا کرتا رہا اور نفلِ امتثالی کی طرف متوجہ نہ ہوا تو وہ بھی قربِ الٰہی پالے گا۔ لیکن اگر کسی نے اپنے اوقات کی پابندی کرتے ہوئے محض امتثالی پہلو کا مجاہدہ کیا اور مکروہ چیزوں کا مرتکب بھی ہوتا رہا تو اس کے حصولِ قرب میں خلل آجائے گا البتہ جس نے امتثالی و اجتنابی، دونوں پہلوؤں پر عمل کیا تو اس کو ان شاء اللہ تھوڑی ہی مدت میں قرب حاصل ہو جائیگا اور اس کی مثال مریض کی سی ہے جس کے سامنے دو چیزیں ہوتی ہیں، اجتنابِ مضر اور نقصان دینے والی کھٹی یا میٹھی چیزوں سے پرہیز دوسرے امتثال یعنی مفید معجونوں اور شربتوں وغیرہ کا استعمال پس مریض کے لئے مضر

[1] لعل الصواب له طرفين.

الاشياء التي تنفعه من
المعجونات والاشربة وغير ذلك
فطرف اجتنابه لدفع المرض
اهم من طرف امتثاله، يعني
اذا داوم على الاحتماء وان لم
يتناول الادوية النافعة
ترجى صحته غالبا بعد مدة
مديدة، واذا داوم على
تناول الادوية النافعة
وترك الاحتماء لا ترجى
صحته غالبا واما اذا تعاطى
كلا القسمين فترجى صحته
قريبا ان شاء الله تعالى.
وقوله تعالى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ايضا يشير
الى استقلال هٰذا القسم
الاجتنابي، لأن مادة لفظ
التقوى من حيث اللغة ينبئ
عن الاجتناب وان كان من
حيث الاصطلاح الشرعي
يشتمل الامتثالي أيضًا. وأما

چیزوں کا پرہیز ادویہ کے استعمال سے
زیادہ ضروری ہے یعنی اگر کسی مریض نے
جم کر پرہیز کرلیا اور مفید دوائیں استعمال
نہ کیں تب بھی ایک مدت کے بعد اس
کی صحت یابی کی قوی امید ہے، لیکن
اگر کسی نے مفید ادویہ کا استعمال تو
بڑی پابندی سے جاری رکھا مگر پرہیز
نہ کیا تو اکثر اس کی صحت یابی کی امید
نہیں کی جاتی۔ اور اگر کسی نے ان
دونوں چیزوں کا اہتمام کیا تو اس کی
بہت جلد صحت یابی کی امید ہوتی ہے
انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ [1]
یہ آیت بھی اسی اجتنابی پہلو کی اہمیت
کو ظاہر کرتی ہے اس لئے کہ لغوی معنی
کے اعتبار سے "تقویٰ" کے لفظ
میں پرہیز کے معنی پائے جاتے ہیں گو
کہ شرعی اصطلاح کے اعتبار سے
تقویٰ امتثالی پہلو کو بھی شامل ہے
اور یہ جو ہم نے کہا کہ پرہیز یا اجتناب
امتثالی پہلو سے زیادہ اہم ہے

[1] یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

قولنا ان القسم الاجتنابي اهم
من الامتثالي من حيث الاتيان
فلأن دفع الضرر اهم من جلب
النفع يعني ان اجتناب المكروه اهم
من اتيان النفل مثلا من صار
ثوبه وسخا بحيث تؤدي الى كراهة
الصلوٰة فصرف بعض وقته الى
دفع تلك الكراهة اهم له من
شغله به بعض النوافل في ذلك
الوقت. (انتهى معنى الطرق الى
الله فاذا سلك السالك هٰذا الطريق
وصل الى المنزل الذي يسمى بالقرب والوصل)
فمعنى القرب، بُعد السالك
عن غيره تعالى. ومعنى الوصل،
قطع السالك عن غيره تعالى والغير
منحصر في المحظور والمباح فالمراد
بالمحظور جميع اقسام المنهيات و
بالمباح الاشتغال بالمخلوقات من
السماء والارض والجبال والشجر
والحجر واسباب المعيشة وغير ذلك
فبُعده من المحظورات دون ذهوله

تو یہ اس وجہ سے ہے کہ دفعِ ضرر زیادہ
اہم ہے حصولِ منفعت سے۔ یعنی مکروہ باتوں
سے بچنا نوافل کی ادائیگی سے زیادہ اہم ہے
مثال کے طور پر ایک آدمی کے کپڑے بہت
میلے ہوگئے جن سے نماز پڑھنا مکروہ ہوگئی تو
اس شخص کو ان کپڑوں کی صفائی میں وقت
صرف کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اس وقت
کو بعض نوافل میں لگا دے (خدا تک
پہنچنے کے راستوں کا بیان ختم ہوگیا اگر کوئی
سلوک طے کرنے والا اس بتلائے ہوئے
راستے پر گامزن ہوگیا تو وہ "وصل" اور
"قرب" کی منزل تک پہنچ جائے گا۔)
اور قرب کے معنی ہیں سالک کی غیر اللہ
سے دوری، اور "وصل" کے معنی ہیں سالک
کا غیر اللہ سے قطع تعلق۔ اور غیر اللہ کا اطلاق
محظور اور مباح دونوں پر ہے اور محظور سے
مراد تمام اقسام کی ممنوعات ہیں اور مباح سے
مراد ہے خدا کی مخلوقات جیسے آسمان زمین،
پہاڑ، درخت، پتھر اور دوسرے اسبابِ زندگی
کی مشغولی۔ پس سالک کا مباحات سے بے نیاز ہوتے
ہوئے محظورات سے دور رہنا قربِ تام کہلاتا ہے

من المباحات قرب تام فبأى مقدار بُعد السالك من الغير قرب الى الله بقدره، فمعنى القرب ايضاً يشير الى استقلال القسم الاجتنابي .

اور جس قدر سالک غیر اللہ سے دور ہوگا اتنا ہی خدا سے اس کو قرب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرب کے معنی بھی اجتنابی پہلو کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں

ونذكر بيان ضد الغير بعبارة اخرى، وهى ان اصول الحجب المانعة من الوصول الى الله اربعة : الدنيا والخلق والنفس والشيطان، وطريق ازالتها مذكورة فى كتاب "منهاج العابدين" فعلم لما تقرر ان طريق القرب الى الله تعالىٰ بعد الفرائض بكثرة عبادات النوافل باعتبار النوع او الفرد كما ذكر فطريق تحصيل تكثير العلم بهذا الحصر وهو ان شغل الانسان لا يخلو من جنسين، جنس العبادة وجنس العادة، وكل جنس لا يخلو من وصفين: قليل الوقوع وكثير الوقوع، اما قليل

اور مخالفت غیر اللہ کو بالفاظِ دیگر یوں سمجھئے کہ خدا تک پہنچنے میں جو چیزیں حجاب اور مانع بنی ہوئی ہیں وہ چار ہیں؛ دنیا، خلق، نفس، شیطان۔ اور ان کے ازالہ کا طریقہ کتاب "منہاج العابدین" میں مذکور ہے، اور جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ تقرب الی اللہ فرائض کے بعد عبادات نفلیہ سے حاصل ہوتا ہے خواہ وہ ایک نوع کی ہوں یا ایک فرد کی۔ تو تکثیرِ علم کا حصول بھی اسی محصور نہج پر ہونا چاہئے اور وہ اس طرح پر کہ انسان کی مشغولیت دو چیزوں پر منحصر ہے جنس عبادت اور جنس عادت اور ہر جنس دو اوصاف سے خالی نہیں وہ کثیر الوقوع ہوگی یا قلیل الوقوع۔ عبادات میں قلیل الوقوع حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ

الوقوع من جنس العبادة فمثل الحج والزكوٰة والجهاد وغير ذلك، ومن جنس العادة فمثل النكاح والطلاق والبيع والشراء وغير ذلك، ومن جنس كثير الوقوع من العبادات فمثل الصوم والصلوٰة والاذكار وغير ذلك، ومن جنس العادة كالاكل والشرب والنوم واللباس وغير ذلك فنوافل هٰذين الجنسين لابد لطالب القرب من تحصيلها حتى يستوعب جميع اوقاتها بالنوافل فعلى طريقة الاقتصاد يكفيه كتاب "عين العلم" وما اشبهه من المختصرات ومن اراد استقصاؤه فعليه بالكتب المبسوطة مثل "احياء علوم الدين" وغير ذلك من الكتب الفقهية ، فهذه الضابطة تكفى للطالب فى معرفة القرب وفى طريقه .

واما احتياج الناس الى المرشد

ہیں اور عادات میں قلیل الوقوع نکاح طلاق، بیع و شراء وغیرہ ہیں۔ اور عبادات میں کثیر الوقوع نماز، روزہ اذکار وغیرہ ہیں اور عادات میں کثیر الوقوع کھانا، پینا، نیند اور لباس ہیں۔ اور قرب حاصل کرنے والے کے لئے ان دونوں جنسوں میں سے نوافل کا حصول بہت ضروری ہے حتیٰ کہ اس کو اپنے تمام اوقات میں نوافل میں مشغول رہنا چاہئے۔ اس مقصد کیلئے کتاب "عین العلم" اور اس جیسی مختصر کتابوں کا مطالعہ کافی ہے اور جس کو تفصیل مطلوب ہو وہ "احیاء علوم الدین"[1] اور دوسری فقہی کتابوں کا مطالعہ کرے پس یہ ضابطہ (جو اس رسالہ میں بتلایا گیا ہے) قرب کی حقیقت اور اس کے حصول کے طرق کی پہچان کے لئے کافی ہے

البتہ حصولِ طریقت اور سرعتِ وصول کے لئے کسی پیر و مرشد اور استاذ کی احتیاج ضروری ہے کیونکہ گو فی الجملہ بغیر مرشد اور استاذ کے بھی جس کو خدا

[1] امام غزالی رحمہ اللہ

والاستاذ فلابد منه، لتحصيل الطريق وسرعة الوصول واما سلوك الطريق بغير المرشد والاستاذ فهو فى الجملة ممكن لمن وفقه الله بموجب قوله: «وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا» بتعب شديد ومدة طويلة، وهو نادر جدًا۔ والله اعلم بالصواب

توفیق دے سلوک وطریقت میں کامیابی ہوسکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے «وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا» مگر بڑے مجاہدہ اور مدتِ دراز کے بعد!! اور بہت نادرات سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

لہ یعنی جو لوگ ہمارے لئے یا ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں یقیناً ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت کرتے ہیں۔

مقصد دوم

شیخ عبدالوہاب متقی علیہ الرحمہ کے حالات میں، یہ مقصد پانچ ابواب پر مشتمل ہے

باب اول

ابتدائی مختصر حالات، مکہ مکرمہ میں آمد، شیخ متقی کی صحبت میں رہنے اور کچھ ان کے ظاہری عادات واطوار کے بیان میں ہے۔ (١)

موصوف مندو میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد بزرگوار شیخ ولی اللہ مندو کی سربر آوردہ و عظیم شخصیات میں تھے گردش ایام سے برہان پور میں آکر بس گئے، یہاں شہرت و عزت پائی، کچھ عرصہ بعد آخرت کو سدھارے۔

(بچپن میں داغ یتیمی)

اسی زمانے میں ان کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا اس طرح والدین ان کو بہت خورد سال چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(١) دیکھئے 'اخبار الاخیار فی اسرار الابرار' ص ٢٦٩۔٢٧٨ 'خزینۃ الاصفیاء ج ١ ص ١٣٧۔١٣٠

(تلاش حق میں سیر و سیاحت)

توفیق الٰہی ان کے شامل حال رہی۔ انہوں نے صغر سنی سے تلاش حق مین فقر و تجرد کی راہ اختیار کی' نواح گجرات' دیار دکن' سیلون' سرندیپ کے اطراف میں گھومے پھرے مگر دوران سیاحت اکثر یہ معمول رہا کہ تین دن سے زیادہ کسی جگہ قیام نہیں کیا۔ تحصیل علم' صحبت اولیاء و استفادہ صلحاء کی خاطر بقدر حاجت ان شہروں میں قیام زیادہ بھی ہو گیا مگر حاجت بر آری کے بعد وہاں قیام نہیں رہا۔

(بیس سال کی عمر میں مکہ معظمہ میں آمد و شیخ متقی کی طرف سے غریب خانہ پر قیام کی دعوت)

عنفوان شباب میں جب عمر بیس سال سے زیادہ نہ تھی اور سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا تھا مکہ معظمہ آئے' شیخ علی متقی ان کی آمد کی خبر سنتے ہی ان سے ملنے آئے۔ ان کے والد سے ان کے دیرینہ تعلقات تھے۔ شیخ متقی نے نہایت مشفقانہ انداز میں انہیں غریب خانہ پر قیام کی دعوت دی۔

(حسن خط و خطاطی)

وہ ان کے حسن خط و خطاطی کو دیکھ چکے تھے ان سے کہا تم قیام گاہ پر آؤ اگر کر سکتے ہو تو ہمارے لئے کتابت بھی کرو۔ موصوف نے اپنے طبعی استغناء و بے نیازی کے باعث جو عام طور پر مسافروں اور تجرد کی زندگی بسر کرنے والون میں پائی جاتی ہے پہلی نشست میں شیخ متقی کی دعوت قبول نہ کی' کہا انشاءاللہ دیکھوں گا' معلوم نہیں مقدر کیا ہے۔

(شیخ علی متقی کی صحبت و ہم نشینی)

آخر کار شیخ متقی کے فضل و کمال' استقامت احوال' حسن اخلاق و نور ولایت کی تابانی دیکھ کر عنان اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بے اختیارانہ ان کی ہم نشینی اختیار کی' ان کے والد بزرگوار اس سے پہلے ہی ان کو یہ وصیت کر چکے تھے کہ راہ حق میں سلوک کی توفیق میسر آئے تو شیخ متقی اور ان کے جیسے بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا' فلاں اور ان کے جیسے بزرگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا۔ اس سلسلہ میں اس دور کے بزرگوں سے کسی بزرگ کا نام بھی لیا جن کو ان دیار میں دعوت اسماء و شاہان وقت کو مطیع کرنے میں شہرت حاصل تھی۔

(خط نسخ میں مہارت و شیخ کی تالیفات کی نقل)

موصوف خط نستعلیق خوب لکھتے تھے شیخ متقی نے انہیں خط نستعلیق سے خط نسخ کی طرف جو قرآن مجید کا رسم خط و صلحاء کا شعار و دستور ہے' راغب کیا اور اس خط کی بہت سی وجوہ ترجیح بیان کیں' ہاتھ میں طاقت و روانی خوب تھی' تھوڑی سی مدت میں خط نسخ میں حسن و جمال آ گیا۔ شیخ کی تالیفات نقل کرنا شروع کیں' صحت و مقابلہ میں مصروف ہوئے اور شیخ کے لئے اتنا کچھ نقل کیا کہ حیطہ بیان سے باہر ہے۔

(زود نویسی)

ایک کتاب جو بارہ ہزار سطروں پر مشتمل تھی اسے نقل کرنے لگے تو بارہ شب میں پوری نقل کر لی' ہر رات ہزار سطریں لکھتے تھے اور دن میں دوسری کتابیں نقل کرتے تھے۔ شیخ علی متقی کی بیشتر تالیفات کی اصلاح و ترتیب کا کام انہی کا رہین منت ہے۔

(مکہ میں قحط و شیخ کی خوراک)

اس زمانہ میں مکہ میں قحط سالی تھی، شیخ بھی فقرو فاقہ سے گزر بسر کرتے تھے مگر کسی اور کی کتابت نہیں کرتے تھے کہ انہیں وہاں سے کچھ مل سکے۔ فرماتے تھے ان ایام میں ہمیں کھانے کو صرف بازنجان (بیگن) کے چند ٹکڑے ملتے تھے۔ سب سے زیادہ سستی چیز بیگن تھے، انہیں خریدتے، نمک ڈال کر اچار کی طرح رکھتے، ہرروز اس میں سے تھوڑا سالے کر گزر بسر کرتے تھے۔

(فنا فی الشیخ)

مختصر یہ کہ شیخ کی خدمت، ان کی پیروی و خوشنودی میں اتنی کوشش کی کہ فنا فی الشیخ کا رتبہ پایا۔ یقیناً یہ شیخ کی ظاہری و باطنی عنایات سے بہرہ ور ہوئے موصوف شیخ کے انوار و اسرار، کمالات و معارف کے جامع نہیں تھے بلکہ بعینہٖ شیخ متقی بن گئے تھے۔ چنانچہ شیخ علی متقی فرماتے تھے: برادر و دوست جس نے خدا کا رستہ پایا وہ شیخ عبدالوہاب ہے۔ یہ بھی کہتے تھے وہ میرا جز ہی نہیں بلکہ وہ بعینہ میں ہی ہوں۔

(وقت مریدی فقر کی غنا پر فضیلت کا اقرار)

شیخ فرماتے تھے جب شیخ متقی نے مجھے مرید کیا تو ہم سے پہلے فقر کی غنا پر فضیلت کا اقرار لیا پھر فرمایا کہ اسی اعتقاد و یقین پر قائم رہنا اور ہم بھی اسی اعتقاد و یقین پر قائم ہیں کہو فقر غنا سے افضل ہے پھر بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا

(شیخ متقی کی تیرہ سالہ صحبت و ہم نشینی)

شیخ متقی کی صحبت میں جمادی الاولیٰ ۹۶۳ھ سے رہنا ہوا تھا اس ہمنشینی کی

مجموعی مدت کم و بیش بارہ تیرہ سال ہے۔

(زادالمتقین کا سال تالیف، مکہ میں قیام کی مدت اور چھیالیس حج)

ان کی عمر ان سطور کی تحریر کے وقت کہ ۱۰۰۳ھ ہے چھیاسٹھ سال کی ہے چھیالیس بار حج کر چکے ہیں۔ یہی مکہ معظمہ میں ان کے قیام کی مدت ہے۔

(ادائیگی حقوق اقرباء کی خاطر گجرات میں آمد)

شیخ علی متقی کی وفات کے بعد سال بھر کے لئے بعض ذوی الارحام (قریبی رشتہ داروں) کے حقوق ادا کرنے کی خاطر گجرات آئے تھے۔

(شیخ کی برکت و کرامت)

بعض مہدوی جو شیخ سے پرانی دشمنی رکھتے تھے اس سال مکہ معظمہ واپس آئے تھے، اس سال بھی شیخ کا حج فوت نہیں ہوا۔ اس طرف سے کشتی کے آنے میں پندرہ سولہ دن اور یہاں سے جانے میں چالیس دن لگے تھے۔ دونوں سفروں کے طے کرنے میں اتنی کم مدت لگنا بہت نادر بات ہے۔ یہ بات خرق عادت و کرامت کا حکم رکھتی ہے۔

اب علم و عمل، حال و قال، اتباع و استقامت، فیض رسانی، مریدوں کی تربیت و ارشاد، طلبہ کی مدد، فقرو غرباء پر عنایت و شفقت، خلق خدا کی خیر خواہی، عظمت و بزرگی، برکت و نورانیت، حضور و جمعیت اور دیگر تمام کمالات و ابواب خیر کے جامع اور سچے جانشیں، حقیقی وارث شیخ علی متقی کے صاحب اسرار یہی ہیں۔

(مشائخ عصر کا ان کی بزرگی پر اتفاق)

اہل حرمین و تمام مشائخ یمن جو حرمین میں موجود ہیں یا باہر ہیں اور مشائخ مصر و شام جنہوں نے ان کو دیکھا ہے وہ ان کی ولایت و بزرگی اور شان پر متفق ہیں کہتے ہیں کہ یہ قطب وقت امام ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ کے تلمیذ شیخ ابوالعباس مرسی کے قدم بقدم ہیں۔

بعض یمنی مشائخ نے اہل حرمین کو ان کی شخصیت کے متعلق لکھا تھا:

"اے اہل حرمین تمہارے پاس ہند کی ایک روشن شمع موجود ہے تم اس سے روشنی حاصل کرو، اپنے قلوب روشن کرو"

ان کی زندگی کا بیشتر حصہ عالم تجرد میں گزرا ہے، شیخ علی متقی کی حیات میں بھی مجردانہ زندگی گزاری، شادی نہیں کی ان کے انتقال کے بعد جب ان کی عمر چالیس پچاس کے درمیان تھی، شادی کی۔

(ازدواجی زندگی سے قبل کی آمدنی کا مصرف)

شادی سے قبل جو بھی فتوحات ہوتی تھیں یا کتابت سے ملتا تھا سب درویشوں، فقیروں پر خرچ کرتے تھے۔ عہد کیا تھا کہ کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھیں گے مگر اتنا کھانا جس سے زندہ رہ سکیں اور اتنے کپڑے کہ ستر ڈھانپ سکیں۔ لیکن اب اہل و عیال کا حق مقدم رکھتے ہیں اور ان کی جہت کو ترجیح دیتے، غریبوں کے احوال کی جستجو کرتے ہیں، درویشوں و فقیروں کی غمخواری میں کوتاہی نہیں کرتے۔

(زائرین مدینہ کی مدد)

مکہ معظمہ میں ہند کے غریبوں کا وہی سہارا ہیں یہی خوراک پوشاک و نقدی سے ان کی مدد کرتے ہیں خاص طور پر روضۂ رسول اللہ ﷺ کے زائرین کی ہر طرح اسباب سفر کی تیاری میں مدد و اعانت کرتے ہیں

(حکام مکہ کی تفتیش سے امانت رکھنے میں پس و پیش)

لیکن بعض فقراء جو اپنے پاس کچھ مال و متاع رکھتے ہیں ان کی امانت قبول کرنے میں بہت پس و پیش کرتے ہیں۔ مکہ معظمہ کے حکام کی عادت ہے کہ غرباء کے حالات کی جستجو میں جو مرجاتے ہیں بہت وقت خراب کرتے ہیں۔

(امانت رکھنے کا طریقہ)

شیخ امانت رکھنے میں جو نفیس ترین بات ملحوظ رکھتے تھے، یہ تھی کہ کوئی شخص اگر امانت لاتا فرماتے اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ یہ چیز تم مجھے بخشو اور اسے ہماری ملک بناؤ تاکہ کوئی آفت آئے اور وہ چیز برباد ہو جائے تو تمہیں ہم پر دعوی و مطالبہ کا حق نہ رہے۔ وہ چیز سلامت رہے تو تمہاری ہے، بہت کم لوگ اس شرط پر راضی ہوتے تھے۔ اس طریقہ سے اس شخص کی سچی عقیدت و حسن معاملہ کا امتحان بھی مقصود ہوتا تھا۔

فرماتے تھے ہمارے شیخ بھی ایسا کرتے تھے، ان کے پاس اگر کوئی امانت رکھنے آتا اس سے فرماتے اگر ہمیں اس کا مالک بناؤ تو اس کو رکھیں گے اگر وہ ایسا کرتا، امانت رکھتے ورنہ رکھتے نہیں تھے۔

(طاقت و ایثار ہو تو ثواب کے کام کرو)

ایک ہندی فقیر جو کسی وقت شیخ کی خدمت میں بھی دیکھا گیا تھا بیمار پڑ گیا اس کا کوئی قریبی اسے بازار میں چھوڑ کر چلا گیا' وہ جانکنی میں مبتلا تھا جب فقیر نے اسے دیکھا اس کے پاس گیا اس کا حال پوچھا اسے اس عالم کی خبر نہ تھی' شیخ کی خدمت میں جاکر اس کے حالات بتائے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیں تو اس کے احوال معلوم کر کے مکان پر لائیں' فرمایا اچھا ہے اگر تم میں باز پرس کے سلسلہ میں جیل جانے کی طاقت ہو تو ضرور کرو یہ ایثار کا کام اور ثواب کا موقعہ ہے اور اس کی طاقت و قوت نہیں تو اس خیال کو چھوڑ دو' معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس دیار کے درویشوں کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارادہ یونہی ہے۔ شاید اسی میں بہتری ہوگی۔

(ایک یمنی فقیر کا مرض موت میں ان کے در پر آنا اور چلا جانا)

ایک اور موقعہ پر ایک یمنی فقیر و ضعیف جو زمانہ قدیم سے شیخ کی خدمت میں آتا اور ان سے دوستی رکھتا تھا' بیمار پڑا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا اس نے اپنے آپ کو شیخ کے دروازے پر لاکر ڈال دیا اسے ڈانٹ ڈپٹ کر دور کرنے کی کوئی صورت نہ تھی اس کے ساتھ ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی' ناپاک کپڑے' نجاست آلود پرانے چیتھڑے تھے۔ موصوف اس کا دل بہت رکھتے تھے' بہت مہربانی سے پیش آتے' اس سے پوچھا کیا حال ہے کیسے ہو' کچھ مال بھی پاس ہے جس سے تمہارا علاج کیا جاسکے' وہ رویا اور کہنے لگا سیدی! میرے پاس اس چارپائی اور پھٹے پرانے کپڑوں کے سوا کچھ نہیں' کوئی ان کا خریدار نہیں' فرمایا

ہم اس کے خریدار ہیں جس قیمت میں بھی تم بیچو' حالانکہ وہ خود ان چیزوں کا ایک پیسہ بھی نہ لگاتا' بڑی رقم جو بھی اس نے عالم جدائی و حالت موت میں مانگی دیدی' ساتھیوں نے کہا بھی کہ یہ سامان اس قیمت کا نہیں ہے' فرمایا خاموش رہو' یہ ہمارے دوست ہیں ہم نے ان کو شیخ متقی کے زمانے میں دیکھا تھا اور ان کی خدمت میں ان کی آمد و رفت تھی' وہ اور بھی خوش ہوا اور ان کے گھر سے باہر نکل جانا غنیمت سمجھا' اس نے کہا میں اب باہر جاتا ہوں اور اس رقم سے اپنے لئے کپڑے خریدوں گا' علاج کراؤں گا' اسے اسی چارپائی پر بٹھاکر باہر بھیج دیا وہ بھی خوشی خوشی چلا گیا اور یہ اپنے وقت کی بربادی اور اس کی پریشان حالی کی فکر سے بچ گئے۔ وہ اسی دن یا دوسرے دن مر گیا۔

(فتوحات پر گزر بسر)

اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی فتوحات کا دروازہ ان کے خدام پر کھلا رکھے۔ شاہ روم کی جانب سے جو وظائف اہل حرمین کے لئے مقرر ہیں موصوف ان میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے' گجرات و دکن کے تاجر اور سیٹھ بہت خدمت کرتے ہیں کبھی مصر و شام کے بعض اہل خیر تھوڑی بہت فتوحات بھیجتے ہیں اس سے بسر اوقات بفراغت ہوتی رہتی ہے۔ اپنی فطری بلند ہمتی سے خرچ بہت رکھتے ہیں۔ سال میں چار مرتبہ عرس کرتے ہیں بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کی محفل میلاد' حضرت غوث پاک کا عرس' حضرت متقی اور اپنے والد ماجد کا عرس کرتے ہیں۔ حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الآخر کو کیا جاتا ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے اگرچہ ہمارے دیار میں گیارہویں تاریخ

مشہور ہے۔

(روضہ انور پر حاضری)

ایک مرتبہ ان کے ایک شامی مرید نے کئی ابراہیمی نذر کئے وہ سب سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کی راہ میں خرچ کئے' حالانکہ ان کا مکان ابھی تک پھونس کا تھا' اس کی دیواریں بھی پھونس کی تھیں' سترہ اٹھارہ سال اسی حال مین گزارے دیواریں بھی نہیں بنوائی تھیں۔ بہت تنگ' بدبودار جگہ تھی' کسی اور کو وہاں رہنے کی تاب نہ تھی وہ باوجود ضعف جسمانی و لطافت مزاج اسی جگہ بسر اوقات کرتے رہے' مکان میں گرمی و تنگی اور تاریکی و بدبو کے متعلق ان کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہیں آیا اور کبھی زبان سے کوئی بات نہیں نکلی۔

(تعمیر مکان)

اب ۹۹۸ ہجری ہے' جبل ابو قبیس کے پائیں میں صفا و مروہ کی جانب مکان بنوایا ہے۔

(اولاد)

ان کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ شیخ کے فرزند کا نام محمد عارف ہے نجابت و کمال کے آثار اس کی پیشانی سے روشن ہیں وہ بھی انشاءاللہ ان کی تربیت و عنایت سے کمال کو پہنچے گا۔

(اوائل حال میں شیخ کی خدمت میں حاضری اور قیام)

فرماتے تھے اوائل میں جب شیخ کی خدمت میں پہنچا ان کے ایک دوست فقیر کے حجرے میں آئے' کہا کچھ نقد تمہارے پاس ہے شاید اس وقت

کچھ نقد موجود تھا' ہم نے کہا جی موجود ہے' اس نے پوچھا پہننے کے کپڑے بھی ہیں' پہننے کے دو تین کپڑے تھے حاضر کر دیئے' اسی طرح کتاب کے متعلق اور جو بھی کچھ حجرہ میں موجود تھا اس کے متعلق پوچھا' پھر فرمایا یہ تمام چیزیں ہمیں ہبہ کر دو' ان کے فرمانے کے مطابق جو کچھ موجود تھا سب ہم نے انہیں ہبہ کر دیا۔ یہ سب تمہارا مال تھا ہم نے اب وہ سب تمہیں بخش دیا اس شرط کے ساتھ کہ کسی اور کو نہ بخشا اور جو رقم اس سے حاصل ہو اس سے اپنے لئے کتابیں لکھو جن کی تمہیں حاجت ہے' جو بچ رہے وہ اپنے پر خرچ کرو اور درویشوں کی دلداری کرو۔

فرماتے تھے اس کے بعد کبھی ہمارے پاس کچھ جمع ہو جاتا تھا اور نہ اس سے پہلے خدا سے عہد و پیمان تھا کہ کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھیں گے۔

باب دوم

یہ باب شیخ عبدالوہاب متقی کے تصوف و ارشاد' جویان حق و طالبان راہ ہدایت کی تربیت کے طریقے' ان کے اوضاع و اطوار و آداب کے بیان میں ہے تصوف میں ان کا طریقہ عالیہ اتباع شریعت' حکم کتاب و سنت کی پیروی و پابندی آداب طریقت' راز داری اسرار حقیقت' رعایت ورع و تقویٰ' تصحیح نیت' حفاظت حدود' ثبات قدمی' دقت نظر' تعظیم علم' تقدیم فقہ' حسن اخلاق نفع خلق' فہم مخاطب کے مطابق گفتگو' فروع کی اصول کے ساتھ مطابقت' تسلیم حال' کشادہ دلی' سلامت قلب' عمل میں میانہ روی' راہ اعتدال پر ثابت قدمی بلندی کردار' متانت اقوال اور تمام احوال میں احتیاط پر مبنی ہے۔

وصل (۱)

(شطحیات صوفیہ میں ان کا مسلک)

صوفیہ کی شطحیات و مبہمات (ظاہر شریعت کے خلاف کلمات) اور کتب حقائق و توحیدی میں صوفیہ کے اقوال کے متعلق جو فصوص الحکم وغیرہ میں مذکور ہیں' ان کا مسلک توقف و تسلیم ہے' ان کتابوں کا نہ وہ درس دیتے ہیں نہ ان میں انہماک کو پسند کرتے ہیں' نہ ان کی تردید کرتے ہیں جب کہ فقہاء و

(۱) اس وصل کیلئے دیکھئے الرسالہ السابعہ الخمسون فی ذکر الاحوال والاقوال مبنیتہ علی رعایہ طریق الاستقامہ والاعتدال "المکاتیب والرسائل ص ۳۶۵-۳۷۱

علماء ظاہر کی عادت ہے برا بھلا نہیں کہتے' نہ ان کی تعظیم و تقدیم میں مبالغہ و عصبیت روا رکھتے ہیں۔ اسلم تسلیم پر عمل ہے۔ اور ان امور میں سکوت کو زیادہ محتاط راستہ اور توقف میں راحت و سلامتی سمجھتے ہیں۔

(عقائد کی درستی عقائد اہل سنت والجماعۃ کے مطابق درکار ہے)

فرماتے تھے کہ پہلے اعتقاد ظاہرا و باطنا عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق درست کرنا چاہئے اور اس عقیدہ کے پختہ ہونے کے بعد صوفیہ و محققین صوفیہ نے جو فرمایا اور لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ظاہر کے ساتھ تطبیق دیں اور جو مشکل و مشتبہ باتیں ہوں ان سے صرف نظر کریں' خلجان و شبہ میں مبتلا نہ ہوں' اپنا دینی عقیدہ ان کتابوں سے درست نہ کریں اور نہ جو کسی سے سنیں اس کی اتباع کریں اصل عقیدہ میں خلل نہ ڈالیں' مبہم بات کو یقینی بات کے معارض نہ قرار دیں اور محکم بات کو متشابہ امر کے تابع نہ کریں۔

(خلاف شرع امور خلاف حق سمجھنا)

فرماتے تھے کہ ہر شخص جو کچھ سنے اگرچہ وہ باطل امر ہو فوراً اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے اور نہ تعصب سے پیش آنا چاہئے' پہلے خود سنے کہ وہ کیا کہتا ہے' اس کو سمجھیں غور کریں' دیکھیں کہ اس کے قائل کا کیا مقصد ہے۔ اس بات سے اس کی مراد کیا ہے' اس کے بعد اگر کر سکیں تو اس کی حق کے ساتھ مطابقت و موافقت کرکے دیکھیں اگر حق کے ساتھ مطابقت کی صورت نہ بن سکے تو ظاہر شریعت کے حکم کے مطابق رد کر دیں اور اس کو خلاف حق سمجھیں'

(جیلی کا طریقہ تالیف)

فرمایا بیشتر ان کے تصنیف و تالیف کا انداز یہ تھا کہ وہ یمن کے جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتے رہتے تھے ان کے مرید و طالب ہدایت جہاں کہیں درخت پاتے یا بیٹھنے کی جگہ دیکھتے کاغذ و دوات و قلم، کھانے پینے کا سامان اور میوے رکھ لیتے، ان کا اگر اس راستہ سے اتفاقاً گزر ہو جاتا بیٹھ جاتے اور جو کچھ اس وقت زبان پر آتا قلب پر وارد ہوتا لکھ دیتے پھر چھوڑ دیتے تھے۔

(خواب میں جیلی کی زیارت)

فرماتے تھے اس زمانہ میں جب ہم حرمین شریفین کے ارادے سے کشتی میں سوار تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد ہمارے سامنے آیا اور سلام کرتا ہے، ہم نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں عبدالکریم جیلی ہوں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں، سویرے ہم نے ملاح سے پوچھا کہ یہ کونسی جگہ ہے جہاں اب کشتی پہنچی ہے اس نے بتایا یہ مقام عدن کے سامنے ہے شیخ عبدالکریم جیلی کا قیام عدن میں تھا۔

(الانسان الکامل جیسی کتابیں شکر آلود زہر ہیں)

اسی اثناء میں فقیر نے عرض کیا کہ "انسان الکامل" اگر موجود ہو تو عنایت فرمائیں تھوڑا بہت مطالعہ کیا جائے لیکن ان کا انداز کچھ توقف و تردد کا تھا فرمایا اس کتاب کو دیکھنا چاہتے ہو، بہت اچھا دیکھو، اس کے بعد فرمایا لیکن اس میں اور اس کی جیسی کتابوں میں زہر شکر میں ملا ہوا ہے اس سے اگر پرہیز کرو تو اچھا ہے ورنہ نقصان کا اندیشہ زیادہ ہے، اس کے بعد ایک قصہ بیان کیا کہ

اگر اس کے رد و ابطال پر قادر نہ ہوں تو اس سے صرف نظر کریں۔ ایک جانی ہوئی بات کو انجانی سمجھیں اور اپنے عقیدے میں خلل نہ ڈالیں، یہ امر بھی عقیدے کی پختگی، ژرف نگاہی اور حال کے معتبر ہونے کی صورت ہے ورنہ اس صورت کے پیدا ہونے سے قبل ہی ان باتوں سے احتراز کرنا سلامتی سے زیادہ قریب ہے۔

("فتوحات مکیہ" کے متعلق نصیحت)

ایک مرتبہ ایک شخص فتوحات مکیہ کا نسخہ بیچنے کے لئے لایا، فقیر کو اس کا اشتیاق ہوا فرمایا اگر اس کو تم خرید سکتے ہو خرید و مطالعہ کرو یہ کتاب بہت سے علوم کی جامع، بیشمار فوائد کی حامل ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے مشکل و مبہم مسائل میں نہ پڑو اس کی روشن و واضح باتوں سے لطف اندوز ہو اور مبہمات سے صرف نظر کرو

(عبدالکریم جیلی کی الانسان الکامل)

ایک دن ایک کتاب کا ذکر کیا جس کا نام "الانسان الکامل" تھا فرمایا کہ یہ کتاب حقائق و توحید کے بیان میں شیخ ابن عربی کی تصانیف کے انداز پر ہے، شیخ عبدالکریم جیلی عدن کے باشندے اور متاخرین مشائخ یمن میں صاحب علم و صاحب حال بزرگ تھے، پھر بات شیخ عبدالکریم جیلی کے مناقب میں چلی، فرمایا انہوں نے ایک تفسیر لکھی ہے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر انیس جلدوں میں پوری کی ہے اس کے حروف کی تعداد کے اعتبار سے ہر حرف پر ایک جلد لکھی ہے اس کی دو تین جلدیں نظر سے گزری ہیں عجیب و غریب علوم ذکر کئے ہیں۔

یہاں ایک فقیہ تھا جو اس کتاب پر حواشی میں اعتراض کرتا اور انکے خیالات کی تردید کرتا تھا حالانکہ آغاز کتاب میں مصنف لکھتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والو میری کتاب کے بارے میں جلدی کوئی رائے قائم نہ کرو' اعتراض جڑنے اور تردید کرنے میں عجلت سے کام نہ لو' صوفیہ کی کتابیں جیسے "قوت القلوب" "احیاء العلوم" "عوارف المعارف" دیکھو' ان کا بغور مطالعہ کرو' ان کتابوں کے مطالب کو سمجھو' جو کچھ ان صوفیہ نے لکھا ہے انہیں سمجھنے کی کوشش کرو' اس کے بعد میری کتاب میں غور کرو اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو دیکھو میں نے کیا کہا ہے تاکہ جو حق ہے وہ ظاہر ہو۔

فقیر نے اس موقعہ پر حاشیہ میں لکھا تھا کہ اے طالب حق اس مرد کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دو یہ تجھ کو دھوکہ دیتا ہے اور اس مکر و فریب اور دھوکہ بازی سے چاہتا ہے کہ اپنی باتیں تمہارے دل میں بٹھائے اور تم کو اپنا ہمنوا بنائے اس کی باتوں کو رضامندی سے سننے کے بعد اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو جاؤ گے پھر اس سے نکلنا مشکل ہے اس لئے پہلے ہی تم اس کی باتوں پر کان نہ دھرو' سلامتی کا یہی راستہ ہے۔

اس کے بعد اس نے ہر جگہ کتاب میں حواشی لکھے اور شیخ جیلی کی باتوں کی تردید کی۔ فرمایا شاہ روم کی جانب سے مکہ معظمہ میں ایک قاضی مقرر تھا' وہ بہت دانشمند تھا طریقہ صوفیہ کا معتقد تھا ان کے ارشادات پر یقین رکھتا تھا اس نے اس معترض فقیہ کو بلا کر ڈانٹا منع کیا۔ پھر قاضی کے منع کرنے سے یہ فقیہ رکا اور کتاب پر اعتراض و تردید سے باز آیا۔ یہ قصہ اس کتاب کے ذکر کے سلسلہ میں بیان فرمایا فقیہ کے قصہ کو بھی ممانعت کے سلسلہ میں نقل کیا' قاضی کا قصہ

بھی تسلیم اقوال میں اس طریقہ سے پیش کیا کہ قصہ بیان کرتے وقت ظاہر نہ ہوا کہ ان کا رجحان کس طرف ہے۔

(مسلک شیخ توقف و تسلیم)

لیکن دوسرے مواقع پر غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا مسلک ان امور میں توقف و تسلیم ہے' اس فقیر سے جس وقت خطاب کرتے تھے جانب راجح کو قبول کرتے تھے۔

شاید اس فقیر کی ذات میں اس مشرب سے مناسبت کو محسوس فرمایا ہوگا یا اسی امر میں مصلحت دیکھی ہوگی' اگر کسی سخت و خشک مزاج فقیہ سے گفتگو کا اتفاق ہو جاتا تو اس کو اس کے حال پر چھوڑتے اور اس قسم کے کلمات پر یقین کرنے کی تکلیف نہیں دیتے تھے

(کلام جب تک خلاف شرع نہ ہو کسی کو نہ چھیڑو)

اس باب میں ان کی روش یہ تھی کہ جس کام میں لگا ہوا ہے اس سے اس کو متنفر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ اس کو اسے چھوڑنے کی تکلیف دیتے ہیں مگر اس صورت میں جب کہ وہ باتیں اسلامی عقائد و دین اسلام کے کھلم کھلا خلاف ہوں' بس لوگوں سے ان کی فہم و دانش کے مطابق گفتگو کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔

دوسرے دن اثناء گفتگو میں اس کتاب کا ذکر آیا' فقیر کو اس کے مطالعہ کا شوق ہوا اس روز بھی اسی فقیہ و قاضی کا قصہ بیان فرمایا نیز کتاب کے دینے میں لیت و لعل کیا' یہ فقیر سمجھا کہ کتاب کے نہ دینے میں مصلحت و حکمت ہے پھر اسے نہ مانگا۔

("الانسان الکامل" کی تصحیح)

شیخ ولی، ایک صاحب حال بزرگ و سرمست و مدہوش فقیر ہیں، شیخ عبدالوہاب متقی کے دوست و شیخ علی متقی کے مرید ہیں لیکن ان کی تربیت و ارشاد کی خدمت شیخ متقی نے شیخ عبدالوہاب کے سپرد کی تھی۔ یہ بزرگ پٹن گجرات میں ہوں گے انہوں نے "الانسان الکامل" کا ایک نسخہ مکہ میں ان کے پاس بھیجا کہ اس کی تصحیح و مقابلہ کر کے واپس کریں انہوں نے اس کی تصحیح کر کے نسخہ انہیں نہیں بھیجا اپنے پاس محفوظ رکھا۔

شیخ فرماتے ہیں اول تو وہ دیوانہ آدمی ہے پھر وہ کسی امر کا لحاظ بھی نہیں کرتا بھلا یہ نسخہ اسے کیوں دینا چاہئے، فرمایا وہ اچھا آدمی ہے لیکن اس پر حال کا غلبہ ہے ادب و صبر اس میں نہیں ہے۔

(بات ظاہر شریعت کے مطابق کہنا)

ایک دوسرے وقت ان کی مجلس میں ایک مرد جس کا نام عبداللہ مغربی تھا، بیٹھا ہوا تھا فقیہ صالح و مرتاض بزرگ تھا اس نے صوفیہ کی کتابیں ان سے لے کر پڑھی تھیں، خرقہ بھی پہنا تھا، خلافت سے بھی سرفراز ہوا تھا، فقیر شرح حکم ابن عطاء اللہ ان سے پڑھتا تھا۔ بات وحدۃ الوجود میں چلی فقیر نے اس موضوع پر بولنا شروع کیا تو ہندی زبان میں فقیر سے فرمایا یہ شخص خشک مزاج اور کٹر قسم کا فقیہ و متقشف ہے اس کے سامنے اس قسم کی باتیں نہ کرو، اس کے کام میں خلل نہ ڈالو، اس کو متنفر نہ کرو اس قسم کے لوگوں کے سامنے تمہیں معرفت کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں اگر کہنا ہی ہے تو ظاہر شریعت کے لباس میں کہنا چاہئے۔

(سلوک میں اعتقاد اہل سنت والجماعۃ اور عمل میں مداومت)

فرماتے تھے راہ سلوک کی شرط یہی نہیں ہے کہ پہلے ہی توحید وجودی کا یقین اس طرح کریں جس طرح کہ فصوص الحکم جیسی کتابوں میں مذکور ہے، سلوک میں اہل سنت والجماعۃ کے اعتقاد کے مطابق عمل میں مداومت و ریاضت شرط ہے اس کے بعد ذوق و حال پیدا ہوگا اس کی وجہ سے باطن میں ایک خاص چیز کا ادراک ہوگا وہ حقیقت میں مذہب حق کے مخالف نہ ہوگا اس سے اور رنگ چڑھے گا اور حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔

(شیخ ابن عربی و شیخ عبدالکریم جیلی)

فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین ابن عربی و شیخ عبدالکریم جیلی اور اسی طرح کے دوسرے بزرگوں کی تصنیفات کے شروع میں حمد و صلوۃ پائی جاتی ہے اور بطریق تواتر سنا جاتا ہے کہ یہ سب اسلام کا ظاہری لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، نماز پڑھتے'' روزہ رکھتے تھے، اب انکار کی کیا گنجائش ہے۔

فقیر نے عرض کیا لوگ خود ان کے متعلق کمالات و کرامات کے معتقد ہیں آپ جو فرماتے ہیں یہ مسلمانوں کا ادنیٰ مرتبہ ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد اس امر سے یہ ہے کہ جو دیکھے ایک شخص کلمہ شہادت کا اقرار اور نماز روزہ کرتا ہے اگر اس قسم کے حقائق و اسرار کی باتیں اس کے منہ سے نکل جائیں تو اسے معذور سمجھیں برا بھلا نہ کہیں، زندیق نہ بتائیں وہ اگر ان صفات کا جامع نہ ہو اور اسلام کے حدود سے تجاوز کرے پھر ایسی باتیں کہے تو وہ ملحد ہے اس پر یقیناً گرفت کرنی چاہئے۔ کبھی یہ فرماتے تھے، آدمی زادے سے خطا محال نہیں ہے ممکن ہے کسی جگہ غلطی ہوگئی ہو۔

(گجرات میں "فصوص الحکم" کا نذر آتش کیا جانا)

ایک طالب علم ملک بہار سے مکہ معظمہ پہنچا' اس نے شیخ کی خدمت میں فقہ کی تحصیل کی' اس کے بعد وہ پٹن گجرات آیا' بعض امراء نے بوقت احتساب رعایت شریعت کی خاطر "نصوص الحکم" کو جلوایا' فقیر نے یہ قصہ مکہ میں سنا۔ ان کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ فلاں طالب علم گجرات پہنچا اور "فصوص الحکم" کو جلوایا' فرمایا کہ "فصوص الحکم" کے جلانے سے کوئی مصنف جل نہیں سکتا' وہ جلنے سے مبرا ہے اس کو کیا جلائیں گے' عرض کیا گیا کہ وہ بہاری طالب علم ایک زمانہ تک جناب کی خدمت میں رہا ہے یہ بات یہیں سے معلوم کی تھی یا اپنی طرف سے بیان کی تھی۔

فرمایا اسے ہمارے ساتھ ہم نشینی نہیں رہی وہ ابواب فقہ میں سے کچھ ہم سے پڑھتا تھا' اتفاقاً ایک دن بات افکار فصوص الحکم کے رد و قبول میں نکلی ہم نے کہا کہ ہمارے پاس دو رسالے ہیں ایک اس کی تردید میں ہے اور ایک اس کی تائید و تسلیم میں ہے وہ یہ دونون رسالے لے گیا' مطالعہ کیا پھر کہنے لگا میرا رحجان رد و انکار کی طرف ہے' ہم نے اس کے خیالات سے تعرض نہیں کیا اور اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا۔

ایک روز ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جب تک طالب علم ریاضت و عمل نہیں کرتا اسے معرفت حق حاصل نہیں ہوتی اور جب تک حقیقت معرفت حاصل نہیں ہوتی عمل میں اخلاص و ریاضت میں کمال پیدا نہیں ہوتا تو پہلے کیا کرنا چاہئے۔

فرمایا پہلے تقلید کرے اور شیخ کا کہا مانے' عمل پر یقین پیدا کرے'

(تربیت قدماء و متاخرین میں فرق)

فرمایا پرانے زمانے میں مشائخ ایسے باکمال تھے' انہوں نے رباطات و خلوتگاہیں ایسے مخصوص انداز سے بنوائی تھیں کہ وہ طالبان حق کو ان خلوت گاہوں میں بٹھاتے کھلانے پلانے کے معاملات مصلحت و اجتہاد کے مطابق معین و مقرر کرتے' ہر ایک کو خاص ذکر کی تلقین کرتے اور خاص شغل کی تعلیم دیتے تھے۔ بجز فرض نمازیں ادا کرنے یا بضرورت خاص' خلوت سے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے ان اوقات میں بھی قدموں پر نگاہ رکھتے اور سر و چشم کو چادر سے لپیٹے رکھنے کی ہدایت کرتے تھے دائیں بائیں دیکھنے اور زبان پر کسی اور کے ذکر آنے پر کڑی نگرانی کرتے تھے روز و شب میں مثلاً ایک یا دو مرتبہ کیفیات و حالات و واردات و معاملات پوچھتے' مصلحت وقت' مزاج و اصلاح حال کے مطابق کھانے پینے میں اور اوراد و اعمال میں تغیر و تبدل کرتے تھے بالکل اسی طریقہ اصول پر جو ایک ماہر طبیب بیمار کے نسخہ میں صورت حال کے مطابق رد و بدل اور کمی بیشی کرتا ہے' ہر ایک کو ایک مقررہ مدت کے بعد' بعض کو ایک سال' بعض کو چھ ماہ' بعض کو ایک چلہ' بعض کو اس سے زیادہ اور بعض کو اس سے بھی کم مدت میں خلوت گاہ سے نکالتے اور خدا رسیدہ و کامل بنا کر رخصت کرتے تھے۔ یہ تھی تربیت و اصلاح اور قدماء کا یہ تھا طالبان حق کی تربیت کا طریقہ۔ یہ انداز تربیت اب باقی نہیں رہا۔ اب صرف ہمت و توجہ سے مستفید کیا جاتا ہے اور ہمت و حال سے مراد شیخ مرشد ہے۔

(ہمت و توجہ سے ارشاد و تربیت)

فرمایا افادہ اور ہمت و حال سے ارشاد و تلقین اس طرح کی جاتی ہے کہ شیخ

بظاہر مرید کو احکام شریعت کی تعلیم و آداب طریقت کی رہنمائی میں لگائے رکھتا ہے اور باطن میں اپنی ہمت و حال اور توجہ سے اپنی قوت تاثری کے بقدر مرید کی اصلاح و تربیت میں کوشاں رہتا ہے' قول و فعل اور حال سے اس کی رہنمائی و تکمیل کرتا ہے' یہ طریقہ بھی ایک مدت کے بعد حسب استعداد و استمداد بقدر توجہ و اعتقاد طالب' شیخ اپنے کمال تصرف و حال و ہمت سے ایک اثر مرید میں پیدا کرتا ہے' شیخ کی تاثیر صحبت و فیضان توجہ' نورانیت' صفائی احوال مرید و طالب میں سرایت کرتی ہے یہی طریقہ افادت ہمت و حال سے عبارت ہے۔

(کم خوردنی اور عبادت و ریاضت)

ریاضت کرنے اور کم کھانے میں ان کا طور و طریق اپنے شیخ علی متقی کے طور و طریق کے مطابق تھا' کھانے میں بس چکھنے سے زیادہ کچھ نہ تھا' بار بار ان کی خدمت میں کھانا کھایا دیکھا گیا کہ اتنا ہی کھانا انہیں کفایت کرتا ہے' بقاء حیات قوام بدن کے لئے کھانے کی شرط یہاں ساقط ہوگئی ہے۔

فرماتے تھے درویش کے لئے اتنا ہی کھانا کافی ہے جس سے وہ اپنی عادت کے مطابق کام کاج کر سکے اور گھر سے مسجد جا سکے' نماز کھڑا ہو کر پڑھ سکے' اس کے علاوہ سب زیادہ ہے۔

(شیخ کی پیروی)

ایک مرتبہ مابین صفا و مروہ سعی کرتے ہوئے تھک گئے' فرمایا گوشت لائیں اور کباب بنائیں اس کے کھانے سے جسم میں جان آتی ہے' جب کباب تیار ہو گئے تھوڑے سے چکھے' پھر شیخ علی متقی کے کباب کھانے کا قصہ بیان کیا جو پہلے ان کے تذکرہ میں گزر چکا ہے فرمایا کباب تیار کرانے سے ہمارا مقصد بھی شیخ کی

پیروی کرنا تھا۔

ایک بار اس عاجز نے ایام منی میں عرض کیا اگر حکم ہو تو آج فقیر کھانا تیار کرے' چنانچہ ان کے کھانے کے لئے کچھ گوشت کے کباب تیار کئے' کچھ میدہ کے آٹے کی ٹکیاں بھی کباب کی طرح بنائیں اور لاکر خدمت میں پیش کی گئیں ایک ریزہ اور ٹکڑا اٹھا کر ہاتھ پر رکھا اور تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کیا جب وہ ریزہ اور ٹکڑا پورا ہو گیا فرمایا کافی ہے آج تمہاری خاطر ہم نے بہت کھانا کھایا ہے۔

(کھانے کا اہتمام و خوراک)

ایک دوسرا قصہ بھی شیخ کے کھانے کا نقل کیا کہ ہمارے شیخ کا کھانے پینے میں ایک طریقہ اور بھی تھا' ان کی ایک ہی مقررہ عادت تھی اگرچہ کھانا کم کھاتے تھے لیکن دستور تھا کہ ہر روز دو رطل گوشت منگاتے اور خادم سے فرماتے کہ اس طرح پکائیں اور اتنا پانی ڈالیں اور کبھی کھانے کے دوران دیکھ بھی لیتے تھے کہ وہ اچھی طرح گل بھی گیا ہے یا نہیں اور چند مثقال آٹے کی روٹی پکواتے چھوٹی اور تنگ' کھانا منگاتے اور برتن سے گوشت نکال کر جدا جدا کرتے' شوربے کو علیحدہ' پھر شوربہ میں چند روٹیوں کے ٹکڑے ڈبو کر نرم کرتے' انہیں چکھتے تھے ان کے اوپر دو تین چمچے شوربے کے ٹپکا کر کھاتے تھے' جو بلیاں پاس ہوتی تھیں تین مرتبہ انہیں بھی تھوڑا تھوڑا ڈالتے' اس کے بعد کہتے اور شکار کر کے کھاؤ' بلی سے یہ کہنا مسنون ہے' وہ ہر روز فرماتے تھے پھر کھانا اٹھاتے' فرماتے رات کے لئے کھانے کا خیال رکھیں' اس لئے کہ دونوں وقت کھانا جمعیت خاطر و توانائی جسم کا باعث ہے' یہی وہ کہتے اور کرتے تھے' بس کھانا

کھانا برائے نام تھا۔

(روٹی سالن سے طالب کا امتحان)

ایک دن اس عاجز نے ایک قصہ جو شیخ عبداللہ شطاری سے سنا تھا شیخ کی خدمت میں نقل کیا کہ اگر کوئی طالب شیخ علی متقی کی خدمت میں آتا تو روٹی اور نانخورش اس کے واسطے بھیجتے اور ایک شخص کو اس کے حالات کی جستجو کے لئے مقرر فرماتے' وہ دیکھتا کہ وہ روٹی شوربہ کے ساتھ کھاتا ہے یا ان میں سے پہلے ایک چیز پوری کھاتا ہے پھر دوسری کھاتا ہے۔ اگر ساتھ ساتھ کھاتا تو اس کو سمجھدار' ہوشیار و دانشمند سمجھتے باطنی اشغال و اوراد میں مصروف رکھتے تھے۔ اور اگر نانخورش (سالن وغیرہ) کو روٹی سے پہلے یا روٹی کو نانخورش سے پہلے کھاتا تو اس کو حماقت' ناسمجھی' بے وقوفی اور اس کے احوال کے غیر منضبط ہونے کی دلیل سمجھتے تھے۔ اسے ظاہری اعمال' دعائیں' اور اوراد و وظائف سکھاتے تھے' باطنی اشغال کی طرف رہنمائی نہیں کرتے تھے۔ جب یہ قصہ فقیر نے سنا فرمایا خوب قصہ ہے اور نزاکت سے خالی نہیں۔

(تھوڑے کھانے سے نفس کو بہلانا)

احوال سے متعلق ہے کہ ابتداء حال میں کم کھانے کے لئے حیلہ یاد آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے درویش نانخورش تیار کرتے تھے۔ ہم کہتے تھے کہ تھوڑا ہی کشید کر کے لے آؤ' ہم بہت بھوکے ہیں اس لئے کہ روٹی کے پکنے میں دیر لگتی تھی جب یہ تھوڑی کھالی جاتی پھر دوسری روٹی پکاتے تھے اور کھانا لاتے' ہم کہتے کہ سیر ہو گئے اتنی مقدار سے مقصد حاصل ہو گیا بھوک جاتی رہی' دوسری مرتبہ کھانا نہیں کھایا جا سکتا' روٹی درویش کھاتے تھے' ہمیں شوربے کی

اتنی مقدار جو ہم کھاتے تھے کفایت کرتی تھی۔ اس تدبیر سے نفس کو کم کھانا دے کر بہلاتے تھے۔

فرمایا یہ قصہ ہم نے شیخ علی متقی سے بیان کیا تھا کہ ہم ابتداء حال میں ایسا کرتے تھے ہماری اس تدبیر کو پسند کیا اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ تدبیر تھی۔

اصل بات موافقت حق ہے مخالفت نفس نہیں

شیخ عبدالوہاب متقی کا ارشاد ہے کہ مشائخ شاذلیہ فرماتے ہیں کہ اصل مقصود حق کی موافقت ہے نفس کی مخالفت کرنا نہیں ہے نفس کی خواہش اگر اطاعت حق کے مطابق ہو تو بڑی سعادت ہے اور یہ موافقت شیر و شکر کی پیوستگی کا حکم رکھتی ہے اسے بطور مثال یوں بیان کرتے تھے کہ ایک شخص ریاضت کرتا ہے اس کی خواہش ہے کہ جو کی روٹی کھائے مگر اس کے والدین کی خوشی اس میں ہے کہ وہ حلوا کھائے' لذیذ کھانے کھائے' اس کا حلوا کھانا' مزیدار کھانا کھانے سے جس میں والدین کی خوشنودی ہے اس کے ریاضت کرنے اور جو کی روٹی کھانے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں حق کی موافقت اور والدین کی رضامندی ہے۔

وصل

(عبادت تکمیل فرائض و تعدیل ارکان میں شیخ کا طریقہ کار)

اس زمانے میں جیسا کہ مشاہدہ کیا گیا کہ نفل نمازوں میں سنن رواتب پر اکتفاء کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ابتدائی زمانے میں جب کام کا آغاز

ریاضت کرے، اس قدر معرفت و مجمل ایمان سے جو اسے حاصل ہے کوئی مسلمان خالی نہیں، یہ عمل پر آمادگی کے لئے کافی ہے تا آنکہ عمل کے غلبہ کی وجہ سے ریاضت کے دائرہ عمل سے باطن میں نورانیت پیدا ہو جائے، پھر قابلیت و استعداد کے مطابق حقیقت حال و معرفت حق ظاہر ہو جائے گی۔

(دوائم عمل سے معرفت حق)

پہلے ہی عمل میں دوام و التزام اور آغاز کار کو معرفت کے حصول پر موقوف سمجھنا بہت دور کی بات ہے عمل کرنا چاہئے آخر میں خود بخود یہ بات حاصل ہو جائے گی۔

وصل

(سماع غنا)

سماع غنا میں ان کا طریقہ بھی اسی طریقہ کے قریب ہے کہ مبتدی سے بتکلف بھی راضی نہیں ہوتے اور مشائخ و اہل تحقیق کے فعل و عمل پر رد و انکار نہیں کرتے۔

(دیار ہند میں غنا)

اس فقیر نے عرض کیا کہ ہمارے دیار میں سماع کی رسم عجیب و غریب انداز سے متعارف و مشہور ہے اس سے بچنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اس سے اگر کوئی بچنا چاہے یا اس کی تردید کرنا چاہے تو تمام لوگ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں اور تمام شہر کے لوگوں سے اسے ناراضگی مول لینی پڑتی ہے، عوام اس کو مشائخ کی مخالفت کا طعنہ دیتے ہیں اس کو برا بھلا کہتے ہیں، اب وہ کیا کرے۔

فرمایا کبھی اگر ہم مشرب دوستوں اور اہل معنی اور ہمسروں کے ساتھ خلوت میں کوئی غزل یا نظم سنے تو کوئی حرج نہیں، اس میں حدود سے تجاوز کرنا اور اس کا عادی ہو جانا بے معنی بات ہے۔

(دیار ہند میں سماع کا حکم)

فرمایا یہ طریقہ بنیادی طور پر درست نہیں ہے اور نہیں کرنا چاہئے۔ اس طریقہ کا اسلام سے دور کا تعلق نہیں، طالب حق کو اس سے احتراز لازم ہے اس صورت میں ہرگز تساہل و چشم پوشی نہیں کرنا چاہئے۔

ایک وصیت میں جو اس فقیر کو کی ہے لکھا ہے کہ سماع پر عمل نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ اس زمانے کے صوفیہ کرتے ہیں۔

ایکبار اس فقیر نے اس دیار کے بعض مشائخ کا وہ قول نقل کیا جو انہوں نے بوقت وفات بطور وصیت اپنی اولاد کو کیا تھا کہ سماع پر عمل کرنا اور رواج کے مطابق عرس مناتے رہنا۔

(مسئلہ اور فرد خاص کا حکم مخصوص حالات میں یکساں نہیں)

فرمایا سماع درویشوں کا طریقہ ہے بعض درویش کرتے ہیں لیکن یہ طریقہ ارکان سلوک کے شرائط میں سے نہیں، شیخ عبدالوہاب متقی کا اس سے مقصد اس مرد کو غیبت سے روکنا اور اہانت و تحقیر کا سدباب کرنا تھا کہ مشائخ کی اہانت و تحقیر کا سلسلہ بند ہو جائے۔

شیخ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ان سے شرعی مسئلہ بطور استفتاء دریافت کیا جائے تو جو شرعی حکم ہوتا ہے بتاتے ہیں اس کی تردید کے حق میں جو زجر و توبیخ آئی ہے بیان کرتے ہیں اور اگر کسی خاص شخص کے متعلق پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا کہتا اور کرتا ہے تو اس صورت میں اس کی طرف سے برات و تاویل

کے پہلو کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں فرماتے ہیں' شاید ایسا ہو گا یا وہ ایسا تھا۔ خاص طور پر ایسے وقت میں جب کہ وہ فلاں مرد اہل اور درویش ہو۔

ایک بار ایک عجمی فقیر جو تیس برس سے مکہ میں مقیم ہے اور تجرد کی زندگی بسر کرتا ہے اس کا نام ملا حسین ہے' وہ مشہور ہے' بعض لوگ اسے صاحب حال درویش سمجھتے ہیں اس نے شیخ علی متقی کی خدمت میں ذکر و شغل کی تعلیم پائی اور چلہ کشی کی تھی' موصوف کے متعلق بتایا دنیا کہتی ہے وہ کیف آور دوائیں استعمال کرتا اور کھاتا ہے۔

فرمایا بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جو حرام مطلق نہیں' اس سے مقصد اس درویش کی تحقیر و تنقیص کو دفع کرنا تھا۔

(ہر ایک کا ذکر عزت و احترام سے کرنا چاہیۓ)

ان کی روش یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں' ان کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں اگرچہ وہ ان کا دوست اور مرید و خادم ہی ہو یہاں تک کہ بعض درویش و مرید جن کو موصوف سے ارادت و عقیدت ہے اور وہ ان کی مرضی کے خلاف کام کرتے ہیں ان کا نام بھی کسی سلسلہ میں آجاتا ہے' عزت و احترام سے لیتے ہیں اور جیسا کہ موجودگی میں نام لیتے تھے ویسے ہی غیر موجودگی میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔

وصل

(انداز درس)

تعلیم و تدریس علم میں شیخ موصوف کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص

دینی علوم سے کسی علم کا طلبگار ہوتا ہے خواہ وہ کوئی علم ہو وہ اسے پڑھاتے ہیں لیکن تفسیر' حدیث اور تصوف پڑھنا چاہتا ہے تو بہت خوشی خوشی پڑھاتے ہیں' درس کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد درس میں تحقیق و تدقیق میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے' جتنا بھی ممکن ہوتا ہے حواشی و شروح کی تحقیق میں سعی بلیغ کرتے ہیں اور بہت انہماک سے یہ خدمت انجام دیتے ہیں' بات کو مبہم و مجمل نہیں چھوڑتے' طالب علم کی پوری تسلی تشفی کراتے ہیں' ہر شخص سے اس کی زبان میں گفتگو کرتے ہیں' ہندوستانیوں سے فارسی میں بے تکلف باتیں کرتے ہیں' کبھی ہندی زبان پر اکتفاء کرتے ہیں' درس کے وقت کوئی عجمی یا عربی آجاتا ہے تو اس کی وجہ سے تقریر کو نہیں بدلتے' اسے سنانے کی غرض سے حقائق و معارف کا اعادہ نہیں کرتے' البتہ وہ خود پوچھتا ہے تو استفادہ کی خاطر بیان کرتے ہیں' سوال کا جواب بقدر حاجت اس کی زبان میں دیتے ہیں۔ برسوں ان علوم کا درس حرم شریف میں دیا ہے جب سے بینائی کمزور ہوئی ہے قیام گاہ پر درس دیتے ہیں۔

(نفع عام کی مفید و کمیاب کتابوں کی تصحیح)

اگر کسی وقت درس و تدریس کا مشغلہ نہیں ہوتا تو کسی کتاب کے مقابلہ میں جس کی صحت و مقابلہ میں نفع عام ہوتا ہے مصروف رہتے ہیں' مثلاً بہت مفید و کمیاب کتاب ہو اور وہ استعمال میں نہ آنے کی وجہ سے صحت سے خالی ہو اس کے اصل نسخے جہاں تک ممکن ہو مہیا کر کے تصحیح کرتے ہیں۔

(کتاب الاشباہ والنظائر کی تصحیح)

متاخرین فقہا مصر میں ابن نجیم حنفی کی تصنیف کتاب الاشباہ

والنظائر ہے' یہ فقہی مسائل کے قواعد و ضوابط کی جامع و نادر و مفید کتاب ہے' اس کا ایک نہایت خراب نسخہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا' موصوف نے اس کے دو تین نسخے مدینہ منورہ سے حاصل کر کے تصحیح کی اور اس کام میں بہت محنت کی' جتنا ممکن ہو سکا اس نسخہ کو صحیح کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی جزائے خیر دے۔

(بهجة الاسرار کا مقابلہ و صحت)

اس زمانہ میں جب فقیر ان کی خدمت میں حاضر تھا کتاب بهجة الاسرار جو حضرت غوث اعظم و دیگر مشائخ عراق کے مناقب و حالات میں ہے مقابلہ کرتے تھے۔

(شیخ کی صحبت سے علمی انہماک)

ان کا طریقہ یہ ہے کہ طالب علم کو تحصیل علم سے نہیں روکتے بلکہ ترغیب دیتے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ اگر فقیر ان کی خدمت میں نہ جاتا اور ان کی صحبت میں نہ رہتا تو علمی و تحقیقی کاموں سے ہاتھ دھو لیتا' ان کی رضامندی اسی انہماک علمی میں تھی اس لئے اسی میں منہمک رہا۔ ان کی صحبت میں علوم حدیث کا مذاکرہ نور علی نور ثابت ہوا باوجودیکہ اس حقیر کی حاجت اس مبارک جگہ ایسی ہوگئی تھی کہ دو طالب علموں کو اگر دیکھ پاتا کہ وہ ایک دوسرے سے بحث و مباحثہ میں مصروف ہیں تو فقیر کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا کہ یہ دیوانے اور پاگل ہیں۔

(علم بمنزلہ غذا اور ذکر بمنزلہ دوا)

موصوف فرماتے تھے کہ علم غذا کی طرح ہے جس کی احتیاج رہتی ہے اور اس کا نفع عام ہے' ذکر دوا کی طرح ہے کہ کبھی کبھی اس سے علاج کرنا چاہئے

طالب علم و مرید پر لازم ہے کہ وہ کبھی کبھی فراغت قلب و حضور خاطر کی غرض سے خلوت و تنہائی اختیار کرے' خاص طور پر فضیلت والے دنوں میں جیسے رمضان کا عشرہ اخیرہ اور عشرہ ذی الحجہ وغیرہ۔ ان ایام میں ذکر و شغل اور وساوس و خواطر کی نفی میں لگا رہے لیکن تعلیم و تعلم اور درس و تدریس میں ہمیشہ لگا رہنا چاہئے۔

(خیر کے کام ذکر ہی ہیں)

عرض کیا گیا کہ مشائخ فرماتے ہیں' طالب علم کو ہمہ وقت ذکر میں مصروف رہنا چاہئے فرمایا جو خیر کے کام میں لگا ہوا ہے وہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں رہتا ہے۔ نماز پڑھنا بھی ذکر ہے' قرآن کی تلاوت بھی ذکر ہے' دینی علوم کو پڑھنا پڑھانا بھی ذکر ہے۔ جو بھی خیر کا کام کرتا ہے وہ ذکر ہی ہے۔ یہ سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے لیکن درس و تدریس کو چھوڑ دینا اور دوسرے خیر کے کاموں سے منہ موڑ کر خلوت نشیں ہونا یاد الٰہی میں لگ جانا علاج کا حکم رکھتا ہے جس کی کبھی کبھی حاجت پیش آتی ہے' آغاز کار میں غفلت چونکہ قوی ہوتی ہے اس لئے علاج بھی استعداد کے اعتبار سے کرنا چاہئے' بیشتر اوقات خلوت میں رہنا چاہئے' یاد الٰہی کرتے رہنا چاہئے۔

(سلف کا طریقہ)

فرماتے تھے کہ سلف کا طریقہ کار یہی تھا کہ وہ خیر کے کاموں کو اختیار کرتے' اخلاق سنوارتے' طاعات میں لگے رہتے اور علوم کی اشاعت کرتے تھے۔

فرمایا علم اس قبیل سے نہیں کہ کوئی بھی اسے چھوڑے' تقویٰ کی

رعایت کے ساتھ نیت درست کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(ذکر سے مذکور کے ساتھ ایک گونہ ربط واتحاد)

ایک دن ایک درویش نے بارگاہ عالی میں عرض کیا نماز پڑھنا بہتر ہے یا ذکر کرنا' فرمایا نماز پڑھنا بھی بڑا کام ہے بلکہ وہ ذکر محض سے افضل ہے لیکن کثرت سے ذکر کرنے سے مذکور سے ایک نوع کا ربط و اتحاد ہو جاتا ہے جو آخر میں انسان کو وحدت و فنا کی منزل تک پہنچاتا ہے۔

(لذت فنا و وحدت)

اس نے پوچھا فنا و وحدت کیا ہے فرمایا وہ ایک لذت و مزہ ہے جو چکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ راہ سلوک کے طالبوں کا مطلوب حقیقی یہی لذت ہے جس نے عمر میں ایک بار اس لذت اور مزہ کو پایا وہ جب تک زندہ ہے اس کا ذوق باقی ہے۔

فرماتے تھے' ایک مرتبہ ہم خلوت میں تھے کہ اس حالت کے مبادی و مقدمات کا ظہور ہونے لگا تا آنکہ بیس دن میں وہ حالت پیدا ہوئی اور ترقی کرنے لگی ہر روز اس کا آنا ہمیں محسوس و مشاہدہ ہونے لگا' اس طرح کہ گویا ہم اس کا آنا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں' اکیسویں دن ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس کا الفاظ میں ادا کرنا ممکن نہیں' اکثر وہ ادراک بسیط و لذت محض کے سوا کچھ نہ تھی۔

(دعوت اسماء کے عامل کج خلق)

عرض کیا گیا' بعض درویش دعوت اسماء کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے وہ قرب الٰہی و رسائی حق کا راستہ ہے یا نہیں' فرمایا شاید ہو گا۔ اسماء

الٰہی کا تمسک بغیر تاثیر کے نہیں ہوتا لیکن یہ اہل دعوت و درویش' مہذب و شائستہ اخلاق سے آراستہ نہیں ہوتے' اکثر کج خلق ہوتے ہیں' مخلوق کی طرف سے ایذا برداشت نہیں کرتے جو کوئی ان کے ساتھ برائی کرتا ہے اس کے درپے انتقام ہو جاتے ہیں حالانکہ راہ سلوک میں بہتر یہ ہے کہ اخلاق سے پیش آئے اور مخلوق کی ایذا اور جور و جفا پر صبر کرے۔

(شیخ متقی کا عبدالوہاب متقی سے دعاء سیفی کی اجازت و درخواست)

فرمایا ہمارے شیخ کا یہ معمول نہ تھا' ہمیں ایک بزرگ سے دعا سیفی کی اجازت حاصل تھی۔ اور سند بھی عالی تھی' ہمارے شیخ کو نہ تھی' شیخ نے جب ہمیں علوم شریعت و سلاسل طریقت کی اجازت دی تو پہلے فقیر سے دعا سیفی کی اجازت لی پھر فقیر کو اجازت دی تا کہ یہ فقیر ان کی طرف سے مجاز مطلق و خلیفہ کل ہو جائے۔

(مجلس ذکر و انوار ذکر کی حیثیت)

عرض کیا گیا کہ ذکر کی مجلس کی یہ کیفیت' یہ طور و طریق اور انوار جو بعض درویشوں نے اپنا رکھے ہیں ان کی حیثیت کیا ہے اس کی کوئی صحیح سند بھی حدیث میں وارد ہے؟

(اصل ذکر)

فرمایا یہ سب مشائخ طریقت کے پسندیدہ طریقے ہیں یہ اس اصل کام میں جو ذکر سے مقصود ہے دخل رکھتے ہیں موثر ہیں' اصل ذکر لاالہ الااللہ ہے اور دیگر تمام انواع ذکر کا لفظاً و معنیً یہی مرجع ہے۔

عرض کیا گیا کہ بعض مرد ذکر اثبات یا اسم جلالہ (اللہ) کے ذکر میں

صرف یہی آواز نکالتے ہیں لفظ ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے' اس کا کیا حکم ہے۔

(ذکر صحت الفاظ کے ساتھ)

فرمایا ذکر میں پورے الفاظ کہنا چاہئیں الفاظ صحیح صحیح نکالنے چاہئیں لا الہ الا اللہ میں لائے نفی کا مد اور ہا کا اظہار جانب اثبات میں کرنا چاہئے' نیز اسم جلالہ (اللہ) میں لام کو پر پڑھنا چاہئے اور ہا کا اظہار کرنا چاہئے' غلبہ شوق و غلبہ ذکر کے بعد جس طرح پر نکلے اس کو چھوڑ دینا چا ' ایسے موقع پر معذوری ہے' اس وقت میں سلطان ذکر کا شوق و غلبہ مطلوب ہے۔

(ذکر خفی)

عرض کیا گیا کہ لوگ ذکر خفی کرتے ہیں اس کے کیا معنی ہیں' فرمایا ذکر خفی وہ ہے جو اتنا آہستہ کیا جائے کہ برابر والا بھی اسے نہ سن سکے جیسے قرات خفیہ ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ بعض درویش کہتے ہیں کہ ذکر خفی وہ ہے جس میں زبان کا دخل نہ ہو بلکہ وہ کہتے ہیں کہ دل کو بھی اس امر کی خبر نہ ہو۔

فرمایا یہ قصہ دوسرا ہے' اب ذکر خفی کے یہی معنی ہیں کہ وہ ذکر خلق سے پوشیدہ رہے اس کا ادنیٰ درجہ نفس کو سنانا ہے اس سے کم درجہ نہیں ہے جب کہ نماز میں قرات کرنا ہے اور دل میں یہ سمجھنا کہ یہ اللہ عزوجل کو یاد کرنا ہے یہ بھی اچھا ہے لیکن اطلاق کی صورت میں ذکر سے یہی لفظ مراد ہوتا ہے۔

(ذکر کے بعد درود پڑھنے کی احتیاج اور اثر)

بیان ذکر و احکام ذکر کے بعد فرمایا' ذکر سے فراغت کے بعد رسالت مآب ﷺ پر درود میں مصروف رہنے سے ایک اور ہی نور و حضور حاصل ہوتا

ہے اور عجیب و غریب حالت طاری ہوتی ہے اس لئے کہ انوار ذکر سے ظاہر و باطن میں ایک طرح کی سوزش و احتراق پیدا ہوتا ہے اس کو کس طرح ادا کریں' یوں سمجھو کہ جیسے کوئی شخص آفتاب کی گرمی سے سایہ میں آجائے۔

(طالب کو ابتداء میں ذکر نفی و اثبات کی تعلیم)

فرماتے تھے طالب کو پہلے لا الہ الا اللہ کے ذکر میں منہمک رہنا چاہئے کہ اس میں نفی و اثبات دونوں ہے لیکن صرف اسم ذات (اللہ) ایک قسم کی شوکت و جلالت رکھتا ہے جس کے برداشت کی مبتدی میں طاقت نہیں ہوتی۔

عرض کیا گیا کہ بعض لوگ لا الہ الا اللہ کے ذکر کے بعد صرف اثبات پر اکتفاء کرتے ہیں اور الا اللہ کی تکرار کرتے ہیں اس کی حیثیت کیا ہے۔

جواب دینے میں دیر کی اور ایک نوع کا توقف کیا بہت مستبعد سمجھتے ہوئے اپنی مخصوص ادا سے فرمایا محض الا اللہ کیا معنی رکھتا ہے' ہاں نفی کو مقدر و محذوف مانیں' پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنا بہتر ہے تاکہ حق کے سوا کی نفی اور وجود باری ہر دو کی صراحت ہو جائے۔

ہر نماز کے بعد صد بار کلمہ پڑھنا فرماتے تھے' ہمارے شیخ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد سو مرتبہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی تکرار کرتا ہے تو امید ہے کہ اس کو ذاکرین میں شمار کیا جائے اور والذاکرین اللہ کثیرا میں داخل سمجھا جائے۔

وصل

مشائخ کی عقیدت ان کے مرتبہ کی عظمت' تسلیم حال' توجہ و اعتماد میں شیخ کا طریقہ جو فقیر کو اپنی وصیتوں میں لکھ کر عنایت کیا ہے' وہ ان الفاظ میں

درج ذیل ہے۔

(توسل مشائخ کا اثر)

لائق بات یہ ہے کہ مشائخ سے توسل کیا جائے کیونکہ دینی و دنیوی حاجتیں اس سے جلد پوری ہوتی ہیں' خاص طور پر وہ مشکلات جو مرید کے قلب پر طاری ہوں' جلد حل ہوتی ہیں' اس امر میں بھی وہ اعتدال و میانہ روی کے اصول کو ملحوظ رکھتے اور تعصب و تجاوز حدود سے احتراز کرتے تھے۔

فرماتے تھے کمال مطلق کا کسی کی جناب میں اعتقاد نہیں رکھنا چاہئے' جو بھی اس قسم کا یقین رکھتا ہے وہ انجام کار اس کا منکر ہوتا ہے اور اس کے عقیدے میں پختگی نہیں رہتی۔

(نئے مرید کو شیخ سے دور رہنے میں فائدہ)

فرماتے تھے نئے نئے مرید کو شیخ سے دور رہنے میں زیادہ فائدہ ہے تاکہ شیخ کی عادتوں کے دیکھنے سے اس کے عقیدے میں خلل راہ نہ پائے۔

(مقام شیخ جیلانی)

حضرت غوث پاک کی جناب میں ان کی خصوصی توجہ تھی اور ان کی ذات سے بہت عقیدت تھی' زیادہ لگاؤ تھا' فرماتے تھے ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

عرض کیا گیا وہ باتیں جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے اپنے مقام اور دوسرے مشائخ طریقت رحمہم اللہ پر اپنی برتری و فضیلت کے متعلق منقول ہیں ان کے بارے میں بعض بزرگوں کا قول ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیان ہوئی ہیں جو خاص اولیاء اللہ کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ عوارف المعارف

میں اس قسم کی باتوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ باتیں غلبہ حال و عالم مستی میں منہ سے نکل جاتی ہیں' اس کا جواب کیا ہے

فرمایا وہ ایسی باتیں نہیں کہہ سکتے' ان کا مقام بہت اونچا ہے' دوسرے ان باتوں سے انہیں قیاس نہیں کیا جاسکتا' ان کو وہ چیزیں دی گئی ہیں جو صوفیہ میں کسی اور کو نہیں ملی ہیں ان کا رتبہ سب سے بلند سمجھنا چاہئے۔

ایک مرتبہ اس دوگانہ کے متعلق بات نکلی جو صلوۃ الاسرار کے نام سے یاد کی جاتی اور سلسلہ قادریہ میں متعارف و مشہور ہے۔

فرمایا ہمارے شیخ یہ دوگانہ نہیں پڑھتے تھے' اور شیخ محمد بکری بھی اس عالی سلسلہ سے نسبت رکھتے تھے مگر وہ بھی اس دوگانہ کے قائل نہیں تھے' فقیر نے عرض کیا اس دوگانہ کا ذکر بہجۃ الاسرار میں موجود ہے' چنانچہ بہجۃ الاسرار منگائی گئی فقیر نے وہ مقام نکال کر پیش کیا۔ فرمایا یہ نقل ان تک نہیں پہنچی

مدینہ منورہ میں فقیر نے ایک موقعہ پر سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ سے جن کا نام علی بن عیسیٰ بجلی شافعی تھا' ملا' ان سے بھی قادریہ سلسلہ کے کچھ اوراد و وظائف سیکھے تھے انہوں نے اسی طریقہ پر اس دوگانہ کو پڑھنے اور مندرجہ ذیل منقول دعا مانگنے کو کہا تھا۔

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا و بسیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر شیخاً و قدوۃً و اماما

میں اللہ کو رب مان کر' اسلام کو دین سمجھ کر اور محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی مان کر اور شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو شیخ و رہنما اور امام مان کر راضی ہوا۔

میں جب مکہ معظمہ واپس آیا یہ دعا بھی شیخ کی خدمت میں نقل کی

انہوں نے سنی اور کچھ نہیں کہا۔

اس کے بعد بیان کیا مکہ میں ایک بزرگ تھے ان کا نام بدرالدین تھا نجدی، حجازی، کوئی سب ہی ان کے ایسے عقیدت مند تھے کہ ان کے نام کو کلمہ توحید کا جز بنالیا تھا، یہ قصہ سنایا اور خاموش ہوگئے ان کے انداز گفتگو سے اس جماعت کی نسبت غلو و افراط کا علم ہوا اور وہ گویا غلبہ محبت و عقیدت کی وجہ سے معذوری کا حکم رکھتے تھے۔

(دعاء و الفاظ ماثورہ)

ایک روز اس سلسلہ عالیہ سے نسبت رکھنے والوں کو حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے جو بے پناہ محبت و عقیدت و غیرت دینی ہوتی ہے اس کا ذکر کیا گیا بعض طالبوں کو دیکھا گیا ہے کہ انہیں اعمال سے ایسی عقیدت و محبت ہوتی ہے کہ وہ توجہ و استفادہ کو اسی سلسلہ میں منحصر سمجھتے ہیں اور کسی دوسری جگہ توجہ و التفات نہیں کرتے، دوسرے مشائخ سے توسل کے جویا نہیں ہوتے بلکہ وہ مزارات مشائخ کی زیارت کو بھی نہیں جاتے اور دوسروں سے استعانت و استمداد بھی نہیں کرتے ہیں۔

یہ فقیر جب دلی میں تھا وہاں بھی یہی معمول تھا کہ مشائخ کی زیارت کو بہت کم جاتا تھا، مجھے غیرت آتی تھی اس قسم کے کلمات زبان سے نکلے، انہوں نے سنا اور دم نہیں مارا اقرار و انکار میں ایک حرف نہیں کہا، خاموشی اختیار کی، فقیر نے ان کی عادت شریفہ کے مطابق جو معلوم تھی، جانا کہ اس میں کوئی راز ہے۔

ان کی عادت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنا عقیدہ بتاتا یا اپنی حالت کے متعلق کوئی بات کہتا ہے اور وہ ضروریات دین کے خلاف نہ ہو تو اس سے تعرض

نہ کرتے اور اس کو متوحش و متنفر نہیں کرتے۔

دوسرے جب خدمت میں جاتا ہوا تو سابقہ استفسار کے یاد دلائے بغیر فقیر حقیر کی طرف توجہ کی اور فرمایا کہ ایسا بھی نہ چاہئے کہ اپنے لئے یہ استمداد و استفادہ کا دروازہ بند کرلے۔

(طالب کا طریقہ افادہ و استفادہ)

طالب کا طریقہ ہے کہ افادہ کرنے والے سے استفادہ کرے اور استفادہ کرنے والے کو فائدہ پہنچائے۔

(امداد شیخ کے مظاہر)

فرمایا شیخ سے اعتقاد و توجہ کے یہ معنی ہیں کہ باطن میں ہمیشہ ان کی طرف متوجہ رہے اور ان سے امداد کا خواہاں رہے جہاں سے بھی کوئی فائدہ پہنچے اور مدد پائے جانے کہ ظاہر میں گویا یہ محل رسائی کا ذریعہ بنائے گئے ہیں مگر حقیقت میں انہی کی طرف سے ہے اس لئے کہ یہ شیخ، امداد و استعانت کے مظاہر و اسباب ہیں جس جگہ سے بھی ظاہر ہو جائے انہی کی طرف سے ہے۔

(زیارت ایک امر مسنون)

زیارت کرنا خود ایک امر مسنون ہے اس کو نہیں چھوڑنا چاہئے حق و خیر کا طالب و کوشاں رہنا چاہئے جس طریقہ سے بھی حاصل ہو، ترقی کا دروازہ اپنے اوپر بند نہیں کرنا چاہئے۔

(رسالہ فقر محمدی)

ایک روز بات ایک رسالہ کی آئی جس کا نام فقر محمدی ہے جس میں

توسل بذات رسالت مآب ﷺ سے بحث ہے۔

فرمایا بعض لوگوں نے اس مقام سے سمجھا ہے کہ مشائخ رحمہم اللہ کے یہاں جو توسل و توجہ کا تعلق ذات رسالت مآب ﷺ میں منحصر قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا ہر ایک سے قطع تعلق کا حکم دیا ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ پانی پاک و صاف چشمہ سے لینا لازم ہے۔

فرمایا کہ بعض لوگوں نے اس مقام سے یہ سمجھا ہے کہ مشائخ رحمہم اللہ میں توسل جیسا متعارف و متداول ہے، نہیں کرنا چاہئے اور ان سے ارادت کا تعلق نہیں رکھنا چاہئے اس لئے کہ جملہ کائنات کے مرشد و شیخ رسالت مآب ﷺ ہیں سب کو انہی کا مرید ہونا چاہئے۔

(رسول و مشائخ دونوں سے توسل)

فرمایا اس رسالہ کے انداز کلام سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے لیکن حضرت شیخ فرماتے تھے کہ ایسا نہیں ہے دونوں باتیں کرنا چاہئیں مشائخ سے بھی توسل کرنا چاہئے اور رسالت مآب ﷺ کی طرف بھی توجہ رکھنی چاہئے۔ اس میں کوئی تضاد و منافات نہیں۔

ایک موقع پر شیخ ابوالعباس حضرمی جو متاخرین مشائخ شاذلیہ سے ہیں، ان کے اس کلام کے متعلق بات آئی کہ اس زمانہ میں تربیت اصطلاحی اٹھ گئی صرف ہمت و توجہ سے فائدہ پہنچانا رہ گیا ہے یہ کیونکر ہوتا ہے تم پر یہ کتاب و سنت کی پیروی لازم ہے اور یہ حق خلق اور نفس ہر ایک معاملہ میں جاری و ساری ہے۔ عرض کیا گیا تربیت اصطلاحی کے کیا معنی ہیں اور ہمت و توجہ سے فائدہ کیونکر پہنچایا جاتا ہے۔

ہوا اور جوانی تھی، کیا معمول تھا پوچھنے کی جرات نہ ہوئی۔

ان ایام میں امامت خود کرتے ہیں اگرچہ آخری عمر میں بینائی جاتی رہی تھی، اس امر کو دیکھتے ہوئے کہ فقہ حنفی میں نابینا کی امامت مکروہ ہے، کبھی دل میں کچھ تردد ہوتا تھا مگر اس کی تحقیق و تفتیش کی جرات نہیں ہوتی تھی اس لئے کہ اجمالی طور پر اطمینان و یقین تھا کہ موصوف جو کام بھی کرتے ہیں خلاف سنت و بے سند نہیں ہوتا، ان کی استقامت حال کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی فعل ان کا دیکھا جائے تو اس کے متعلق پوچھنے کی حاجت نہ ہوگی بلکہ یقین کیا جائے کہ قابل اعتماد نابینا اگر کسی قوم کا مقتدا و پیشوا ہے تو اس کی امامت جائز ہی نہیں بلکہ اولیٰ و افضل ہے۔ طہارت و نظافت میں ان کی احتیاط کا جو عالم تھا وہ نابیناؤں میں کم ہی کسی کو میسر ہوگا۔

(طہارت میں احتیاط و اہتمام)

ایک روز مکان سے باہر نکل رہے تھے کہ پاؤں میں کسی جگہ سے رطوبت لگی، تری پہنچی اس رطوبت میں شک ہوا تو واپس گھر لوٹ گئے، تازہ وضو کر کے باہر تشریف لائے، رات سوتے وقت پاجامے کے دبیز کپڑے کی لنگوٹ باندھتے تھے، فرماتے تھے کہ کبھی رات میں استنجا کرنے میں کما حقہ احتیاط نہیں ہوتی، اس وجہ سے ہم نے یہ طریق کار اختیار کیا ہے۔ کبھی رطوبت کے رہ جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے وہ کپڑا جسے پہن کر نماز پڑھی جاتی ہے ملوث و مشکوک نہ ہو با ایں ہمہ احتیاط و نگرانی شکوک و شبہات سے بہت احتراز کرتے تھے خطرات و وساوس کے سدباب میں بہت کوشاں رہتے تھے۔

ایک روز فجر کی نماز پڑھ چکے تھے، دن نکلنے کے بعد ایک طالب علم نے

خبر دی کہ وقت بہت تنگ تھا سورج نکل آنے کا احتمال ہے' گھر میں تشریف لے گئے تازہ وضو کیا' باہر تشریف لائے تاکہ فرض نماز قضاء پڑھیں آگے بڑھے اور سجادہ پر جاکر کھڑے ہوگئے' قریب تھا کہ تحریمہ کی نیت باندھیں فوراً لوٹے اس سے پوچھا کہ سورج نکلنے کا تمہیں یقین و ظن غالب تھا یا محض وہم و احتمال مرجوح' اسے بہت تردد ہوا اس لئے ایک تقریر کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے وہم ہوگیا تھا' فرمایا اب نماز لوٹانے کی حاجت نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وسوسے آنے لگیں۔

اوقات صلوٰۃ کی حفاظت میں حنفی مذہب کی رعایت کرتے ہیں' ان ایام میں جب سے کم دکھائی دینے لگا ہے' جمعہ کے دن نماز جمعہ کے علاوہ حرم میں نہیں آتے' حرم میں جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے مکان پر نماز پڑھتے ہیں لیکن وہ بھی مقرر و متعین ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوتی ایسا نہیں ہے کہ ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں پڑھیں۔ گزشتہ ایام میں جب حرم میں جاتے تھے ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے تھے۔

(شافعی امام کی اقتدا)

ایک روز اس تردد و تذبذب کے متعلق عرض کیا گیا جو اہل حرمین شریفین میں شافعی امام کی اقتداء میں پیش آتا ہے اس لئے کہ شافعیہ حرم شریف میں نماز اول وقت ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ شافعیہ اول وقت تکبیر کہتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ حنفی بیٹھے رہتے ہیں یا سنتیں پڑھتے رہتے ہیں حالانکہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ نماز فرض کی تکبیر کے بعد کسی اور نماز ادا کرنے کی گنجائش نہیں' اس کے متعلق ایک خلجان دل میں پیدا ہوا کہ لوگوں کے بیٹھے رہنے یا نفل نماز

میں لگ جانے کا کیا حکم ہوگا۔ بعض حنفی شافعیہ کی اقتداء کرتے ہیں اور بعض حنفیہ کو شافعیہ کی اقتداء کے جواز میں بھی تردد ہے طہارت وغیرہ میں اختلاف کے مواقع کی رعایت کرتے ہیں یا نہیں کرتے' مختار و پسندیدہ امر یہ ہے کہ اگر یقینی طور سے معلوم ہوجائے کہ وہ اس کی رعایت نہیں کرتے تو جائز نہیں اور اگر یقینی طور پر علم ہوجائے کہ وہ رعایت کرتے ہیں تو جائز ہے اور اگر مشکوک ہو تو اس کے جواز و عدم جواز محتمل ہوں گے گو بظاہر جواز کا فتویٰ ہے' اس لئے کہ مسلمانوں سے حسن ظن درکار ہے۔ ظن غالب یہ ہے کہ وہ رعایت کرتے ہیں اور یہ امر ان کے مابین متوارث ہے۔

بعض نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہوجاتے ہیں لیکن یہ بات بھی حدیث مذکور سے مطابقت کے اعتبار سے مفید نہیں' اور بعض قضاء عمری کی نیت سے نماز میں شرک ہوجاتے ہیں اور بعض تکرار فرض کے قائل ہوکر اقتداء کرتے ہیں یہ بات بھی مذہب حنفی کے موافق نہیں ہے۔ پس کیا کریں تردد و تحیر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس خلجان و تردد کو اس طرح دفع کرنا کہ اطمینان و یقین ہوجائے کوئی صورت نظر نہیں آتی انہی وجوہ سے علماء نے اس موضوع پر رسالے لکھے اور اس عمل کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

کاتب راقم الحروف اس شک و تردد میں مبتلا تھا ہر روز کسی ایک چیز پر عمل کرتا اور وہ حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کرتا کہ اس کا علاج کیا ہوگا۔ فرمایا خلجان کو خود پیدا نہ ہونے دینا چاہئے اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہئے اور ان کی اقتداء کرنی چاہئے۔

فرمایا حضرت شیخ اس مسئلہ میں فرماتے تھے کہ ہم سے کئی سو سال پہلے

علماء نے ایک چیز پر اتفاق کیا انہی کا مقرر و متعین کیا ہوا طریقہ ہے' انہی نے چاروں مذہب پر جماعتیں ترتیب دی تھیں یہ ان کا طریقہ حقیقت میں بہت مستحسن ہے۔ علماء کا اتفاق بے سند و بے وجہ نہیں ہوتا اور فرمان رسالت مآب ﷺ کے پیش نظر کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے' تردد و خلجان کو دل میں نہیں آنے دینا چاہئے۔ ان کے اس ارشاد کے بعد یقین حاصل ہو گیا اور وہ تردد و خلجان جاتا رہا۔ پھر حنفیوں کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگی۔

عرض کیا گیا کہ ہندوستان کے اطراف میں اداء جمعہ کے بعض شرائط کے وجوب میں تردد کی بناء پر ظہر کے فرض بھی "ظہر علی (مجھ پر ظہر کی نماز فرض ہے)" "یا آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم ادہ" یا آخر وقت کو میں نے پایا اور اسے میں ادا نہیں کر سکا کی نیت سے پڑھے جاتے ہیں اور سنتیں بھی سنتہ الوقت کی نیت سے ادا کی جاتی ہیں تاکہ نماز جمعہ کے وجوب و عدم وجوب کے احتمال پر ظہر صحیح ہو جائے لیکن اس مقام شریف پر پہنچنے کے بعد بطور جزم جمعہ کی نماز پڑھی جانے لگی اور شک و تردد کا راستہ بند ہو گیا اس لئے کہ یہ یقین و اطمینان کی جگہ ہے اگر اس جگہ بھی انسان کو جزم و یقین حاصل نہ ہوا تو پھر کہاں حاصل ہو گا۔

(جو عمل ابتداء عمر سے شروع کیا آخر عمر تک نبھایا)

الحمدللہ کہ شرائط جمعہ اس جگہ یقیناً موجود ہیں' فقیر کی یہ بات بہت پسند کی اور فرمایا ایسا ہی ہے' بہت اچھا کرتے ہیں اور یہ خیال بہت اچھا ہے لیکن فقیر نے ان کے بعض خدام سے سنا ہے کہ موصوف بھی جمعہ کے دن ظہر کے فرض ادا کرتے ہیں اور کسی نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں

کیا جمعہ کے وجوب میں کوئی تردد ہے' انہوں نے جواب دیا کہ کوئی تردد نہیں ہے یہ ایک عمل ہے جو ہم ابتداء عمر سے کرتے ہیں اس کا چھوڑنا اچھا نہیں لگتا' یہ نفل میں شمار ہو جائے گا۔

(خاص اوقات میں وظائف کا التزام)

عرض کیا گیا کہ بعض لوگ خاص اوقات میں وظائف کا التزام کرتے ہیں اس کے چھوڑنے کا کیا حکم ہے ان کے بجائے اس وقت اگر کوئی دوسری چیز پڑھیں تو جائز ہے؟ فرمایا کہ اصل کام خیر کے کام میں لگے رہنا ہے وہ کوئی کام ہو۔

(مداومت کے دو طریقے)

فرمایا نوافل و خیرات میں مداومت کے دو طریقے ہیں بعض تو مداومت میں تشخص کی بھی رعایت کرتے ہیں اور ایک خاص ورد اور خاص نفل کا التزام کرتے ہیں اور بعض لوگ ایک نوع کے نوافل کے افراد میں جو مناسب و بہتر سمجھتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مخصوص دعاء کا التزام قلب کے گداز اور شوق و حضور کو ختم کر دیتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ مشائخ سے منقول وظائف و اعمال کی کثرت کی بناء پر وقت تنگ ہو جائے اور اپنے بعض معمولات کے پورا کرنے کی گنجائش نہیں رہے تو پھر کیا کرنا چاہئے۔

(واجبات کی ادائیگی اور ممنوعات سے احتراز)

فرمایا جو بھی وقت میں ہو سکے کرے اور پڑھے' اصل کام واجبات کا ادا کرنا اور ممنوع باتوں کا چھوڑنا ہے' ان کو بہت احتیاط و آداب کی رعایت

کے ساتھ کرنا اور بہتر طور پر انجام دینا چاہئے اور جس صحیح عمل پر اطلاع ہو اس پر کم از کم ایک بار عمل کر لینا چاہئے تاکہ فی الجملہ اس پر عمل کرنے والوں میں اس کا شمار ہو' اس بات کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔

ایک روز بات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی آگئی کہ ان کے بیشتر مسائل ظاہر حدیث کے مطابق معلوم ہوتے ہیں' عرض کیا گیا کہ اس وجہ سے بارہا دل میں یہ خلجان و اندیشہ ہوا اور دل میں یہ خیال آیا کہ اگر کوئی شخص شافعی مذہب کی پابندی کرے تو بہتر ہے۔ فتح القدیر و مواہب الرحمٰن میں مسائل کے ثبوت میں آیات واحادیث پیش کی گئی ہیں

فرمایا ایسا نہیں ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جو ماوراء النہر اور ہندوستان کے اطراف میں مشہور ہیں ان میں زیادہ تر احکام کا ثبوت قیاس اور عقلی دلائل سے دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں بہت سی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جن میں اقوال حنفیہ کے ثبوت میں صحیح حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ بلکہ بعض حنفیہ نے اس امر کی پابندی کی ہے کہ مسئلہ و مطلوب کے تحت قرآن کی آیت اور حدیث دونوں ایک ساتھ پیش کی گئی ہیں تاکہ کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اصحاب الرای ہیں حنفیہ نہیں ہیں۔ چنانچہ ابن ہمام کی شرح ہدایہ' شمنی کی شرح مختصر وقایہ' نیز مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح پر جو بعض علماء مصر کی تصانیف ہیں غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

(صاحب مشکوۃ کا طرز عمل)

فرمایا تمہارے دل میں یہ بات بظاہر مشکوٰۃ کے مطالعہ سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اس کی بیشتر حدیثیں شافعی مذہب کے مطابق ہیں اور مولف

مشکوٰۃ نے تلاش و جستجو سے اسی قسم کی حدیثیں جمع کی ہیں حالانکہ اس مقام پر دوسری حدیثیں بھی موجود ہیں جو شوافع کی کتب حدیث میں مذکورہ حدیثوں کی بہ نسبت زیادہ راجح ہیں۔

(مذہب حنفی کی وجوہ ترجیح)

فرمایا مذہب حنفی کی حقانیت و صداقت پر یقین زیادہ غالب ہے اس لئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کمال علم' فقاہت' حدیث' زہد' دیانت و قرب زمان سلف کی صفات سے متصف تھے۔

فرمایا کہ وہ رسالے جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب واحوال میں لکھے گئے ہیں غور کریں تو حقیقت حال واضح ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حاسد بہت تھے۔ وہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کرتے تھے جو ان کے کمال عظمت کی نشانی ہے۔

(دیار عرب میں مذہب وراثۃً نہیں چلتا)

ایک روز تقلید مذہب اور اس کے حکم کے متعلق پوچھا گیا فرمایا اس دیار میں تقلید و اتباع مذہب کا مدار اس امر پر ہے کہ ائمہ اربعہ کے مناقب و حالات کسی ایک شخص کے سامنے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے یہ حالات واوصاف ہیں جس کے ساتھ تمہارے دل کو لگاؤ اور باطن کا میلان و یقین زیادہ ہو' اس کی اتباع کرو' دوسرے جس کے ساتھ اپنا اعتقاد زیادہ ہو اس کی تقلید کرے' لہٰذا اگر کسی کے چار لڑکے ہوں اور ہر ایک ان چار مذہبوں میں کسی ایک مذہب کا پابند ہو درست ہے' مذہب یہاں وراثتاً" نہیں چلتا ہے۔

(مرید کرنے کا طریقہ)

ان کا مرید کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے توبہ و استغفار کراتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ سید الاستغفار پڑھاتے ہیں' تین مرتبہ **استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ**' تین مرتبہ **استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ قولا و فعلا و حاضرا و ناظرا** پڑھاکر ہاتھ پکڑتے ہیں' اللہ سے لولگانے اور عہد توبہ کرانے کے بعد تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کراتے۔

(قضا نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ)

اور اپنی ارادت و مریدی کا اس سے عہد و اقرار لیتے اور پوچھتے کہ تمہاری عمر کتنی ہے مثلاً اس نے بتائی کہ بیس برس ہے تو فرماتے ہیں کہ اپنے پندرہ برس وقت بلوغ سے پہلے کے جو شرعی احکام کے مکلف ہونے سے قبل کا زمانہ ہے' نکال کر ان پانچ برس میں جو بلوغ کے بعد کا زمانہ ہے پورے یا تھوڑے فرائض الٰہی نماز روزہ اگر چھوٹ گیا ہے تو اس کی قضا کرنا چاہئے اس شخص نے اگر اقرار کیا کہ اس مدت میں مثلاً دو سال کا نماز روزہ چھوٹ گیا زیادہ نہیں فرماتے کہ بہت خوب' دو برس کی نمازیں قضا کرو۔

پھر فرماتے کہ یہ مقدار جو تم نے خود مقرر کی ہے ممکن ہے کہ بعض اوقات کی ہو اس کے علاوہ کچھ مرض' سفر' خواب و غفلت کی وجہ سے بھی چند ماہ کی اور چھوٹ گئی ہو' اس لئے ایک سال کا اس میں اور اضافہ کرو تین برس کی نمازیں قضا کرو تاکہ بغیر شک و شبہ فرائض کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہو سکو۔

کوئی اگر نیک و صالح مرد ہوتا جس نے اپنی یاد میں کبھی فرض نہیں چھوڑا ہوتا اسے بھی بطور احتیاط فرماتے کہ بظاہر تم سے کوئی نماز نہیں چھوٹی ہوگی لیکن احتیاط کا تقاضا ہے کہ اندازہ سے ایک مدت مقرر کرنا بہتر ہے۔ یہ عبادت کا کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں' آدمی ہے ممکن ہے کہ کسی وقت کی رہ گئی ہو' ایک دو سال کی نمازیں قضا پڑھو اس میں نقصان کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی عام لوگوں سے ہوتا جس کی ظاہری حالت سے نماز کے چھوڑنے اور اس کے بارے میں سستی کرنے کا گمان ہوتا اسے اقرار کرنے میں شرم محسوس ہوتی اور بتانے میں عار آتا اس سے نہایت عمدہ تدبیروں سے اقرار کراتے اور جتنی مدت کا وہ اقرار کرتا اسے دوگنا کر کے اس کی قضا کا حکم دیتے تھے اس میں رغبت و شوق پیدا کرنے کے لئے مناسب باتیں کرتے' عمدہ قصے سناتے تھے۔

(قضا نمازیں ادا کرنے کا آسان طریقہ)

فرماتے تھے کہ اگر ہرروز دو سو رکعت پڑھ لی جائیں اس طرح کہ سو رکعات دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو رکعات رات کے ابتدائی حصے میں' اس میں بہت آسانی ہے اس طرح ہرروز دس دن کی نمازیں ہو سکتی ہیں پانچ برس کی نمازیں چھ مہینے میں پوری ہو جاتی ہیں اور ہر نماز کے ساتھ اگر قضا بھی پابندی سے پڑھ لو تو یہ بھی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے' لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے' پانچ برس میں جاکر پوری ہوں گی' خدا ہی جانتا ہے کہ عمر بھی وفا کرتی ہے یا نہیں اور نمازوں کا بوجھ سر سے اترتا ہے یا نہیں۔ بہتر ہے کہ ہرروز ایک یا دو وقت ایک یا دو گھنٹے چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کے لئے مقرر کئے جائیں اور وقتی

وقتی نمازوں کے ساتھ انہیں پابندی سے پڑھا جائے۔

(مابین مغرب و عشاء سو رکعتوں کی بآسانی ادائیگی)

فرماتے تھے کہ مابین مغرب و عشاء سو رکعات مختصر قرات سے ضروری تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کرنا آسان ہے اور یہ بفراغت ادا کی جاسکتی ہیں' اسی طرح روزوں کی قضا کی بھی بہت تاکید کرتے تھے۔

روزے چونکہ نمازوں کے مقابلے میں بہت کم چھوٹتے ہیں اس لئے زیادہ سوال کرنے اور سوال میں مبالغہ کی نوبت نہیں آتی تھی اور ایسا ہی حال زکوۃ کا تھا۔

بندگان خدا کے حقوق کی ادائیگی' قرض کی ادائیگی اور چھینی ہوئی چیزوں کو واپس کرنے کی بہت تاکید کرتے تھے' مستحب اوقات میں نماز باجماعت پڑھنے اور ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیتے تھے۔ بعض تاجر' کاریگر' اور دکان پر کام کرنے والوں کو اوقات کی تقسیم اور ترتیب احوال کی نگرانی کی تاکید کرتے تھے۔ مریدوں کو اپنا جو شجرہ دیتے اس کے آخر میں بعض اصل سلسلہ مشائخ کے ایام عرس کو بھی وضاحت سے تحریر فرماتے تھے۔

اس حقیر نے ایک دن ان عرسوں کی صحت سند اور ان ایام کی محافظت کے متعلق پوچھا کہ یہ کیسی ہے۔

(عرس کی حیثیت)

فرمایا یہ جو بعض صوفیہ کرتے ہیں یہ ان کی عادت و طریقہ ہے یہ طریقت کے ارکان و آداب سے نہیں ہے۔ اس قسم کے امور کو ان کی خصوصیات سے قطع نظر کر کے کرنا چاہئے' مہمانداری و دعوت ہمیشہ سے بہتر و

پسندیدہ ہے۔

عرض کیا گیا کہ اگر کوئی اس وجہ سے کہ تعیین روز میں کراہت کا اندیشہ و خلجان ہے دوسرے روز کرے تو کیا ہے۔

فرمایا یہ بہت بہتر ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ بعض مشائخ نے کہا کہ دن کی خصوصیت میں جو ان کے حق تعالیٰ سے وصال و وصول کا دن ہوتا ہے ایک خاص برکت و نفع ہے اس وجہ سے اس دن کی پابندی کی گئی ہے اس کے بعد کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ بعض متاخرین صوفیہ کا خیال ہے کہ مشائخ سلف کے یہاں یہ امر نہ تھا اس کے باوجود یہ ایک مباح فعل ہے۔

عرض کیا گیا کہ اگر کسی کو مشائخ کے سلسلہ طریقہ و واسطہ کے بغیر ہی فیض الٰہی اور کمال حال حاصل ہوجائے وہ مرید کرسکتا ہے اور ہدایت و رہنمائی کی خدمت انجام دے سکتا ہے اور خلافت بخش سکتا ہے۔

فرمایا ہدایت و ارشاد اور اجازت ایک ایسا معاملہ ہے جو کمال علم و قوت حال پر موقوف ہے' اگر کسی کو یہ بات حاصل ہے تو شرعاً و عقلاً اسے ایسا کرنا جائز ہے ممنوع نہیں۔ البتہ مشائخ کا طریقہ اور ان کا دستور یہ ہے کہ صوفیہ کی طرف سے جانشینی و اجازت کے بغیر کسی کو مجاز و خلیفہ قرار نہیں دیا جاتا۔

(شیخ احمد زروق ؒ)

فرمایا سیدی شیخ احمد زروق جو قواعد الطریقہ کے مصنف اور حکم ابن عطاء اللہ کے شارح ہیں وہ بچپن میں فیض الٰہی سے ممتاز ہوچکے تھے اور علم و عمل اور حال میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے جب مدینہ منورہ پہنچے اور شیخ احمد بن

موسیٰ نے، جو سن رسیدہ بزرگ و صوفی اور سو سے تجاوز کر گئے تھے، سیدی احمد زروق کو دیکھا تو ان سے استفاضہ و ارشاد و خلافت کی درخواست کی، سیدی زروق نے عرض کیا مجھے کسی جگہ سے خلافت نہیں ملی اور کسی سے بیعت کی اجازت نہیں ہے تمہیں کیونکر خلافت دے سکتا ہوں شیخ احمد نبشہشی نے فرمایا ہمیں شاذلیہ طریقہ میں اجازت حاصل ہے، ہم سے اجازت لو پھر فیض پہنچاؤ، چنانچہ سیدی زروق نے شیخ موصوف سے شاذلیہ طریقہ میں اجازت و خلافت حاصل کی پھر انہیں خلافت دی اور بہت مستفید کیا، اسی سے اس د، ر کا سلسلہ شروع ہوا پہلے یہ سلسلہ شیخ احمد کو پہنچا ہے اس کے بعد سید احمد کو پھر سیدی شیخ احمد سے شیخ احمد کو، اس کے بعد آگے چلتا ہے۔

(دیار عرب و عجم میں شیخ کے مرید)

حضرت شیخ کے مرید و معتقد سلطنت دکن، گجرات، یمن، مصر، شام و مغرب میں بہت ہیں لیکن وہ سب سے مستغنی و بے نیاز ہیں کبھی کسی معتقد وغیرہ سے حد اعتدال و مقتضائے حق سے زیادہ اور دائرہ انصاف سے خارج و خوشامد و تواضع برداشت نہیں کرتے۔ اہم دینی و دنیوی امور میں حق تعالیٰ کے سوا کسی سے التجاو مدد نہیں چاہتے ہیں۔

(خدمت نہ لینے کا عہد و پیمان)

ابتدائی ایام میں ایک زمانے تک جب مجرد و تنہا تھے بدن میں جان تھی اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کیا تھا کہ کام اپنے ہاتھ سے کریں گے کسی سے کام کے لئے نہیں کہیں گے خادم نہیں رکھیں گے لیکن جب سے اہل و عیال ہیں گھر اور

باہر کی ضرورت بھی بہت ہوگئی ہیں، بدن میں جان بھی نہیں ہے، خدام و رشتہ داروں سے کام کاج کو کہتے ہیں، کار برآری کی یہ تدبیر کرتے ہیں لیکن اس میں بھی بے تعلقی و بے نیازی کی شان پائی جاتی ہے۔

(قبولیت)

بڑے بڑے علماء اور مکہ کے سربر آوردہ لوگ ان کی مجلس میں آتے ہیں دعاء و فاتحہ کی درخواست کرتے ہیں مگر یہ اپنی نشست و برخواست کی وضع اور انداز گفتگو نہیں بدلتے، عرب اگر کہتے ہیں یا سیدی ادعولنا ولا تنسونا جناب عالی ہمارے لئے دعا کیجئے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیے تو بڑی عزیمت و یقین سے فرماتے ہیں انشاء اللہ، انشاء اللہ۔ یہ فرماتے وقت نہ ان کی حالت میں کسی قسم کا اضطراب پیدا ہوتا اور نہ اس میں کسی قسم کا کوئی مبالغہ آرائی ہوتی ہے۔

(ایام منیٰ میں قاضی مالکی کے مکان میں قیام)

قاضی محمد بن قاضی عبدالحق مالکی صاحب مقام مالکی جو مکہ معظمہ کے سربر آوردہ و ناموروں سے تھے شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں بہت آتے جاتے تھے اور بہت عقیدت رکھتے تھے، انہوں نے حج کے زمانے میں اپنے منیٰ کے مکانوں میں ایک مکان خاص شیخ کے فروکش ہونے کے لئے خاص کیا ہوا تھا لیکن قاضی کی عادت تھی کہ وہ منیٰ میں جانے سے ایک دن پہلے ان کے پاس آتا اور اس مکان میں قیام کی درخواست کرتا تھا۔ ایک سال ایسا ہوا کہ وہ غفلت سے ایک سابقہ طے شدہ امر کی وجہ سے خدمت میں حاضر نہ ہو سکا اور درخواست نہ کر سکا، انہوں نے اس امر کا اظہار نہیں کیا اس کے مکان میں

نہیں اترے اپنے قیام منیٰ کے لئے ایک مکان کرایہ پر لیا لیکن قاضی مالکی سے نہ کبھی اس امر کا شکوہ کیا نہ شکایت کی، دوسرے سال وہ قاضی ان کی خدمت میں آیا اور حسب دستور قیام کی درخواست کی، قبول فرمائی اس کے مکان میں اترے، لیکن پار سال کیوں نہیں آئے اور مکان میں قیام کے لئے کیوں نہیں کہا، اس کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔

(شیخ صالح سندھی کا شیخ کے مکان میں در آنا)

ایک روز منیٰ کے مکانات اور ان کی صحت و فساد بیع و اجارہ کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ایک بار ہم نے ایک مکان منیٰ میں کرایہ پر لیا تھا لیکن اس حکم فقہی کی بنا پر کہ اس پاک سرزمین اور منیٰ کے مکانات کی خرید و فروخت جائز نہیں اور انہیں کرایہ پر لینا درست نہیں اور ان باتوں سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی، ہم سے پہلے اس مکان میں شیخ رحمۃ اللہ سندھی کے بھائی شیخ صالح سندھی آکر بیٹھ گئے ہم دوسری جگہ چلے گئے اور ان سے بحث و تکرار نہیں کی بلکہ ان کی ضیافت کی خاطر کھانا اور میوہ بھیجا اور ہم نے کہا انہوں نے بہت اچھا کیا کہ اس مکان میں آکر بیٹھ گئے، انہیں مبارک ہو۔

(میر بادشاہ کا معمول)

فرمایا کہ میر بادشاہ جو علماء عجم سے اور مولانا عصام الدین ابراہیم کے شاگرد مکہ معظمہ میں سکونت پذیر تھے وہ منیٰ کے مکانات میں سے، جس کسی مکان میں چاہتے آکر بیٹھ جاتے اور کسی کو منع کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔

بینائی کمزور ہو جانے کے بعد شیخ ہر آنے والے کی تعظیم و تکریم کی

خاطر کھڑے نہیں ہوتے تھے البتہ اگر کوئی درویش و صاحب کمال پہلی مرتبہ ملاقات کے لئے آتا تو اور بات ہے۔

(نازک مزاجی و عفو و درگزر)

عوام الناس میں جو ان کے مرید و عقیدت مند ہیں، وہ انصاف و آداب کی رعایت جو ارادت و بیعت کی حقیقی شرط ہے، ملحوظ نہیں رکھتے یا ان سے خدمت کی بجا آوری و حقوق کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں، معاف کرتے ہیں، آداب کی رعایت ملحوظ نہ رکھنے پر باز پرس بھی نہیں کرتے ہیں مگر حقوق اللہ و حقوق العباد، جو شرعی حق ہیں، حسب حیثیت ضعیف و قوی ہر ایک سے باز پرس کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اس امر میں تساہل اور سستی کو پسند نہیں کرتے، موصوف بہت نازک مزاج ہیں، لیکن شائستہ اخلاق و غلبہ حقانیت کی وجہ سے ان پر عفو و درگزر غالب ہے۔

(شرعی حقوق حقوق العباد و حقوق اللہ میں باز پرس)

شاہ محمد، اہل علم و خوشنویسوں میں تھا، وہ گجرات کے شہر بھڑوچ سے آکر مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہو گیا، برسوں ان کی خدمت میں رہ کر تربیت پائی، علوم کی تحصیل کی اور ایسا تعلق و ارادت قائم کیا کہ بعض لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ شاید یہ ان کے خلیفہ و جانشین ہو جائیں گے، اتفاقاً اس سے نفسانیت کی وجہ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی جس کی وجہ سے ان کا دل اس سے میلا ہو گیا پھر وہ اس غلطی سے باز نہیں آیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اہل عجم سے کوئی شخص دو گجراتی لڑکوں کو غلام بنا کر مکہ معظمہ لے آیا، ان دونوں غلاموں نے قاضی کے سامنے حاضر ہو کر اصلاً آزاد ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو سید زادہ

کہہ کر عدالت میں اس عجمی کے ہاتھوں سے چھٹکارا پایا ان دو لڑکوں میں سے ایک لڑکا اس شاہ محمد کے پاس آیا اور خدمت کرنے لگا۔ آخر میں شاہ محمد نے کج خلقی کا مظاہرہ کیا اس سے سختی سے پیش آنے لگا اسے غلام کہنے لگا ایک دن شاہ محمد نے اسے مارا اور سخت مارا' وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر شاہ محمد کے ظلم کی فریاد کرنے لگا' شیخ نے اسے ظلم و زیادتی سے روکا' ان میں صلح صفائی کرائی اور یہ شرط عہد و پیمان لیا کہ نہ اس کا دل دکھائے نہ ظلم کرے' نہ مارے۔ پھر شاہ محمد اس کو ان کے پاس لے آیا اور ایسا مارا کہ وہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ شیخ کو بہت رنج ہوا اور اس کو اپنی مجلس میں بیٹھنے سے منع کر دیا' محبت و عنایت کا تعلق اس سے منقطع کر لیا اس نے آکر بہت معذرت کی' شیخ کو راضی کرنا چاہا' فرمایا ہم راضی ہیں بشرطیکہ تم اس لڑکے کو بھی راضی کرو' اپنے قصور کی اس سے معافی مانگو' کیونکہ تم نے جو تقصیر کی ہے وہ اس کے حق میں کی ہے نہ کہ ہمارے حق میں' جو ہمارے حق میں قصور کیا ہے ہم نے معاف کیا اور درگزر کی لیکن جس کا تعلق اس لڑکے سے ہے اس کی عذر خواہی کیجئے۔ وہ نفسانیت کی بنا پر اس لڑکے سے معذرت خواہی پر آمادہ نہ ہوا۔ ایک روز وہ شخص اپنا منہ کالا کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میری غلطی معاف کریں' فرمایا اب تم نے برا اور خلاف شرع کام کر کے ہمیں رنجیدہ کیا اب بھی شرط وہی ہے کہ اس لڑکے کو راضی کرو۔ آخر یہ شاہ محمد ان کی ہم نشینی کی سعادت سے محروم ہو گیا۔ اللہ ہی جانتا ہے اس کا کیا انجام ہو گا اب دنیا میں ایسا گرفتار ہوا ہے کہ اسے دنیا کے سوا کوئی کام نہیں رہا ہے رات دن مقدموں اور جھگڑوں میں پھنسا رہتا ہے۔ ہمیشہ لوگوں کی وکالت و گواہی میں گرفتار ہے۔ **نعوذ باللہ من**

الحور بعد الکور

لیکن ان کی زبان پر ہرگز یہ قصہ نہیں' نہ کبھی اس کی طرف سے کوئی حرف شکایت سنا گیا اور نہ کبھی اس کے اقرار و انکار کے متعلق کچھ کہا۔

بعد وفات شیخ یہ شخص آخر میں بیجا پور آیا' اغیار سے میل جول پیدا کیا اور یہیں مر گیا۔

(آداب مجلس)

فقیر نے یہ قصہ لوگوں کی زبانی سنا اور ان کے خدام کی مجال نہیں کہ ان کی مجلس میں کسی کی اہانت کریں' برے نام سے یاد کریں یا غیبت کریں۔

گاہ بگاہ اثناء درس یا دوران حکایت جب کبھی عفو و درگزر کی بات آئی' احتمال ہوتا کہ حاضرین میں سے کسی کے دل میں اس شاہ محمد کا قصہ آتا ہو اور شیخ کا اس سے درگزر نہ کرنے کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہو' اس خیال کی تردید کے لئے فرماتے جس امر کا تعلق اپنے حق سے ہو' اسے معاف کرنا چاہئے لیکن آدمی دوسرے کے حق کو معاف نہیں کر سکتا۔

فرماتے تھے بعض مشائخ نے کہا کہ شیخ کی ناراضگی کا اثر کسی شخص کے حق میں جسے سعادت سے کوئی حصہ نہیں ملا' شیخ کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ وہ بالذات رحیم و مہربان ہوتے ہیں وہ اگر کسی کو عاجز اور کسی مصیبت میں گرفتار پاتے ہیں تو اس کی بخشش کی سعی کرتے ہیں چنانچہ اس کا اثر شیخ کی موت کے بعد ظاہر ہوتا ہے پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہوتا حسرت و ندامت کے سوا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ **نعوذ باللہ من ذالک**

(شیخ کی خوشنودی کا اثر)

اسی طرح شیخ کی خوشنودی کا اثر بھی شیخ کی زندگی میں کمتر ہی ظاہر ہوتا ہے جب تک وہ زندہ رہتے ہیں ان کے مرید کا رتبہ جس پر اس کو ممتاز کیا ہوتا ہے ظاہر نہیں ہوتا محض اس وجہ سے کہ کہیں اس کو کبرو عجب کا گمان نہ ہو اور وہ شیخ کے ساتھ مساوات کا دعویٰ نہ کر بیٹھے یا شیخ کو اس پر غیرت آئے اور وہ اس کی رسوائی و بربادی کا سبب نہ بن جائے۔

عرض کیا گیا' ہو سکتا ہے مرید کے مرتبہ کے ظاہر نہ ہونے کا سبب شیخ کی ولایت کے انوار کا غلبہ ہو' فرمایا ہو سکتا ہے۔

فرمایا ایک ہندوستانی تھا وہ بظاہر صوفیہ کا لباس پہنتا تھا' مشائخ کی باتوں اور ان کی مصطلحات سے مناسبت کا بھی اظہار کرتا تھا ہمارے پاس بھی آتا تھا محبت و عقیدت کا دم بھرتا تھا' تواضع و انکساری بہت کرتا تھا لیکن اس کا باطن الحاد و ملمع سازی اور جھوٹ سے پاک نہ تھا۔

(مجلس سے اخراج)

ایک روز بعض احادیث میں جو بظاہر متعارض اور ایک دوسری کی ضد معلوم ہوتی تھیں جن میں تطبیق و موافقت میں تردد تھا گفتگو کر رہے تھے ناگاہ اس کے باطن میں کوئی تحریک ہوئی اور کہا یہ ساری خرابی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ رسالت مآب ﷺ ہر شخص سے ایک خاص انداز میں گفتگو فرماتے تھے اور اس کے مزاج کے مطابق بات کہتے تھے' دین کا کاروبار اور حق کا معاملہ اس مقام سے غیر مرتب و بے ربط ہوا ہے اسی قسم کی چند ملحدانہ باتیں کیں جن کی وجہ سے ہم حیران ہوئے پھر اس کی صحبت سے بیزار ہو گئے اس کو اپنے یہاں

سے نکال دیا اور اس سے کہہ دیا تم ہماری مجلس میں نہ آنا' ہمیں اب اپنا منہ نہ دکھانا۔ یہ قصہ ایک مرد ہندی کا سنا مگر اس کی تعیین نہیں کی لیکن ایک دوسری بات کہ وہ شخص ہندوستان سے ان مقامات مقدسہ کی طرف گیا تھا خدا ہی بہتر جانتا ہے پہلا وہ شخص یہی تھا یا کوئی اور تھا۔

فرمایا ہم نے اس سے کہا تمہیں قادریہ سے نسبت کا دعویٰ ہے تم اپنا انتساب حضرت شیخ جیلانی سے کرتے ہو' آؤ ذرا دیکھو' انہوں نے کیا کہا ہے' تصوف میں ان کا طریق کار کیا ہے۔ یہ فتوح الغیب حضرت غوث پاک کے کلام پر مشتمل ہے پڑھو اس پر عمل کرو' ان کے طریقہ کی پیروی کرو' انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر قائم رہو۔ یہ بات جو ہم نے اس سے کہی تو بہت پیچ و تاب کھانے لگا' بہت غضبناک ہوا' بہت چیخا چلایا' کہنے لگا ہماری امام زمانہ سے دوستی ہے اور ہمارا اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا' ہم اسی سرچشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں جو شیعہ مذہب میں ہوتی ہیں کرنے لگا۔ فرمایا پھر وہ ہمارے پاس نہیں آیا۔

(مہدویوں کی گرفت سے چھٹکارا)

اسی قصہ کے سلسلہ میں بات مہدویہ کے عقائد و گمراہ فرقوں کے متعلق چل نکلی' فرمایا اس زمانے میں جب ہم شیخ کی وفات کے بعد احمد آباد پہنچے ان مہدویوں کو بھی ہماری آمد کی خبر ہوئی انہیں چونکہ ہمارے شیخ اور ان کے سلسلہ سے دشمنی تھی اس وجہ سے ہمیں ایذا پہنچانے اور ہم سے انتقام لینے کے لئے نکل آئے ہمارے مکان کے دروازے پر آکر بیٹھ گئے کہنے لگے اب تم خود ہماری قید میں آ گئے کہاں جا سکتے ہو ہم نے مال و اسباب مکان میں چھوڑا اور

دیوار پھاند کر باہر نکل آئے ہمارا ایک دوست احمد آباد کی نہر کے پاس کھڑا گھوڑے کو پانی پلا رہا تھا ہم اس پر سوار ہو گئے اور دو تین منزل کو ایک ہی منزل قرار دے کر سورت کی طرف نکل گئے۔

(مہدویوں اور شیعوں میں فرق)

عرض کیا گیا کہ یہ مہدویہ زیادہ گمراہ اور برے ہیں یا شیعہ فرمایا کہ شیعوں کے دلائل و شبہات ہیں جن میں ان سے غلطی ہوئی ہے اس کی وجہ سے انہوں نے غلط راستہ اختیار کیا ہے لیکن اس جماعت کے پاس کوئی دلیل و شبہ نہیں ہے جس سے استدلال کرتے ہوں جہل محض تعصب و گمراہی ہے انہوں نے اپنا ایک عقیدہ تراش لیا ہے۔

(اخفاء حالات و کرامات)

شیخ عبدالوہاب متقی کا طریقہ حالات و کرامات اور اسرار کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں اس حد کو پہنچا ہوا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس باب میں جو حوصلہ و قوت انہیں حاصل ہے وہ عجائبات سے ہے کوئی طالب علم اگر دس برس بھی ان کی خدمت میں رہے تو اس سے اس کی اصلاح کے سوا اس سلسلہ کی کبھی کوئی بات نہیں کریں اور اسے ہرگز اس کے بھید سے آگاہ نہ کریں، مگر جس کو اس راہ کا طالب سمجھیں اور اس کام کا اہل پائیں۔

یہ مذاکرہ علم و درس میں انہماک ان کے احوال کا پردہ ہے چنانچہ بیشتر عوام انہیں عالم خفیہ سمجھتے ہیں حالانکہ اتباع شریعت کا نور اور دلیل ولایت ان کی جبین حال پر اس طرح روشن ہے کہ آشنا و بیگانہ دونوں اس کا برابر ذکر کرتے ہیں۔

(شیخ علی متقی کی وزیر قاضی حسین مالکی کو زجر و توبیخ)

قاضی حسین مالکی کہ مکہ معظمہ میں بہت دنیادار ظالم وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر ممتاز تھا تمام امور سلطنت و مہمات مملکت یہی انجام دیتا تھا اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے اسے شیخ علی متقی کے جناب میں نیاز مندی کی نسبت حاصل تھی بارہا شیخ رحمتہ اللہ کے پاس آتا اور شیخ ؒ اسے ملامت اور زجر و توبیخ کرتے یہ چنیں و چناں کئے بغیر سب کچھ سنتا روتا اور کہتا میں آپ کا خادم ہوں میرے پاس آپ کی محبت کے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے میں جانتا ہوں میں بدکار ہوں اور سب سے برا انسان ہوں لیکن میں آپ کے متوسلین سے ہوں وہ جب ان کی مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی برداشت و تواضع سے ہم کو شرمندہ کرتا ہے اور اتنی برداشت و تحمل سے کام لیتا ہے کہ آدمی بے اختیار ہو کر اس کے لئے دعا کرنے لگتا ہے اور اس سے خوش ہو جاتا ہے۔

(عبدالوہاب متقی اور قاضی حسین مالکی)

شیخ علی متقی کی وفات کے بعد قاضی حسین مالکی کو جب یہ معلوم ہوا کہ شیخ عبدالوہاب متقی ان کے خلیفہ مطلق اور شیخ کے محرم اسرار ہیں وہ ان سے رجوع ہوا بہت نیاز مندی سے پیش آیا چاہا کہ ان کی خدمت میں حاضری دیا کرے وہ اس کی آمد سے خوش نہیں تھے جب سنتے کہ اس نے آنے کا ارادہ کیا یا وہ آ رہا ہے اپنی جھولی اٹھاتے اور سجادہ شانہ پر ڈال کر اس جگہ سے اٹھ کر اپنے گوشہ میں چلے جاتے' آخر سنا کہ وہ چاہتا ہے کہ اچانک ان کے حضور

آجائے اور وہ ملاقات پر مصر ہے تو دوسرے دن خود اس کے گھر پہنچے وہ حیران ہو گیا اس نے حالات معلوم کئے اور پوچھنے لگا کہ کیوں تکلیف کی فرمایا ہم فقیر ہیں حاجتمند ہیں تم سے امداد و اعانت کے خواہاں ہیں اور اپنی احتیاج و انکساری کا اظہار کیا اسے ان سے جو عقیدت و نیاز مندی کا تعلق قائم ہوا تھا وہ جاتا رہا اس تدبیر سے اس کی عقیدت کو ختم کرایا۔

(اخفاء حال میں احتیاط و بیان مقصود پر اکتفاء)

ان کی گفتگو میں اس حد تک احتیاط ملحوظ ہوتی کہ جو محرم اسرار نہیں ہوتا اس سے ہرگز حقائق و معارف کی بات نہیں کرتے اور خاص حالات کے متعلق بات زبان پر نہیں لاتے نہ ہی کوئی بات اپنی تعریف میں کرتے ہیں اور کوئی راز اور بھید ان پر منکشف ہوتا ہے اسے بھی افشا نہیں کرتے اور کسی وجہ سے کوئی بات کہنی ہوتی ہے تو اتنی ہی بات زبان سے نکالتے ہیں جو اصل مقصود کو کفایت کرتی ہے۔

وہ ایک حکایت کے دو حصے کرتے ہیں ایک حصہ وہ جس کی اس مقام میں حاجت ہوتی ہے وہی بیان کرتے ہیں اور وہ بیان کرتے وقت یہ نہیں فرماتے کہ ہم پر ایسا گزرا ہے یا ہمیں ایسا کشف ہوا ہے بات عام کرتے ہیں جس سے پوچھنے اور سننے والے کا مقصد پورا ہو جائے اس بات کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔

ایک بار خلوت میں بعض خدام نے چوری کر کے فقیر کا دل توڑا ان کی خدمت میں جب یہ بات عرض کی گئی تو فرمایا کہ تمہارے گھر سے تمہاری چوری، تمہیں مبارک ہو اس لئے کہ یہ اس درگاہ کی قبولیت کی علامت ہے۔

(خانہ خدا میں چوری)

دوسری بار ایک اور شخص آیا اس نے اپنی کمزوری و بیماری کا شکوہ کیا کہ میری کچھ چیزیں بھی یہاں سے گم ہو گئی ہیں بعض چیزیں چرائی گئی ہیں، فرمایا یہ گھر خدا کا گھر ہے جو کوئی کسی کے گھر آتا ہے صاحب خانہ اس کی مہمانی کرتا ہے اور خانہ خدا کے زائرین کی ضیافت حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ہے کہ انہیں بیمار ڈالتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو مہمانی میں اضافہ کرتا ہے جس طرح کھانے پر حلوا کھلاتے ہیں وہ مال بھی چوری کراتا ہے اور اگر اس پر اس سے زیادہ عنایت کرتا ہے تو میوہ پیش کرتا ہے اور اسی طرح مخلوق میں سے کسی کو اس پر مسلط کرتا ہے جو اس کو تکلیف دیتے اور رنج پہنچاتے ہیں فقیر سمجھا یہ بات سلف کے حصوں میں آئی ہو گی اس وقت حضرت شیخ کے سامنے جب حکم کبیر پیش کی گئی اس موقعہ پر یہی مضمون نکلا بیان کیا گیا بعض صلحاء نے رب العزت کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ پروردگار! تیرے گھر زائرین کی ضیافت کیا ہے فرمایا کہ میری ان کے لئے ضیافت یہ ہے کہ میں ان پر بیماری مسلط کرتا ہوں اس وقت فرمایا کہ شیخ کی مراد بعض صالحین سے یہ فقیر ہے کہ جو ان رویاء سے مشرف ہوا ہے۔

(رسائل و تصانیف شیخ عبدالوہاب متقی کا حکم)

فقیر کو چند سال ان کی خدمت میں گزارنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ میں کبھی انہوں نے اس امر کا اظہار نہیں کیا کہ ان کی بھی تصنیفات ہیں انہوں نے بھی کچھ رسالے لکھے ہیں مگر انہی کتابوں اور رسالوں کا جن کا ذکر حدیث کی کتابوں کی قرات کی وجہ سے ضروری ہوا جیسے اسماء الرجال وغیرہ میں بعض تعلیقات۔

(ذکر واذکار کے لئے اوقات کی تعیین)

ان ایام میں جب ان سے رخصت کا زمانہ قریب ہوا عرض کیا گیا کہ اگر رات دن میں ذکر کے لئے کوئی وقت مقرر و متعین کیا جائے تو اجازت ہے فرمایا کیوں نہیں تہجد کی نماز کے بعد سحر کا وقت اس کام کے لئے خوب ہے یا کوئی اور وقت خلوت میں مقرر کر لیں عرض کیا گیا کہ اس کا بھی کوئی خاص طریقہ ہو گا۔

فرمایا بعض باتیں اپنے رسائل میں لکھی ہیں انہیں دیکھو اور ان پر عمل کرو وہ رسالہ دوستوں میں کسی کے پاس ہو گا لے لو اس زمانے میں اس وجہ سے بتایا کہ اس موضوع پر ان کا بھی رسالہ ہے جب دوستوں کے پاس تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بہت سے رسائل لکھے تھے کاش اس سے پہلے معلوم ہو جاتا تو ان کی نقل کی جا سکتی تھی۔

اس فقیر کو جب شیخ کے انوار استقامت کے مشاہدہ و آثار فضائل ملاحظہ میں آئے اور ان کے مناقب و کمالات مشائخ حرمین و فقراء سے سننے کا اتفاق ہوا تو ان سے ربط و محبت اور عقیدت و نیاز مندی کی نسبت حاصل ہوئی تھی۔

دو برس کے بعد ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ فقیر اپنے اندر شیخ اور ان کے خدام کی نسبت نیاز مندی کا علاقہ و ربط بہت استوار پاتا ہے گویا بطور علم بدیہی ان کی ولایت و بزرگی اپنے باطن میں محسوس کرتا ہے اور ہم جیسوں کو اس کی قابلیت کہاں کہ اولیاء اللہ کے احوال اور ان کے اسرار ولایت کی حقیقت سے واقف ہوں کبھی کبھار اگر سیاحت کے زمانے اور مکہ

معظمہ کے قیام کے دوران شیخ علی متقی کی صحبت و ہمنشینی سے پہلے اور بعد میں جو حالات گزرے ہیں ان سے آگاہی بخشیں اور ان کے تذکرہ سے مستفید فرمائیں تو اس عاجز کے لئے موجب سعادت ہو گا اس امر میں بہت اصرار کیا گیا بہت ہی صدق دل و نیاز مندی سے یہ بات بار بار ان کی خدمت میں عرض کی گئی تھی۔

اس سے پہلے ایک بار انہوں نے فرمایا تھا کہ میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ وہ کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص کو اس حقیر فقیر کا نام لے کر فرماتے ہیں کہ اپنی بیاض کو ٹھیک کر لو اور اس میں جو فوائد سنو اور دیکھو لکھو اور جمع کرو۔

(شیخ کے حالات قلمبند کرنے کی آرزو اور درخواست)

اب عرض کیا گیا کہ اس غیبی اشارہ کی بناء پر جس کے متعلق موصوف فرماتے تھے وہ یہ ہے کہ بندہ حضرت سے جو فوائد سنتا ہے جمع کرتا ہے وہ فوائد جو ان کے احوال و اوصاف سے متعلق ہوں گے وہ کتنے اعلیٰ ہوں گے چنانچہ کبھی کبھار کسی قصہ کے ضمن میں یا کسی مناسبت کی وجہ سے اثناء کلام میں کوئی بات ان فوائد سے بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔

باب سوم

اس میں شیخ کے کچھ مناقب و کرامات، احوال و مقامات، ریاضات و مجاہدات کا بیان ہے جو صغر سنی سے اب تک ظاہر ہوئے اور وجود میں آئے ہیں۔

پہلے جو چیز عارض حال و التماس توجہ و عنایت کے بعد ان سے دریافت کی گئی اور ان کی خدمت میں پیش کی گئی وہ یہ قصہ تھا کہ یہ فقیر ایک مدت سے بعض یمن کے درویش و مشائخ حرمین سے موصوف کی نسبت سنتا رہا ہے فرماتے ہیں کہ یہ شیخ ابوالعباس مرسی ؒ کے قدم بقدم ہیں اس مقولہ کی حقیقت کیا ہے۔

مسکرائے پھر فرمایا ہم کیا جانیں کہ وہ یہ کس بناء پر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ یہ کہاں سے کہتے ہیں اس کے بعد انہوں نے شیخ ابوالعباس مرسی کے مناقب بیان کرنا شروع کئے فرمایا کہ وہ شیخ ابوالحسن شاذلی کے شاگرد اور شیخ ابن عطاء اللہ صاحب الحکم کے استاد ہیں اور شیخ ابن عطاء اللہ کی ایک تصنیف جس کا نام لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی العباس و شیخہ ابی الحسن ہے یہ بڑے بزرگ تھے۔

(شیخ ابوالعباس مرسی کا کشف)

ایک زمانہ میں بادشاہ وقت کا ان کے متعلق اعتقاد اچھا نہ تھا ان کے ورع و تقویٰ کشف و کرامات کا امتحان لینے کے لئے ان کی دعوت کی دو طرح کا کھانا پکایا گیا ایک حلال قسم کا کھانا جیسے مرغی، بکری وغیرہ پھر دوسرے حرام قسم کی

چیزیں جیسے کتا بلی اور اسی طرح کے جانور وغیرہ اپنے ندیم سے کہا کہ لوگوں کو دو صفوں میں بٹھائیں، شیخ اور ان کے درویشوں کو ایک طرف ان کے سامنے حرام کھانے چنیں اور امراء اور سپاہیوں کو دوسری طرف بٹھائیں ان کے سامنے حلال کھانے رکھیں حرام و حلال کی علامت اور نشانی برتنوں کو قرار دیا تاکہ حرام و حلال کھانے مشتبہ نہ ہو جائیں، شیخ پر یہ بات بھی مجلس میں منکشف ہوئی وہ کھڑے ہوگئے اور آستین پوچھنے لگے فرمایا آج ہم اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں گے چنانچہ انہوں نے ان حلال کھانوں کو اٹھا کر درویشوں کے سامنے رکھا اور حرام کھانوں کو امراء کے سامنے چنا اور یہ آیت پڑھی۔

الخبیثات للخبیثین و الخبیثون للخبیثات ○ والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات (النور آیت ۲۶)

پھر بادشاہ اپنی بدگمانی سے باز آیا توبہ کی معذرت کرنے لگا اس مجلس میں یہی حکایت شیخ ابوالعباس مرسی کی نقل کی اور اس فقیر کے جواب پر کچھ اضافہ نہیں کیا فقیر کے دل میں اس کا انتظار رہا تا آنکہ ایک مدت کے بعد کسی سابقہ سوال کے بغیر فرمایا کہ پارسال تم سے ایک حکایت بیان کی تھی تمہیں یاد ہوگی اس حکایت کا ایک حصہ و تتمہ ہے جو اس وقت بیان نہیں کیا گیا تھا اور وہ حکایت جو پار سال کہی ن وہ یہ تھی کہ نور محمد حسن نام ایک مرد مولانا محمد طاہر کے خدام میں سے تھا اور وہ مولانا کی خدمت کی وجہ سے شیخ کی زندگی ہی میں مکہ معظمہ آگیا تھا اور اس عقیدت و محبت کی وجہ سے جو مولانا موصوف کو حضرت شیخ سے تھی انہوں نے شیخ کی سرائے میں خلوت اختیار کی اس جگہ اس کا قیام تھا کہ ناگاہ بیمار پڑ گیا بیماری بڑھ گئی کبھی کبھی اس کی عیادت کرتے تھے ایک رات سرور کائنات ﷺ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں اس شخص سے ملو اور اس کے لئے

استقامت دینی کی دعاکرو اور اس بیمار آدمی کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں' اس کے پاس جاؤ اس کی مدد کرو ہم بیدار ہوئے اٹھ کر ان کے پاس پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جانکنی کی حالت میں ہے اس کے سرہانے بیٹھ گئے ذکر و فکر میں مشغول ہوئے قرآن اور ادعیہ واذکار جو بھی وقت کے مناسب تھے پڑھے اور اس نے یہ آیت پڑھی۔

(یثبت اللّٰہ الذین آمنوا بالقول الثابت)

پھر اس نے جان جان آفرین کے سپرد کی اس کا آیت پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ثبتہ اللہ تو اس کو ثابت قدم رکھ کے مضمون کی علامت و نشانی تھی ایک شوق و حضور باطن میں پیدا ہوا ہم رات کو خواب میں اس کی قبر کے سرہانے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ آدمی ظاہر ہوا اور ہمارے پاس آیا کہنے لگا جزاکم اللہ خیرا

حق تعالی نے تمہاری توجہ و استقامت کی وجہ سے مجھے شیطان کے شر اور اس کے وسوسوں سے جو وہ نزع کے وقت پیدا کرتا ہے نجات دی اور مجھے شیخ کے مکان کے قریب ہی جنت میں گھر عنایت کیا اس معاملہ کو شیخ کی خدمت میں عرض کیا شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی مجلس میں موجود تھے۔ شیخ اور ہم رونے لگے۔

(خواب میں جنت کی سیر)

یہ حکایت تھی جو پار سال شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کے ذکر کی وجہ سے بیان کی تھی اور اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا تھا اور اس امر کی طرف اشارہ تک نہیں کیا تھا آج فرمایا اس حکایت کا تمتہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کو ہم نے خواب میں دیکھا اس نے ہم سے کہا کہ آیئے اور میری منزل کی سیر کیجئے ہم

اس کے مکان کے دروازہ پر گئے بہت بلند دروازہ تھا ہم اس میں سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے اندر پہنچے گھر دیکھا بہت سجا ہوا اور جواہرات سے آراستہ ایسا جیسے جنت کے مکانات کی تعریف کی گئی ہے ایک زمانہ کے بعد ہم اس سے اجازت لے کر باہر آئے دروازے سے باہر تک ہمیں چھوڑنے آیا جب ہم باہر جنت میں آگئے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس پر ولایت و بزرگی کے آثار نمایاں تھے وہ بڑے تپاک سے ملا' سلام کیا۔

(جنت میں شیخ ابوالعباس مرسی سے ملاقات)

بہت محبت کا اظہار کیا گھر کے اندر آنے کی درخواست کی ہم نے کہا ہم تم سے واقف نہیں اور تم ہمیں نہیں جانتے ہم کیسے تمہارے گھر میں آئیں اس نے کہا کہ اگرچہ بخدا ہم بظاہر ایک دوسرے سے آشنا و شناسا نہیں ہیں لیکن باطن میں ہمارے اور تمہارے درمیان اتحاد و یگانگی کی نسبت موجود ہے۔ تمہیں ہمارے گھر ضرور آنا چاہئے چنانچہ ہم اس کے گھر میں گئے یہ گھر پہلے گھر سے جس میں وہ شخص رہتا تھا حسن و خوبی میں سو درجے بڑھا ہوا تھا اس نے گھر کا ایک گو ہمارے لئے مخصوص کیا اور کہا کہ یہ ہماری نشست گاہ ہے تم ہماری جگہ پر بیٹھو اور ہمارے مقام و مرتبہ والے بن جاؤ ہم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے فرمایا فقیر کا نام ابوالعباس مرسی ہے۔[۱]

اس کے بعد ہم جب اس گھر کو دیکھ کر نکلے تو دوسرا گھر اسی طرح سابقہ صفات کا دیکھا اس میں شیخ علی متقی بیٹھے ہوئے عبادت و ریاضت میں جلوہ گر ہیں مختلف چھوٹی بڑی نہریں گھر کے صحن میں بہ رہی ہیں ایک نہر کی طرف

(۱) دیکھئے اشعتہ اللمعات ج ۳ ص ۶۹۲

اشارہ کیا کہ جامع کبیر کی نہر ہے ایک دوسری نہر ہے یہ جامع صغیر کی نہر ہے ایک اور نہر کی طرف اشارہ کیا کہ فلاں رسالہ ہے ایک اور نہر بتائی کہ یہ فلاں رسالہ اور یہ فلاں رسالہ ہے اسی طرح اپنے رسالوں اور کتابوں کے نام گناتے رہے رسالہ کی ایک نہر مقرر و متعین ہے اس مقام کی تفصیل کے بعد فرمایا کہ یہ تھا جو کچھ ہم نے شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کے باب میں دیکھا تھا ممکن ہے کہ یمن کے بعض درویشوں کو بھی اس عالم میں اس واقعہ سے آگاہ کیا ہو یا اس قسم کے واقعہ کا مشاہدہ کرایا ہو اس راز کی اطلاع دی ہو اور انہوں نے اہل حرمین کو اطلاع کی ہو لیکن ہم نے کسی کو اس واقع کی خبر نہیں کی آج تیس برس کے بعد تم سے یہ حکایت بیان کی ہے۔

(حضرت خضر کی زیارت اور ان کی اعانت)

ایک موقعہ پر بات چل نکلی فرمایا ایک مرتبہ بچپن میں اپنے والد کے ساتھ بعض حوادث کی وجہ سے جو دیار مندو میں پیش آئے تھے وطن مالوف سے بے ساز و سامان نکلنا پڑا ایک بیابان میں پہنچے راستہ بھی بھول گئے کھانے پینے کی کوئی چیز ہمارے پاس نہ تھی بہت زور کی بھوک لگی ہوئی تھی بچوں کی جیسی عادت ہوتی ہے میں رونے لگا والد ماجد نے بہت بہلایا کہا تسلی رکھو کھانا سامنے ہے اسی حالت میں رات ہوگئی اور درندوں کے خوف سے ایک درخت پر چڑھ کر ہم نے رات گزاری، صبح ہوئی دیکھتے کیا ہیں کہ اس درخت کے پاس ہی پانی کا چشمہ رواں ہے اور ایک نورانی صورت بزرگ اس چشمہ پر بیٹھے ہیں انہوں نے جب ہمیں دیکھا دو روٹی گرم گرم ٹکیاں بغل سے نکال کر ہمیں دیں اور قریب ہی ایک جگہ بتائی کہ وہاں آبادی ہے وہ ٹکیاں ہم نے کھالیں اس

چشمہ شیریں سے پانی پیا اور آبادی کی طرف راہ لی ہم نے رات اسی جگہ آرام سے بسر کی، صبح اس جگہ کو دیکھنے کا شوق ہوا اس درخت کے نیچے پہنچے نہ وہاں کوئی چشمہ تھا نہ وہ بزرگ صورت وہاں موجود تھے، گویا وہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو اس حیرانی و پریشانی میں ہماری امداد و اعانت کو ظاہر ہوئے تھے؟

(ابتدائی دور کی ریاضت و خوراک)

ایک اور موقع پر درویشوں کی ریاضت و سوال نہ کرنے اور کھانے کی خواہش کی طرف التفات نہ کرنے کے سلسلہ میں بیان فرمایا کہ ہرچند ہماری خوراک کا معمول یہ تھا کہ فقیروں میں سے کوئی ایک بازار جاتا بے کار و ناکارہ اور وہ ہڈیاں جنہیں قصائی پھینک دیتے ہیں اٹھا کر لاتا اور کچھ گندم کے چھلکے جو کھیتوں میں پڑے ہوتے لاتا ان ہڈیوں کو کوٹتا گھاس اور پتوں کو دھوتا پاک صاف کر کے دیگ میں ڈال کر پانی میں جوش دیتا افطار کے وقت ہر ایک اپنے پیالہ میں لیتا پیتا کھاتا اور اسی پر قناعت کرتا تھا ایک عرصہ کے بعد شہر کے لوگ آئے انہوں نے جب یہ سنا تو کھانا لانا شروع کیا پھر اس جگہ سے ہم نے کوچ کیا دوسری جگہ چلے گئے۔

(بیس دن تک کچھ نہ کھانا)

ایک اور قصہ بھی اسی قبیل سے ہے جو فقیر نے ان کے ایک دوست سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ ایک بار قحط کے زمانے میں ایک مسجد میں ایک دوست کے ساتھ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ مسجد کے ایک گوشہ میں مشغول بحق تھے اور دوسرے گوشہ میں وہ دوست بیٹھا ہوا تھا یہ طے ہو چکا تھا کہ کوئی کسی

سے بات چیت نہ کرے جس سے قوت باطن میں خلل واقع ہو اور کسی سے کھانا طلب نہ کریں بیس دن اسی حالت میں گزر گئے اس عرصہ میں انہوں نے کھانے کی قسم سے کوئی چیز پیٹ میں نہیں ڈالی۔ایک حلوا فروش تھا وہ کھانا لاکر شیخ کے سامنے رکھتا اور چلا جاتا تھا کوئی بھی ان میں سے وہ کھانا نہیں چکھتا تھا کچھ دن وہ حلوا فروش کھانا لاتا اور لے جاتا رہا ایک روز اس نے لقمہ بنایا اور ان کے منہ میں رکھ کر انہیں کھلایا۔

(حرام و مشتبہ مال سے احتیاط کا ثمرہ اور تقوی کا اثر)

ایک موقعہ پر بات چلی کہ جو کوئی حرام و مشتبہ مال سے بچتا اور احتیاط کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو غیب سے مال پہنچا کر غنی کرتا ہے۔

فرمایا ابتدائی ایام میں جب اس راہ سلوک میں جذبہ طلب صفت وحدت و اخلاص سے آراستہ نہیں ہوا تھا اور کسب و اسباب جوئی کے ساتھ فقر و توکل اختیار کرنے میں بھی توقف و تردد تھا کمانے کھانے اور فن سپاہ گری سیکھنے کے ارادہ سے جو اس زمانے میں لوگوں کا معمول تھا برہان پور سے نکل کھڑے ہوئے اس وقت جو چیز ہمارے پاس تھی وہ اس تن پر کپڑے تھے اور ایک تلوار کمر سے کسی ہوئی تھی اور تین وقت فاقے مسلسل گذر چکے تھے اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دو تین مظفری سکے اور کچھ پیسے راستہ میں پڑے ہوئے ہیں طبیعت کے تقاضے اور احتیاج نفس کی خاطر ان درہموں کے لینے کی طرف نگاہ گئی اور میلان ہوا میرا جی چاہا کہ میں انہیں اٹھالوں پھر جی نے کہا غیر کا مال ہے یہ حرام ہے پھر نفس نے کہا کہ غیب سے آیا ہے اس کا مالک بھی معلوم نہیں لے لو، کھالو، چند گھڑی انہی خیالات کی کشمش میں گزر گئیں آخر ان کے نہ لینے کا

عزم و ارادہ ہوا اسی اثناء میں ایک شخص ظاہر ہوا بہت ہی پریشان دکھائی دیا اس کی نگاہ زمین پر لگی ہوئی تھی جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز کو دیکھ رہا ہو ہم نے اسے آواز دی دوست یہاں آؤ کیا ڈھونڈتے ہو اس نے کہا میرے پاس چند مظفری سکے اور پیسے تھے وہ راستہ میں کہیں کھو گئے ہیں میں نے زمین پر پڑے ہوئے مظفری سکے اور پیسے اسے بتائے وہ بہت خوش ہوا انہیں اٹھایا مظفری سکے اپنی گرہ میں باندھے اور پیسے بطور شیرینی ہمیں پیش کیے ہم نے قبول کئے اور اس سے پوچھا تمہارے بال بچے ہیں بولا ہیں ہم نے کہا بس ان پیسوں کا حلوا لو اور اپنے بچوں کے پاس لے جاؤ وہ کھائیں اور ان سے کہو ہمارے دوستوں میں ایک دوست نے یہ تمہیں بھیجا ہے۔

اس کے بعد اس جگہ سے آگے چلے دور سے ایک سوار اس طرف آتا دکھائی دیا ہم نے دائیں جانب رستہ لیا خدا ہی جانتا ہے کون شخص ہے کہیں یہ ہمارا جان پہچان کا نکل نہ آئے اور اس کے ساتھ بات چیت کرنی پڑے مگر اس نے بھی وہی راستہ لیا اور اس طرف کا رخ کیا ہم پھر بائیں طرف گھوم گئے وہ بھی اس طرف پھر گیا کئی مرتبہ ایسا ہوتا رہا تو میں نے جی میں کہا یہاں اس میں کوئی حکمت ہے چنانچہ ہم اس طرف ہو گئے وہ سامنے آیا اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں جاتے ہیں ہم نے عرض کیا ہم سپاہی ہیں ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں روزگار مل جائے اس نے کہا کوئی چیز اپنے ساتھ رکھتے ہو ہم نے کہا رکھتے ہیں یہ کپڑے جو تن پر ہیں اور یہ تلوار جو کمر سے بندھی ہے ابھی کوئی حاجت نہیں ہے اگر کوئی حاجت پیش آتی ہے تو ان کو بیچیں گے اور خرچ کریں گے اس نے کہا" ہرگز ان کو نہ بیچو یہ تمہارا لباس ہے اس کو کیوں بیچتے ہو کوئی دوسرا آدمی تمہیں

اپنے پاس جگہ بھی نہ دے گا ہم نے اس سے کہا اللہ رزاق ہے وہ کسی دوسری جگہ سے رزق پہنچائے گا اس نے ہاتھ اپنی جیب میں ڈالا اور ایک مٹھی بھر کر مظفری سکے نکال کر کہنے لگا لو پھر مٹھی بھر کر نکالے اسی طرح پھر نکالنے لگا ہم بس بس کہنے لگے اور وہ دیتا رہا جب بہت ہو گئے تو ہم نے کہا اب بس کرو ورنہ یہ جو ہم نے لئے ہیں ان کو بھی واپس کر دیں گے' ہزار سے زیادہ مظفری سکے ہمارے پاس آ گئے اس جگہ سے ہم چل پڑے دل نوکری کے خیال اور روزگار کی تلاش سے سرد ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ رزاق حقیقی ایسی جگہ سے پہنچاتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا سکوں کی یہ بڑی تعداد بھی تھوڑی مدت میں ہم نے خرچ کر دی قدم راہ توکل میں رکھا فقر و تجرد کا عزم کیا اور اپنے جی میں کہا کہ اس تعداد میں روپیہ ملنا یہ اسی تقوی و احتیاط کا اثر تھا جو ہم نے مشتبہ مال کے لینے میں برتا تھا۔

(بھنگری پکانا)

موصوف فرماتے تھے کہ اس کے بعد ہم اس خیال میں نیک فالی کے ارادہ سے مجذوب شاہ منصور کی خدمت میں پہنچے اور ان کے سامنے بیٹھ گئے یہ شہر برہان پور میں قیام پذیر تھے' انہوں نے پوچھا تو بھنگری پکا سکتا ہے اس دیار کے عرف عام میں بھنگری باجرہ کی روٹی کو کہتے ہیں اس کا پکانا فقراء کے ساتھ مخصوص ہے وہ اپنے ہاتھ سے پکاتے اور کھاتے ہیں پھر وہ آپ ہی آپ کہنے لگے بھنگری کا پکانا مشکل ہے بہت ہی محنت سے باجرہ قابو کرو اس کو چکی میں پیسواؤ گوندھو پھر لکڑی اکٹھا کرو آگ لاؤ انہیں جلاؤ وہ آگ نہیں پکڑتی پھر اچانک آگ پکڑتی ہے اور داڑھی اس سے جھلس جاتی ہے بھنگری پکانا مشکل

ہے یہ بات وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی ہندی میں جو بولتے تھے بار بار کہتے رہے ہر بار جب وہ یہ بات کہتے ہم اپنے دل میں کہتے ہم انشاء اللہ پکائیں گے بڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور کہا شاید تم پکاؤ یہ لفظ انہوں نے تقریباً پچاس مرتبہ کہا ہر بار جب وہ کہتے ہمارا عزم فقر و تجرید اور قوی ہوتا تھا پھر ہم ان کے پاس سے اٹھ گئے اور اپنے کام میں لگ گئے۔

شیخ نے فرمایا شاہ منصور نے شاہ بھکھاری کے جو برہانپور کے شاہ ولایت تھے وضو کا پانی پیا تھا یہ کیفیت جذب اسی جگہ کا فیض تھا۔

(دوگانہ مغرب)

ایک موقعہ پر بات اس دوگانہ کے متعلق چل پڑی جو شافعیہ مغرب میں اذان و اقامت کے مابین پڑھتے ہیں احادیث میں آیا ہے صحابہ رسول ﷺ یہ دوگانہ پڑھتے تھے۔ فرمایا سید محمد گیسو دراز نے آداب المریدین میں لکھا ہے کہ صوفی کو یہ دوگانہ خلوت میں تنہا پڑھ لینی چاہئے۔

(سید محمد گیسو دراز ﷫)(1)

اس کے بعد میر سید محمد گیسو دراز کی بزرگی میں بات شروع ہوئی فرمایا ہم پر بھی شیخ موصوف کا تصرف و کرامت ظاہر ہوئی ہے ان دنوں جب ہم سیر و سیاحت کرتے تھے ہمارا گلبرگہ میں جہاں شیخ ﷫ کا مزار ہے گذر ہوا ان کے مزار پر حاضری ہوئی ان کی خانقاہ میں لنگر جاری تھا جہاں لوگ بفراغت کھانا کھاتے تھے ہم ان دنوں نہایت فقر و تجرد کے عالم میں تھے چند دن فاقوں سے گزر

(1) ملاحظہ ہو اخبار الاخیار ص ۱۲۱ انوار العارفین ص ۳۱۴۔۳۱۵ بزم صوفیہ ص ۵۰۴۔۵۲۰ نزہتہ الخواطر ج ۳ ص ۱۵۲۔۱۵۶

چکے تھے ہم نے کوئی چیز منہ میں نہیں ڈالی تھی کھانے کی طلب میں لنگر تک جانا اچھا نہیں معلوم ہوا ہماری کسی نے خبرگیری نہیں کی ہم انہی کے روضہ کے قریب سو گئے خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سید موصوف ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے ہمیں معذور سمجھئے یہ لوگ تمہاری قدر نہیں جانتے جاؤ فلاں جگہ تھوڑا خرچ سفید کپڑے میں بندھا ہوا پڑا ہے اسے لے لو اور خرچ کرو چنانچہ ہم اٹھے اور بتائی ہوئی جگہ پر پہنچے دیکھا کہ چند برقاب جو دکن کے سونے کی ایک قسم ہے ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی پڑی ہے لی اور اسے کچھ دن خرچ کیا۔

ایک موقعہ پر بکری کے چرواہے کے ساتھ بھیڑیئے کے قصہ کے سلسلہ میں جو حدیث میں وارد ہے جس میں آیا ہے کہ بھیڑیئے نے چرواہے سے کہا رزق میرے ہاتھ میں آچکا تھا تو نے آکر میرے منہ سے کھینچا چنانچہ رسالت مآب ﷺ کے معجزات کے بیان میں یہ واقعہ مسلم شریف میں مذکور ہے۔

(بلی کی شکایت)

فرمایا بلاد دکن میں ایک مرتبہ ہمارے ساتھ بھی ایک عجیب واقعہ پیش آیا سیاحت کے زمانے میں چند روز ایک مسجد میں سکونت کا اتفاق ہوا تھا ایک دن ایک بلی ایک مرغ کو دبوچے ہوئے لائی مرغ والا بلی کے پیچھے پیچھے ہمارے سامنے آیا طلبہ کی ایک جماعت بھی ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی پڑھ رہی تھی ہم نے مرغ کو بلی کے منہ سے چھڑانے کی بہت کوشش کی اس کو چھڑا کر مرغا مرغی والے کو دیا۔

مجلس درس سے فراغت کے بعد ہم آرام کے خیال سے لیٹے تو خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہی بلی ہمارے پاس شکایت کرنے آئی کہتی تھی ہمیں رزق پہنچا

تھا میں اسے مسجد میں تمہارے سامنے لے کر آئی کہ یہاں درویش ہیں ان کی پناہ میں مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا تم نے کیا شان درویشی کا مظاہرہ کیا میرا رزق میرے منہ سے نکلوایا بس ہم اٹھے کچھ گوشت خریدا اس بلی والے کا پتہ لگایا کہ وہ کون شخص تھا اس کے پاس گئے اور بلی سے معذرت کرتے ہوئے گوشت اس کے سامنے ڈالا وہ بلی ہمارے سامنے عجیب و غریب ہنگامے کرتی رہی۔

(مکر و استدراج)

ایک موقعہ پر مکر و استدراج کا ذکر آیا فرمایا اللہ تعالیٰ فاسقوں اور بدعتیوں کو بھی کبھی قوت و تصرف عطا فرماتے ہیں جس سے وہ عوام کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں اور جو دین و شریعت میں پختہ نہیں ہوتے ان کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں اس کے متعلق اپنی زندگی کا ایک واقعہ سنایا۔

فرمایا کہ مسافرت کے ایام میں مالہ بار کے دیار میں سے ایک شہر میں سیاحت کا اتفاق ہوا قاضی شہر کا نام عبدالعزیز تھا وہ شافعی مذہب تھا اس دیار کے لوگ سب ہی شافعی تھے یہ قاضی درویشوں اور مسافروں گدڑی پوشوں سے میل جول رکھتا تھا۔

اس نے جب ہمیں اس لباس میں دیکھا سامنے آکر بیٹھ گیا اور صحبت میں رہنے لگا ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے شہر میں کوئی شخص صلحاؤ فقراء کی جماعت سے بھی ہے جس کی صحبت میں رہا جا سکے اس نے کہا ایک مرد باطنیہ سے ہے شہر کے اکثر لوگ اس کے معتقد ہیں "اس کے پاس جاتے ہیں" وہ کھلم کھلا شرعی باتوں کے خلاف عمل کرتا ہے اس لئے ہمارے اس کے ساتھ اچھے مراسم

نہیں ہیں۔

دوسرے دن جو پتہ قاضی نے دیا تھا ہم اسے دیکھنے گئے وہ گھر میں ایک بلند جگہ پہ بیٹھا ہوا تھا دو تین آدمی اور بھی اس کے ساتھ اسی جگہ بیٹھے تھے مردوں عورتوں کی ایک جماعت اس گھر میں آبیٹھی تھی ہم جب وہاں داخل ہوئے وہ بہت خوش ہوا خوش آمدید کہا کچھ دیر بعد ایک پیالہ محفل میں آیا اور سب نے شراب پینا شروع کی ہم سے بھی اشارہ سے کہا پیو ہم نے کہا یہ حرام ہے اس کا پینا روا نہیں اس نے ہرچند اصرار زیادہ کیا ہماری طرف سے بھی انکار زیادہ ہوا اس نے کہا اگر تو نہیں پیتا ہے تو پھر دیکھ میں کیا کرتا ہوں اور کس طرح تجھے بھسم کرتا ہوں آخر کبیدہ و رنجیدہ خاطر اس کے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے دوستوں کے پاس آ گئے کھانا موجود تھا لیکن وحشت خاطر کی وجہ سے کھانا اچھا نہیں لگا اسی طرح بھوکے سو گئے اور دوستوں میں کسی کو یہ قصہ نہیں سنایا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغ ہے نہایت لطیف میوے اور درختوں سے ہرا بھرا اس میں چشمے اور نہریں تصور سے بھی کہیں زیادہ ہیں اس کا راستہ بہت دشوار گزار اور کانٹوں سے پر ہے وہاں تک پہنچنا مشکل ہے میں دیکھتا ہوں کہ وہی مرد شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہمارے سامنے آتا اور کہتا ہے کہ پیو میں تمہیں باغ میں پہنچاتا ہوں ہم خواب میں اس کی پیشکش کو ٹھکراتے ہیں جیسا کہ بیداری میں ٹھکرایا تھا اسی اثناء میں آنکھ کھل جاتی ہے لاحول پڑھتے ہیں آنکھ لگ جاتی ہے پھر وہی باغ ہے وہی راستہ ہے وہی دشواری ہے وہی مرد پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے اسی طریقہ پر سامنے کھڑا ہے اس وقت چند بار مکرر یہی حالت خواب میں دکھائی دی ہم بستر استراحت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سرور

کائنات ﷺ کی جناب میں فریادی ہوئے اس مرتبہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ سرور دو عالم ﷺ تشریف فرما ہیں میں بھی خدمت میں حاضر ہوں رسالت مآب ﷺ کے ہاتھ میں عصائے مبارک ہے وہ مرد مبتدع بھی نمودار ہوا ہم اس کی شکایت سرکار دو عالم ﷺ کے حضور میں پیش کر رہے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے اس کی طرف عصا پھینکا تو وہ کتے کی صورت میں آپ ﷺ کے سامنے سے بھاگا اس وقت رسالت مآب ﷺ نے مجھ سے فرمایا وہ بھاگ گیا اب وہ اس شہر میں نہیں رہے گا جب ہم خواب سے بیدار ہوئے تازہ وضو کر کے دوگانہ شکر ادا کیا اور اس مرد کی منزل کی طرف چلے دیکھا وہاں کوئی متنفس نہیں تھا وہ ہماری آمد سے پہلے ہی بھاگ کھڑا ہوا تھا لوگ کہتے تھے چند گھنٹے ہوئے یہ مکان ویران ہوا ہے وہ مکان چھوڑ کر بھاگ نکلا ہے۔

ایک موقعہ پر شرح حکم شیخ ابن عطاء اللہ قدس سرہ کی اس عبارت **العارفون الواصلون لعين الحقيقة على بساط الجذب او السلوك او غيره** کی بات شروع ہوئی عرض کیا گیا کہ جذب و سلوک کے علاوہ بھی کوئی طریقہ وصول کا ہو گا بظاہر صوفیہ کے کلام سے انحصار انہی دو طریقوں جذب و سلوک میں سمجھ میں آتا ہے فرمایا ہو سکتا ہے کوئی ہو اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا ابتداء حال میں ہمارے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا تھا اسے دیکھیں اس میں غور کریں وہ کس قسم میں داخل ہے۔

(احمد نگر میں شاہ طاہر سے ملاقات)

احمد نگر دکن میں ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ فقراء بھی ہمارے ساتھ تھے شاہ طاہر دکنی جن کی احمد نگر میں بہت شہرت ہے وہاں آئے' اور بیٹھ

گئے اور تھوڑی دیر بعد ایک کاغذ فروش مرد کاغذ سر پر اٹھائے انکے سامنے نظر آیا شاہ طاہر نے جب اسے دور سے آتا دیکھا تو فرمایا "مرد کاغذ فروش می آید" کاغذ بیچنے والا آرہا ہے فقیر کی زبان سے نکلا "گروہ کاغذ بدوش می آید" کاغذ کا بنڈل کاندھے پر آرہا ہے وہ اس کلام موزوں سے بہت خوش ہوئے یہ فقرہ ان کے دل کو لگا انہوں نے کہا اس درویش نے بہت موزوں طبیعت پائی ہے۔ انہوں نے ہماری خاطر تواضع کے لئے آدمی بھیجے۔

(ایک مرد کے اللہ اللہ کہنے کا اثر)

چنانچہ فقراء کھانا تیار کرنے لگے اچانک ایک شخص دور سے ہماری طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ دل میں خیال آیا اگر وہ شخص آجائے تو اسے ہم اپنے ساتھ کھانا کھانے کی زحمت دیں جب وہ پاس آیا ہم نے عرض کیا آپ اگر بیٹھیں تو کھانا تیار ہے چند لقمے تناول فرمائیں یہ کہنا تھا کہ وہ شخص ایسا بھاگا جیسا کہ وحشی جانور جنگل میں دوڑتا بھاگتا ہے اس کے آنے بھاگنے اور دوڑنے کی یہ ادا دل میں اثر کر گئی اس کے پیچھے ہم بھی دوڑ گئے وہ اس باغ کے درختوں میں کہیں چھپ گیا ہرچند ڈھونڈا نظر نہیں آیا ناامید ہو کر لوٹنے لگے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک درخت کی جڑیں جس کی شاخیں زمین سے آلگی تھیں چھپا بیٹھا ہے اس نے کہا کیا دیکھتے ہو کسے ڈھونڈھتے ہو ہم نے کہا تمہیں ڈھونڈھ رہے ہیں اس نے کہا دوست سامنے آؤ تو ہم اس کے سامنے گئے اور بیٹھ گئے اس نے کہا کہو اللہ اللہ چھ یا سات مرتبہ اس نے اس نام مبارک کی تکرار کی غیب سے ایک نور نمایاں ہوا اور ایسی حالت بدلی کہ ہوش و حواس ہی جاتے رہے مدہوش ہو کر پڑ گئے اس طرح جیسے کوئی شخص موت سے پہلے اپنے آپ سے بے خبر ہو کر

پڑا رہتا ہے پھر وہ شخص ہمارے کان اور گردن کو چھونے لگا ایک زمانے کے بعد افاقہ ہوا آرام ہوا لیکن ہم اس حالت کے پیدا ہونے سے اس قدر متاثر ہو چکے تھے کہ چند روز تک ہم اپنی اصلی حالت پر نہیں آسکے تھے ایک عظیم اثر اپنے نفس میں محسوس کرتے تھے پھر انہوں نے فرمایا ملاحظہ کرو اس حالت کا وجود کس قسم سے تعلق رکھتا ہے سلوک سے اس کا تعلق ہے یا جذب سے یا کسی اور چیز سے ہے۔

(ایک جوگی کا شیخ کے ہاتھ پر اسلام لانا)

فرمایا زمانہ سیاحت میں ہمارا ایک جوگی کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا وہ بہت ریاضت کرنے والا تھا ہر وقت منتر میں لگا رہتا تھا اس سے خلاف عادت باتیں ہوتی رہتی تھیں وہ کہتا تھا میں سونے کا بنا ہوا قلعہ دیکھتا ہوں اور قلعہ والے مجھ سے کہتے ہیں کہ تو ایسی ایسی اگر ریاضت کرے گا تو تجھے قلعہ میں آنے دیں گے عورت و مرد اس کی زیارت کو آتے تھے نقدی اور کھانے کی چیزیں لاتے تھے وہ ان میں کسی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا تھا اور نہ ان کے کھانے کی چیزوں میں سے کچھ لیتا تھا ہم اس سے دین اسلام کی باتیں کرتے تھے وہ یہ باتیں بہت خوشی سے سنتا تھا ہم اس کے سونے کا قلعہ دیکھنے کے خیال کو دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوئے آخر وہ خیال جاتا رہا کئی بار ایسا ہوا کہ وہ کلمہ توحید پڑھتا رہا اور اپنے جوگی پن کے کام بھی کرتا رہا آخر میں وہ سچا مسلمان بن گیا۔ اس نے ہمارے ہاتھ پر توبہ کی مرید ہو گیا۔

خیال رہے ان حالات و کرامات کا ظہور ان کی سیاحت کے زمانے میں ہوا تھا جب وہ دیار ہند میں تھے مکہ معظمہ نہیں آئے تھے اس زمانے میں ان کی

عمر پندرہ سولہ برس کی تھی یا اس سے کچھ کم ہو یا زیادہ انیس برس پورے نہیں ہوئے تھے کہ وہ بیت اللہ کے جوار میں پناہ گزیں ہوئے یہاں تشریف لائے شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے لہٰذا ایک دن فقیر نے پوچھا کہ یہ ریاضات، حالات و انکشافات و تصرفات جو سب کے سب کمال ولایت کی دلیل ہیں سب شیخ علی متقی کی صحبت و ہم نشینی سے پہلے ظہور پذیر ہو چکے تھے بس وہ جو ان کی صحبت پر منحصر تھا اور جو حاصل ہوا وہ کیا تھا۔؟

(شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت)

فرمایا ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ انہی کی برکت ہے اور انہی کے طفیل سے ہمیں ملا ہے ایک زمانے کے بعد فرمایا اور بتایا کہ ہمارا دین اور ہماری شریعت انہی کی وجہ سے قائم و دائم اور درست ہے دین اسلام میں ثبات و قرار حاصل ہوا ہے ورنہ زمانہ سابقہ میں مختلف اطوار اور مختلف حالات پیش آتے رہتے تھے خدا ہی جانتا ہے کہ آخر میں ہم کہاں جا کر گرتے اور کس جگہ سے پلٹ جاتے ان کی صحبت میں دین و ایمان بندگی و پیروی شریعت و استقامت کا طریقہ معلوم ہوا اصل کام اور مقامات کا آخری درجہ یہی ہے۔

(حضور ﷺ کی محبت میں ڈوبے رہنے کا اثر)

ایک موقعہ پر بات شریعت کی پیروی اور رسالت مآب ﷺ کی محبت میں ڈوب جانے پر چلی۔

فرمایا میں ایک بار کیا دیکھتا ہوں کہ ہم سرکار دو عالم ﷺ کے قبہ شریف کے اوپر نمودار ہوئے اور قبہ شریف کی دو شقیں ہوگئیں ہم شق کے اس راستہ سے جو قبر مبارک کی جگہ ہے آئے اور قبر میں داخل ہو کر محو و متلاشی

ہوئے اس کے بعد ایک ایسی قوت پیدا ہوئی کہ مشرق سے مغرب تک تمام آفاق عالم ہم نے دیکھ لیا یہ واقعہ خواب، شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں پیش آیا تھا ہم نے مختصر طور پر حضرت شیخ کو سنایا بھی تھا۔

موصوف نے اس کی تعبیر میں فرمایا تھا کہ جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے وہ اتباع سنت میں کامل ہو گا محبت رسول میں ڈوبا اور کھویا ہوا ہو گا اور اسے بقا و شہرت حاصل ہوگی۔

ایک زمانے میں یہ حقیر با جازت شیخ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے جعرانہ روانہ ہو گیا یہ مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ کی مسافت پر واقع ہے اور مشہور مقام ہے جہاں سرکار دو عالم ﷺ جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کرنے کے زمانے میں کم و بیش سترہ دن تک ٹھہرے تھے پھر آپ ﷺ نے عمرہ کیا تھا۔

فرمایا اگر وہاں جاؤ تو اس مقام سے جہاں پہاڑ پر رسالت مآب ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تھا غافل نہ رہنا جگہ کی نشاندہی کی اس مقام کی علامت بتائی فرمایا اگر مقدر ہوا تو تمہیں وہاں سرکار دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوگی۔

(گھنٹہ بھر میں سو بار سے زیادہ زیارت)

فرمایا ایک موقعہ پر ہم وہاں گئے اور سونے کے ارادہ سے لیٹے جونہی آنکھ لگی جمال سرکار دو عالم ﷺ نظر آیا شاید ایک دو گھنٹے میں بلکہ اس سے کم مدت میں سو بار سے زیادہ زیارت سے مشرف ہوئے وہ اس عمرہ کی بہت تاکید فرماتے تھے خود روزہ رکھ کر پا برہنہ عمرہ کا احرام باندھ کر جاتے تھے۔

(شیخ یاسین اور شیخ علی کی شیخ سے عقیدت)

ایک موقعہ پر شیخ یاسین و شیخ علی جو دونوں شیخ وقت و شیخ زادہ ہیں شیخ

عبدالکبیر یمنی کی اولاد سے ہیں انہیں اور شرفاء مکہ کو شیخ سے بہت عقیدت اور لگاؤ ہے دست بوسی و التماس دعا کے لئے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ان دونوں بزرگوں کی عادت یہ تھی کہ وہ اکثر حج کو جاتے یا کسی اور جگہ تشریف لے جاتے تو ان کی خدمت میں پہلے حاضر ہوتے دعا کی درخواست کرتے اس کے بعد اپنے کاموں کے لئے نکلتے تھے انہیں جب رخصت کیا اور وہ اٹھ کر چلے گئے تو فقیر نے ان دونوں عزیزوں کے بارے میں دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں کہاں سے ان کا تعلق ہے انہیں خدام سے کیا نسبت ہے فرمایا یہ شیخ عبدالکبیر یمنی کی اولاد سے ہیں جو اکابر اولیاء اللہ سے ہوئے ہیں بیت اللہ شریف اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم بڑھانے کے عاشق ہیں خوب نیک آدمی ہیں۔

(سلام بخدمت سید الانام ﷺ)

ایک بار ہم رسالت مآب ﷺ کی زیارت کے ارادہ سے مدینہ منورہ گئے ان دونوں عزیزوں شیخ یاسین و شیخ علی نے ہم سے سلام بخدمت سید الانام ﷺ پہنچانے کی درخواست کی ہم نے زیارت روضہ اقدس کے بعد مواجہہ شریف میں ان کا سلام پیش کیا اور بیٹھ گئے ذرا آنکھ بند ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبر شریف پھٹی اور ایک چھوٹا سا بچہ قبر سے نکلا کاغذ کا ایک پرزہ ہاتھ میں لئے ہوئے ہمارے پاس آیا کہنے لگا یہ رقعہ شیخ یاسین اور شیخ علی کو دیدینا ہم نے وہ رقعہ اس غلام کے ہاتھ سے لیا کھولا اس میں یہ دو باتیں لکھی ہوئی تھیں نصر من اللہ و فتح قریب ہم جب مکہ معظمہ آئے ہم نے انہیں یہ بشارت دی انہوں نے کہا ہمارا کیا مرتبہ ہے ہم کب اس لائق ہیں یہ سب آپ کا طفیل ہے اس وجہ سے ان دوستوں کی عقیدت اور لگاؤ ہم سے بڑھ گیا ہے۔

(اللہ سے لو لگائے رکھنے والوں سے کم ملنے میں عافیت)

فرمایا کبھی کبھار ان دونوں بزرگوں کے باپ بھی ہماری ملاقات کو آجاتے تھے ایک روز ہم نے ان سے سنا یہ کہتے تھے تم سے ملاقات کا شوق بہت ہے لیکن ہم اس وجہ سے تمہاری خدمت میں زیادہ نہیں آتے کہ بزرگوں سے سنا ہے جو اللہ سے لو لگائے رہتا ہے وہ کسی وقت ناراض ہو جاتا ہے اس نے کہا تم بھی اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہتے ہو اس وجہ سے ہم تمہاری زیارت کو بہت کم آتے ہیں کہیں ہمارا آنا جانا اللہ تعالیٰ سے آپ کی وابستگی میں خلل انداز نہ ہو' یہ معاذ اللہ ہمارے لئے خدا کی ناراضگی کا سبب نہ ہو جائے۔

ایک موقعہ پر فقیر ان کے جزدان کو دیکھ رہا تھا ایک رقعہ دکھائی دیا جو ان مکتوبات میں سے تھا جو شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جن کو لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا کہ تمہارے اصحاب' دوست و شاگرد آکر ہم سے اپنا تعارف کراتے ہیں تمہاری اگر ہم سے کوئی حاجت اٹکی ہوئی ہو تو وہ حاجت ہمارے رفیق سے جس کا نام عبدالوہاب ہے بیان کرو وہ ہمیں بتائے گا اس مضمون کی کیفیت اور اس قضیہ کی تفصیل ان سے پوچھی گئی کہ کیا ہے اور کیا تھی تو انہوں نے قضیہ کو اس طرح تفصیل سے بیان کیا جیسا کہ شیخ علی متقی کے بیان میں اوپر گذر گیا۔

(جن سے گفتگو)

عرض کیا گیا کہ ان جنوں میں سے جن کی طرف شیخ علی متقی نے لکھا تھا کوئی جن خدام کے پاس آیا تھا فرمایا خیر ہمارے پاس کوئی نہیں آیا لیکن وصال شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سال بعد ہم گجرات پہنچے تھے مکہ معظمہ کو واپسی کے وقت سورت

قلعہ جوناگڑھ کے راستہ بندر گاہ دیو پہنچے ایک رات ہماری سواری جس پر ہم سوار تھے جنگل میں ٹھہر گئی سردی کا زمانہ تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ہمارے دوستوں میں سے ہر ایک کسی پناہ گاہ میں جاکر سو گیا آدھی رات کو کسی نے ہماری سواری کو جنبش دی ہم نے پوچھا کون ہماری سواری کو دھکا دیتا ہے وہ بولے ہم جنوں کی جماعت ہیں جن کی طرف تمہارے شیخ خطوط لکھتے تھے ہم نے پوچھا تم یہاں کس کام سے آئے ہو وہ بولے تمہاری حفاظت کے لئے حاضر ہوئے ہیں ہم نے کہا ہمیں تمہاری حفاظت کی حاجت نہیں اپنا رستہ لو اپنا کام کرو، فرمایا کہ ہم پر اتنا ہی جنات کا اثر ظاہر ہوا تھا۔

(جرات و پامردی)

منقول ہے سورت کے اس راستہ سے ہم آرہے تھے سوداگروں کی ایک دوسری جماعت اپنے سامان کے ساتھ ان کے ہمراہ تھی اور انہی کی امان میں سفر کر رہی تھی اچانک کراسی کی بڑی فوج جو اسی دیار کی رہنے والی تھی مال و دولت لوٹنے کے ارادہ سے اس جماعت پر ٹوٹ پڑی سوداگروں میں مقابلہ کی طاقت نہیں تھی وہ جی چھوڑ بیٹھے اور اپنی بے بسی کے آگے موت کا انتظار کرنے لگے۔ شیخ نے بہادری دکھائی ہمت کر کے اس قوم کے مقابلہ میں آکھڑے ہوئے اور اپنی ہمت و جوانمردی سے انہیں بھگا دیا چنانچہ سب پر روشن ہو گیا کہ اس بھنور سے انہی کی ہمت و کرامت سے انہیں نجات ملی تھی۔

(بینائی جاتی رہنا)

ایک موقعہ پر ایک شخص نے حضرت شیخ سے دریافت کیا آنکھ کی بیماری کی کیا وجہ تھی فرمایا یہ بھی عجائب میں سے ہے ایک روز ہم جبل حراء پر چڑھ

رہے تھے ایک دوست جس کا نام احمد تھا اس نے سرزمین حرم سے ایک پھول ہمیں پیش کیا اس وقت ہمارے ذہن سے یہ بات بالکل نکل گئی کہ حرم کی گھانس کو سونگھنا حرام ہے ہم نے وہ پھول اس کے ہاتھ سے لے کر سونگھا، سونگھنا تھا کہ سونگھتے ہی ایک چھوٹی سی چیونٹی کی طرح کی کوئی چیز ہمارے دماغ کی طرف چلی اور دماغ تک پہنچ گئی اسی گھڑی اس کی تکلیف کا اثر ہماری آنکھ تک پہنچا ہر روز وہ اثر بڑھتا رہا ہم علاج کرتے مگر اچھے نہیں ہوتے یہاں تک کہ آہستہ آہستہ دو برس کی مدت میں قوت بینائی جاتی رہی۔

(عاشقوں کو محبوب کی خوشبو سے رہنمائی)

ایک موقعہ پر اس فقیر نے ان کے خدام میں ایک خادم سے جو مرد کامل تھا سنا اور مغربی جو باپ اور بیٹا تھے اور دونوں بزرگ شیخ علی متقی ؒ کے مرید تھے جیسا کہ شیخ علی متقی کے ذکر میں گذر چکا ہے اس مرد مغربی کا بیٹا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آیا ہوا تھا اور شیخ سے ملنا چاہتا تھا مگر ان کے گھر سے واقف نہ تھا راستہ میں خوشبو سونگھتا اور اسی نشان پر چلتا رہا یہاں تک کہ وہ ان کے مکان پر پہنچ گیا فقیر نے یہ قصہ اس مرد بزرگ سے سنا اور شیخ کی خدمت میں نقل کیا یہ یوں کہتے ہیں کہ وہ مرد مغربی آپ کی خوشبو سونگھتا ہوا آپ کے مکان تک آیا تھا فرمایا کہ عاشقوں کو محبوب کی خوشبو پہنچتی ہے اور وہ دور و نزدیک سے اپنی نسبت و محبت کے لحاظ سے اس خوشبو کو پا لیتے ہیں۔

باب چہارم

شیخ ﷫ نے اثناء سیر و سیاحت و دوران سفر جو چند
عجیب و غریب باتیں دیکھی تھیں اس باب میں ان کا
ذکر ہے۔

کبھی کبھی کسی خاص واقعہ کے ذکر پر کوئی ایسا عجیب و غریب واقعہ؟
انہوں نے دوران سفرو سیاحت دیکھایا سنا تھابیان فرماتے تھے۔

فرماتے تھے ایک مرد جس کا نام محمد تھا وہ علم سے بہرہ ور تھاکہ آیا اور ہم سے رسالہ قشیریہ پڑھنے لگا پھر مرید ہو گیا وہ کہتا تھا ہمارا وطن یہاں سے بہت دور ہے ہمارے شہر کا نام ملوکا ہے وہاں ایک درخت قلنقو ہے۔ بہت بڑا بہت ناور درخت ہے تین چار کوس کی مسافت میں اس کی جڑیں پھیلی ہوئی ہیں وہ یہ بھی کہتا تھا کہ ہمارے شہر کے جنگلوں میں کلوخ ڈھیلے کے برابر حیوانات صحرا میں پھرتے ہیں جب کوئی انہیں پکڑنا چاہتا ہے وہ بھاگ کر زمین میں چھپ جاتے ہیں یہ وہ قصہ ہے جو وہ بیان کرتا تھا لیکن جو کچھ ہم نے دیکھا وہ بھی اچنبھے کی بات ہے بندر جیول میں ایک مسجد ہے جس کو مسجد اصحاب کہتے ہیں ہم چند درویشوں کے ساتھ اس مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے تھے جب رات ہو گئی ایک درویش کچھ کھانا لایا جو اس نے اپنی کمائی سے تیار کیا تھا اس سے ہم نے افطار کیا۔

(گھر میں سربستہ دیگوں کی گردش)

ایک روز ایک مرد جو قوم نائت سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا اور نیک آدمی

تھا ہمارے پاس آیا کھانا پکایا ہماری دعوت کی ہم نے اس کی دعوت قبول کی اس کے مکان پر پہنچے بہت چھوٹا اور شکستہ مکان تھا جب کھانا کھا چکے اور گھر سے نکلنا چاہا اس نے کہا میں ایک عجیب و غریب قصہ سناتا ہوں وہ سنیں۔ آپ کو اس لئے یہاں لایا ہوں وہ معاملہ آپ کے سامنے بھی ظاہر ہو جائے وہ بولا جب رات ہو جاتی ہے میرے اس مکان کے چاروں کونوں سے جو آپ دیکھ رہے ہیں تانبے کے سربستہ برتن نکلتے اور گھر کے صحن میں ہر طرف چکر لگاتے ہیں گھر والوں میں کسی کو ان کے پکڑنے کی جرات نہیں ہوتی جب کوئی ان کو پکڑنا چاہتا ہے یہ بھاگتے ہیں جیسے جانور بھاگتا ہے وہ اس گھر کے کونوں سے نکلتے اور انہی میں داخل ہوتے اور چھپ جاتے ہیں اگر یہ کسی کے ہاتھ پر لگتے ہیں تو اتنا زور لگاتے اور طاقت دکھاتے ہیں کہ اس کو ضبط کا یارا نہیں رہتا کبھی کبھی وہ خواب میں کہتے ہیں کہ ہم غیبی مال ہیں اگر تو اپنا بیٹا قربان کرے تو ہم تیری ملکیت بن جائیں گے میرا ایک ہی بیٹا ہے میں کیونکر قربان کر سکتا ہوں یہ قصہ اس لئے سناتا ہوں کہ آپ اس کا کچھ علاج کر سکتے ہو تو کریں اس پر قبضہ کرو اس نے کہا ایک صاحب آج رات فقیر کے اس مکان میں رہیں اور تماشہ دیکھیں اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہمسایہ کے گھر میں سو جاؤ ہم تین چار آدمی اس گھر میں رہے جب آدھی رات ہوئی اس طریقہ پر جیسا کہ اس نے بتایا تھا گھر کے ہر کونے سے تانبے کی سربستہ دیگ نکلی اور گھر کا رخ کیا صحن میں لڑکتی پھرتی رہی۔

ہمارے دوستوں میں سے ایک آدمی جس کا نام عثمان تھا بڑا طاقتور و قوی مرد تھا انہیں پکڑنے کے لئے اٹھا صاحب خانہ آہستہ سے بولا تاکہ وہ سن نہ سکیں اور انہیں احساس نہ ہو کہ بھاگ کر مکان کے کونوں میں چھپ جائیں اس

نے کہا جلدی نہ کرو پریشان نہ ہو آہستہ آہستہ چلو عثمان نے کہا میں اسی میت کو پکڑ کر انہی میں سے ایک دیگ کے مرد سے ماروں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ایک میت کو پکڑ کر ان میں سے ایک کے سر پر دے مارا اور خود بھی ان پر گر پڑا اور مضبوطی سے پکڑا آخر میت کو پھاڑ ڈالا وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگی اور گھر کے کونوں میں چلی گئیں۔

(علم سیمیا)

ایک دوسرا واقعہ علم سیمیا کے متعلق بیان کیا فرمایا ہمارے بچپن کا ایک ساتھی تھا وہ بچپن میں ہمارے ساتھ بہت اٹھتا بیٹھتا تھا اس کے بعد سیر و سیاحت کے زمانے میں بھی اس کا ہمارا خوب ساتھ رہا اس نے بہت سیر و سیاحت کی آخر ملک دکن میں ایک دوسرے کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہم نے اسے فقر و فاقہ اور بے کسی و مفلسی کی حالت میں دیکھا چنانچہ چند روز بعد جہاں ملاقات ہوئی تھی وہاں سے سفر کا اتفاق ہوا وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گیا ہماری خدمت کرنے لگا۔

ایک روز نہر کے کنارے پہنچے اس نے کہا تمہیں اگر اچھا لگے تو پانی میں اتر جائیں تازہ غسل کریں اس کے کہنے سے پانی میں اتر گئے تیرنے لگے وہ بولا ذرا یہاں سے غوطہ ماریں فلاں جگہ نکلیں جونہی غوطہ لگایا گیا پانی میں ایک دریچہ نظر آیا ہم اس دریچہ میں داخل ہو گئے سامنے ایک راستہ دکھائی دیا ایک چھوٹا باغ نظر آیا جس میں چند انگور کے درخت لگے تھے اس کے بعد ایک بہت چوڑا راستہ دکھائی دیا راستہ کے دونوں طرف ایک سڑک تھی اس پر چلے وہاں ایک بہت عالی شان محل دکھائی دیا اس میں ایک سردار بیٹھا تھا غلام و خدمتگار اس کے آگے کھڑے تھے اس نے جب ہمیں دیکھا تو ایک آدمی ہمارے پیچھے

ہمارے پیچھے بھیجا مجلس میں بلایا ہم اس محل میں گئے اس کے سامنے بیٹھ گئے رنگ برنگ کے کھانے جو ہم نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے وہاں دیکھے جی بھر کر کھایا پھر سردار سے رخصت چاہی اور اسی راستے سے جس راستے سے گئے تھے واپس آئے یہاں تک کہ اسی دریچہ سے جس سے پہلی بار داخل ہوئے تھے نکلے جب ہم نے سر باہر نکالا تو ہم نے اپنے آپ کو پانی کے اسی مقام پر کھڑا پایا جہاں غسل کیا تھا کپڑے نہر کے کنارے ویسے ہی رکھے ہوئے تھے ہم نے اس دوست سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا یہ ایک علم ہے جو میں نے دوران سیاحت سیکھا ہے اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں سکھا سکتا ہوں اس علم کا حاصل کرنا چونکہ بعض ایسی ریاضتوں اور عملوں پر موقوف تھا جو اصول شریعت کے مطابق نہیں تھا اور اسے حاصل کرنے میں شریعت کی بعض مکروہ باتوں کا مرتکب ہونا پڑتا تھا اس کے حاصل کرنے کی طرف طبیعت راغب نہ ہوئی اور ہم نے کہا کہ ہمیں اس علم کے سیکھنے کی حاجت نہیں۔

(علم کیمیا)

علم کیمیا کا ایک دوسرا قصہ سنایا فرمایا۔ ہم ایک روز وہاں کی جامع مسجد میں جو ہندوؤں کے مشہور شہروں میں سے ہے بیٹھے ہوئے تھے یہ ایک ایسی جگہ واقع تھی جو اغیار کی آمد و رفت اور وقتی پریشانیوں سے خالی تھی اچانک ایک بنگالی مرد نظر آیا وہ بہت موٹا کرتا پہنے ہوئے تہبند باندھے ہوئے آکر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد ہم سے ایک پیسہ مانگا ہمارے پلہ میں دو تین پیسہ سے زیادہ نہیں تھے وہ بھی دو تین دن کھانے کے لئے رکھے تھے اس میں سے ایک پیسہ اسے دیا وہ بولا بازار سے آٹا خرید کر لاؤ تو بہت اچھا ہو اس کی احتیاج و درد مندی کی وجہ سے

اس کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اس کی دلداری کو وقت کا تقاضا سمجھ کر بازار سے آٹا خرید کر لائے اس نے آگ جلائی اس آٹے کا خمیر بنایا اور کسی جڑی بوٹی کا ایک پھل جو اس کے جھولے میں تھا نکالا پھر بولا تمہارے پاس اگر دوسرا پیسہ ہو تو ہمیں دیجئے حاجت ہے تمہارا یہ پیسہ بیکار نہیں جائے گا دوسرا پیسہ جو ہمارے پاس تھا نکالا اور اس کے سامنے دھر دیا اس کے بعد اس نے اس پھل کو کاٹا اور اس پیسہ کو اس میں رکھ کر آٹے سے اس کا منہ خام کر دیا اس کے اوپر مٹی کا لیپ کر کے آگ میں چھوڑ دیا بقیہ آٹے کی روٹی پکائی ہم نے اس کے ساتھ روٹی کھائی وہ تین گھنٹے کے بعد آگ ٹھنڈی ہوگئی تو وہ بولا کہ چلو اس کٹھالی کو نکالیں ہم نے اس کو نکالا وہ تانبے کا پیسہ اب کھرے سونے میں بدل گیا کہ اس جیسا سونا بہت کمیاب ہوگا پھر اس نے کہا بازار لے جاؤ بیچ آؤ تا کہ رات کو دودھ چاول درویشوں کے ساتھ کھائیں اس تانبے کے سکے کے نشان وہ مٹا چکا تھا بغیر ڈھلے سونے کی مانند کر دیا ہم اسے بازار میں بیچ آئے شہر کے صرافوں نے اس کا نشان بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا وہ نرم و خالص سونا تھا ایسا سونا کہ اس سے بڑھیا سونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس کی قیمت اس درویش کی خدمت میں پیش کی اس نے بہت دودھ منگایا اور چاول شہر کے فقراء کے ساتھ جو مسجد کے نواح میں تھے کھایا سویرے اس سونے کی بچی ہوئی رقم ہمارے سامنے رکھی اس پھل کا ٹکڑا بھی جو اس کے پاس موجود تھا ہمیں دیا ہم نے کہا اس کا بنانا آسان ہے لیکن وہ بوٹی ہمیں بتاؤ اور دو وہ ہمیں دہار کے پہاڑ کی طرف لے گیا اور ایک مقام پر جا کر اس نے زمین کھودی وہ پھل اس زمین میں اگتا تھا اس کی بیل بھی زمین کے اندر پڑی ہوئی تھی اسنے تین چار پھل نکال کر

ہمیں دیئے طریق کار بھی بتایا دوسرے دن ہم نے ہرچند زمین کھودی لیکن اس پھل کا نشان نہیں ملا ان دو تین پھلوں سے جو اس نے ہمیں دئے تھے ایک مقدار سونے کی تیار کی تھی۔

(راکسی مردم خور کی داستان)

ایک دوسرا قصہ سنایا ملک دکن کے بعض نواح میں ہم نے ایک شخص کو دیکھا جس کو راکسی کہتے ہیں وہ صحرا میں پایا جاتا ہے جس مقام پر ہوتا ہے لوگوں کی آمد و رفت کا راستہ بند رہتا ہے جو آدمی اس راستہ سے گزرتا ہے اس کو وہ راستہ میں پکڑتا ہے اگر ایک دو آدمی کو پاتا ہے پکڑ کر کھا جاتا ہے اور اگر جماعت ہوتی ہے اور وہ مقابلہ کر سکتی ہے اور اسے بھگا دے تو وہ سلامتی سے گذر جاتی ہے ورنہ وہ اس کے قہر کے چنگل میں پھنس کر اس کی خوراک بن جاتی ہے۔

وہ فرماتے تھے اس ملک کے لوگوں نے ہمیں نصیحت کی تھی کہ اگر فلاں وادی میں پہنچو اور فلاں راستہ پر نکل جاؤ تو ہوشیار ہو کر چلنا اس وادی میں راکسی ہوگا وہ آدم خور ہے قافلہ کے ہمراہ جس میں آدمی بہت ہوں اور جنگی ہتھیار سے لیس ہوں جانا تنہا نہ جانا ہم جب اس جگہ پہنچے جس کا نشان اور پتہ دیا تھا تو ہم اور چند درویش جو ہمراہ تھے چلے اچانک ہم اسی جنگل میں جا نکلے جہاں راکسی تھا یہ ایک بلند قامت اعتدال سے بہت زیادہ متجاوز اس کا سر بال منہ بہت بڑے تھے دوسرے اعضاء تو گویا آدمیوں جیسے تھے ہی نہیں ننگا چنگا بد شکل بدرو بہت گھناؤنا درشت رو جس کے دیکھے سے وحشت ہوتی اور ڈر لگتا ہے بانس کی ایک کمان ہاتھ میں رکھتا ہے گمان غالب یہ ہے کہ اس کے بیوی بچے بھی نہیں وہ آیا اور سر راہ ہمیں پکڑا ہرچند کہ ہم چند نفر سے زیادہ نہیں تھے حق

تعالیٰ نے ہمیں اس کے چنگل سے نجات دی جس وقت یہ قصہ سنا رہے تھے فقیر کو معلوم نہ تھا اور نہ پوچھنے کی جرات تھی کہ یہ راکسی کوئی شخص ہے جو اس شکل و صورت میں ملتا ہے یا آدمیوں کی کوئی صنف ہے کہ وہ سب اسی صورت پر پیدا ہوتے ہیں۔

ملک دکن کی عجیب و غریب باتیں سناتے اور بیان کرتے تھے فرمایا اس دیار کے لوگ فقیر دوست و غریب نواز ہوتے ہیں درویش کو آتا دیکھتے ہیں تو دف اور ڈھول سے ان کے استقبال کو نکلتے ہیں انہیں ٹھہراتے خاطر مدارات کرتے ہیں۔

(پروانہ کان کا ملنا اور گم ہو جانا)

فرماتے تھے اقصائے ملک دکن میں ایک راجہ تھا اس کے بیٹا نہیں ہوتا تھا وہ ہمارے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی تعویذ لیا حق تعالیٰ نے اسے بیٹا دیا چند سال کے بعد ہمارا اس شہر میں گزر ہوا جب اس نے ہماری آمد کی خبر سنی ہمارے پاس آیا اور بیٹا پیدا ہونے پر شکر کرنے لگا رخصت ہوتے ہوئے دو تین کان کی زمین کا پروانہ اپنے زمین داروں میں سے ایک شخص کے نام لکھ کر ہمیں دے گیا ہم نے جب اس زمین کو کھودا بہت سے جواہر نکلے درویشوں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی انہوں نے جواہر خوب سمیٹے اور اس جگہ سے نکلے اور وہاں سے روانہ ہوئے اس موضع کے حاکم نے دوسرے موضع کے حاکم کو جہاں ہماری منزل تھی کچھ لکھا۔ ہم جب اس گاؤں میں پہنچے وہ پروانہ دکھایا اس نے بہت خدمت کی ہمارے حالات کے درپے نہیں ہوئے اسی طرح ہم ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کا پروانہ لے کر سلامتی سے گزرتے رہے

اتفاق سے ہم ایک بستی میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے وقت پروانہ حاصل کرنے میں سستی کر گئے پروانہ کی پابندی نہ کر سکے ہم جب دوسری بستی میں پہنچے تو اس بستی والے ہمارے پاس آئے ہمارے پاس کوئی پروانہ نہ تھا وہ ہمیں اپنی قیام گاہ پر لے گئے خدمت و مہمان نوازی کی' جب صبح ہوئی تو ہمارے پاس آئے کہا تمہارے پاس جو مال و متاع اور جواہر ہیں ہمیں دو اب تم بغیر پروانہ راستہ طے نہیں کر سکتے۔ آگے گاؤں والے تم سے لے لیں گے ہمیں دیدو' ہم نے تمہاری خدمت کی ہے اور تم سے ہمیں امید بھی ہے' ہم اگر نہ لیں گے تو دوسرے تم سے چھین لیں گے ہم نے اس کان سے جو بھی جواہر نکالے تھے انہوں نے لے لئے البتہ تھوڑے سے شاید بعض درویشوں نے چھپا رکھے تھے۔ وہ ان کے پاس محفوظ رہے

(ڈاکوؤں سے مقابلہ)

اس کے بعد دوسرا اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آیا ہم بڑی جماعت کے ساتھ جا رہے تھے' باغیوں اور سرکشوں کی ایک ٹولی ملی' یہ ڈاکہ ڈالتے تھے انہوں نے پوری جماعت کو پکڑا اور ہاتھ پیٹھ سے باندھ دیئے مگر ہمارے ساتھ مہربانی کی عزت کے ساتھ رکھا ہمارے ہاتھ آگے سے باندھے ہر شخص کے پاس جو تھا اس نے چھپا رکھا تھا ایک ایک کی تلاشی لی جو ملا' نکالا اس اثناء میں ہم نے اپنے ایک دوست سے کہا' یہ کیا نامردی تم دکھا رہے ہو؟ آؤ! ان سے لڑیں اگر مارے گئے تو شہید ہو کر دنیا سے جائیں گے اس نے کہا ہمارے ہاتھ پیچھے سے بندھے ہیں کیسے لڑیں ہمنے کہا ہمارے ہاتھ آگے سے بندھے ہیں میں کوشش کر کے دانتوں سے کھولتا ہوا' دوسرے آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کھولیں

اور ہم داد شجاعت دیں، ہم نے ایسا ہی کیا، بہت سخت جنگ ہوئی، ہم نے لڑتے لڑتے اپنے آپ کو پانی کے اس کنارے پر پہنچایا جہاں لوگوں کی حکمرانی تھی، انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا وہ ہماری مدد و اعانت کو اٹھ کھڑے ہوئے ان ڈاکوؤں پر ہلا بولا انہیں پکڑا سزا دی انہوں نے جو کچھ ہم سے چھینا تھا واپس لے کر ہمیں پہنچایا۔

(جہاز ٹوٹنا اور تیرہ دن تک تختہ پکڑ کر پانی میں رہنا)

دوسرا جہاز ٹوٹنے کا قصہ بیان کیا، فرمایا ایک مرتبہ ہمارا جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، لکڑی کے تختہ پر ہم تین آدمی رہ گئے، تیرہ دن تک اسی تختہ کو پکڑے ہوئے دریا کے شور پر تیرتے رہے پانی میں غوطہ کھاتے رہے اوپر نیچے ہوتے رہے لیکن ہم نے تختہ نہیں چھوڑا دو آدمی چند روز بعد ڈوب کر مرگئے لیکن ہم تیرہ دن پانی میں رہے ایک دانہ بھی کھایا پیا نہیں، سوئے بھی نہیں، تیرہ دن بعد ہوا آئی، اس نے ہمیں سلامتی کے ساتھ کنارے پر ڈالا، نجات ملی ساحل پر لوگوں کی ایک جماعت آباد تھی اس نے ہمیں اٹھایا، ہماری خدمت کی ایک مدت بعد ہم اپنی حالت میں آئے تھے۔

باب پنجم

یہ باب اس حقیر کے ان کی خدمت میں حاضر رہنے، ان کی مجلس میں شرکت کرنے، اس مبارک مقام میں قیام کرنے، خرقہ خلافت، روایت حدیث، تعلیم تصوف، ادعیہ و احزاب کی اجازت سے سرفراز ہونے، نیز دیگر عنایات اور ان کی اجازت سے وطن اصلی کی طرف مراجعت کے بیان میں ہے۔

جس وقت یہ عاجز ان مقامات شریفہ کی زیارت سے بہرہ مند ہوا اس وقت توجہ خاطر و ہمت باطن یاد الٰہی، عبادت و ریاضت اور تربیت و اصلاح نفس کی طرف غالب رہی۔ یہ ان مقامات و آثار کی زیارت و حاضری کی برکات سے ہے درسگاہوں میں باقاعدہ حاضری، اوقات درس کی نگہداشت و پابندی، رسمی علوم کے طلبہ کی صحبت اور ابناء زمانہ کے ساتھ میل جول کی ہمت، اور وقت میں گنجائش نہیں پاتا تھا میرا دل پورے طور پر بحث و تکرار سے سرد ہو چکا تھا، بس برکت کی خاطر اور اس عالی مقام میں جو اسرار شریعت کے ظہور کا منشا اور انوار الہیہ کے انکشاف کا مبدا ہے، علم حدیث شریف کی خدمت گاری کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کا شوق رکھتا تھا اس لئے اس مبارک شہر کے بعض علماء محدثین کی طرف توجہ کی اور ان سے استفادہ کیا۔

پہلی مرتبہ جب حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے انکے درس و تدریس و بحث و تکرار سے زیادہ عقیدت نہ تھی آخر میں یہ حقیقت کھلی کہ اس زمانے میں اس مبارک مقام میں علوم شرعیہ میں کم کوئی اس پایہ کا عالم ہو گا۔

(شیخ عبدالوہاب کی علوم میں بصیرت)

موصوف چونکہ اپنی استادی و زبان آوری و طلاقت لسانی کا مظاہرہ نہیں کرتے اس لئے حقیقت حال لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی لغت میں قاموس کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں پوری یاد ہے مبالغہ قرار نہیں دیا جاسکتا فقہ و حدیث کا بھی یہی حال ہے بارہ برس تک اپنے شیخ و دیگر علماء مکہ معظمہ کی خدمت میں اس علم شریف کو حاصل کیا کتابوں کی طلب و جستجو میں مصروف رہے۔ مبادی علوم عربیت میں بھی قدر کفایت سے زیادہ ہی درک ہے تصوف تو ان کے وقت کا سب سے بہتر مشغلہ ہے۔

(مذاکرہ علم کی درخواست)

دوسری مجلس میں ان کے یہاں جب حاضری ہوئی تو کسی تقریب سے یہ بات بھی زبان پر آگئی کہ خدام کی خدمت سے اگر وقت بچ سکے تو آپ کی مجلس میں علم شریف کا مذاکرہ نور علی نور کا حکم رکھتا ہے اس مجلس میں وقت ٹالتے ہو، فرمایا تمہیں پڑھانے کی ہم میں کہاں طاقت ہے ہمیں چاہئے کہ تمہارے سامنے کچھ پڑھیں۔

(عشرہ اخیرہ رمضان میں شیخ کے ہمراہ اعتکاف)

اس اثناء میں ماہ رمضان آگیا رمضان کے عشرہ اخیرہ میں حرم شریف میں ان کے ساتھ اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(مذاکرہ علم کی شیخ سے مکرر درخواست)

ایک دن اپنی بیچارگی انکساری و خاکساری کی کیفیت بیان کی اور عرض

کیا کہ خدمت عالی میں مذاکرہ اور بحث و تکرار علم اور حدیث کی کتابوں کی تصحیح و مقابلہ میں محض رسالت مآب ﷺ کے نام مبارک سے برکت حاصل کرنا اور آپ کی ہم نشینی و صحبت اور مجلس میں حاضرباشی سے سعادت اندوز ہونا ہے خود نمائی و خود بینی جو اس زمانے کے طلبہ کا دستور ہے ہرگز پیش نظر نہیں اس بار فرمایا انشاء اللہ جو تمہارا مقصد ہے وہ حاصل ہو جائے گا اس وقت تم مشکوٰۃ کا اپنا نسخہ لو اور اس کا اس نسخہ سے مقابلہ کرو اس کے بعد اس کی تصحیح کی جائے گی

(نسخہ مشکوۃ کی تصحیح و مقابلہ)

رمضان کے بعد ان کی خدمت میں مشکوۃ کا مقابلہ و تصحیح کی، صحت و مقابلہ کئے ہوئے نسخے اور شروح و حواشی سب ان کے پاس موجود تھے حضور ﷺ کے اقوال کی تحقیق میں تساہل اور سستی نہیں کی جاتی تھی اس مسافر پر بہت عنایت و کرم فرمائی کی چنانچہ وقت جب نصف النہار کے قریب پہنچتا اور بندہ کی طرف سے ضعف اور سستی کا اظہار ہوتا پھر کمر مضبوطی سے کستے اور دو زانو ہو کر بیٹھتے از سر نو سعی و کوشش کرتے مزید شوق کا اظہار کرتے گویا کہ آغاز درس کا وقت ہے صحت شدہ نسخوں اور شروح سے مراجعت میں گرانی طبع و ملال کی خاطر فقیر سے توقف کا شبہ ہوتا تو زیادہ شوق و رغبت دلاتے تھے۔

(شیخ کی نظر میں شیخ عبدالحق کی قدر و منزلت)

خلاصہ یہ ہے کہ اس فرومایہ پر بہت عنایت فرماتے تھے بارہا فرماتے تھے اس قریبی زمانے میں کوئی شخص ہندوستان سے ان مقامات میں نہیں آیا البتہ شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک دو آدمی آئے تھے اور انہوں نے اس فرومایہ کی تشنگی و غربت کو دیکھ کر اہل حرمین شریفین کے سامنے حقیر کی نسبت یہ بات بارہا

فرمائی تھی اور میری حاضری و غیر موجودگی میں بھی اپنے خدام و احباب سے کہی تھی کہ فلاں مرد (عبدالحق) کا بہت خیال رکھو' خوب خاطرمدارات کرو' ان کے وجود کو غنیمت سمجھو' یہ مہمان عزیز ہیں۔

(شیخ عبدالحق کے پسندیدہ اوصاف)

بارہا فرماتے تھے کہ ایک صفت فلاں آدمی عبدالحق میں بہت اچھی ہے جو علماء و فضلاء میں بہت کم پائی جاتی ہے وہ فقراء اور مشائخ کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں این ہمہ علم و فضل کسی تصنع اور بڑائی کے شائبہ کے بغیر صوفیہ کی صحبت میں رہنا اور ان کی ہمنشینی اختیار کرنا انشاء اللہ بے اثر و بے نتیجہ نہیں ہو گا چنانچہ ایک مدت تک ان کے زیر سایہ کتاب مشکواۃ کے مقابلہ میں مصروف رہنا ہوا' موصوف اپنی عادت مبارکہ کے مطابق اس وادی میں حقیر کی طرف التفات و توجہ فرماتے رہے اور کسی عالم سے اس امر کا اظہار اور اس بات کا اشارہ تک نہیں کیا۔

ایک مدت کے بعد اس فقیر سے جب راہ طریقت کی طلب و تشنگی محسوس کی اور اس درگاہ کے محرم اسرار ہونے کا مشاہدہ کیا تو اس دور افتادہ کی حقیقت حال اور وطن عزیز سے دوری دوستوں عزیزوں' شاگردوں' بیوی بچوں سے جدائی کی کیفیت سے آگاہ ہوئے اور مقصد اصلی پر غور کیا تو توجہ خاص و عنایت خصوصی سے کام لیا حالات دریافت فرماتے رہے' پوچھا تم کس کے مرید ہو؟ میں نے میرے شیخ طریقت سیدی قبلہ گاہی شیخ کلیم الہی سلمہ اللہ کے کچھ اوصاف و کمالات اور فضائل بیان کئے اور ان سے سعادت بیعت کی کیفیت بتائی' حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے عقیدت و قلبی وابستگی بیان کی' سنکر

فرمایا یہ بہت اچھی بات ہے اپنے پیر کی جناب میں متوجہ رہو' جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر کاربند رہو' ہم بھی تمہاری تربیت میں خیر خواہی کرتے رہیں گے اور منازل سلوک طے کرنے میں پوری توجہ کریں گے۔

عرض کیا گیا کہ فقیر کو مدت ہوئی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے غیبی اشارہ سے یہ دعا مانگتا رہا ہوں جس کی انہوں نے اپنے فرزند کو تلقین کی تھی کہ آدھی رات کو اٹھو' سجدہ ریز ہو جاؤ اور سجدوں میں کثرت سے کہو'

یارب دلنی علی عبد من عبادک المقربین یدلنی و یعلمنی طریق الوصول الیک۔

بار الہی ! مجھے اپنے مقرب بندوں سے کسی بندے کی راہ بتا جو تیری طرف میری رہنمائی کرے اور تجھ تک رسائی کا راستہ بتائے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو پانا اسی دعا کے قبول ہونے کا اثر ہے اس سفر میں وطن چھوڑنے اور زیارت سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصل مقصد اس درگاہ کے خاصان خدا میں سے کسی خاص مقرب بندہ کی صحبت سے مستفید ہونا ہے۔

(شیخ عبدالحق کے حق میں بشارت)

فرمایا انشاء اللہ خیر ہوگی خاطر جمع رکھو جو ہمارے پاس ہے اس میں تم سے دریغ نہیں کریں گے' بظاہر اس جملہ سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ جو کچھ تمہاری حالت و استعداد کے مطابق ہو گا وہ تمہیں مل جائے گا ورنہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے پاس تو بہت کچھ ہے بہرحال یہ اس فقیر کے حق میں ایک عظیم بشارت ہے۔

(مناسک حج کی ادائیگی اور مزدلفہ میں حضرت علی ؓ کی زیارت)

اس کے بعد حج کا زمانہ آیا اور ان کے ہمراہ مناسک حج ادا کئے گئے عرفات میں قیام رہا ان کی برکت سے مزدلفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت نصیب ہوئی گو ان کی زیارت کی تفصیل ذہن میں محفوظ نہیں۔

(جثہ شیخ عبدالحق)

مناسک حج کی ادائیگی کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ مقدسہ کی زیارت کا ارادہ کیا تو فرمایا' ہوا بہت ٹھنڈی ہے اور مدینہ منورہ میں سردی بہت کمزور کرنے والی ہے تمہارے قوی بہت ضعیف ہیں کہیں جانے کے بعد وہاں تم پر ضعف طاری نہ ہو جائے اور بشری تقاضے سے تمہیں پریشانی لاحق نہ ہو اور اس مقدس مقام سے جلد واپسی کا سبب نہ بن جائے اس لئے کچھ روز صبر کرو تو بہتر ہے فقیر کو اس سعادت نظام و مقدس مقام سے محبت و غلبہ شوق کی وجہ سے صبر و تحمل کا یارا نہیں رہا تھا۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

ترجمہ:۔ وصل کا وعدہ جب قریب تر ہوتا ہے۔ تو شوق کی آگ میں بہت تیزی آجاتی ہے

(محبت رسول ﷺ)

اس فقیر کا پہلے ارادہ تھا کہ براہ جدہ مدینہ منورہ پہنچے اس کے بعد اگر مقدر میں ہوا تو اس سال حج کے لئے آئے ورنہ آئندہ سال مکہ معظمہ جائے

بلکہ دیوانگی میں خیال یہ تھا کہ حج نہ کرے اور حاجی ہونے کا نام بھی اپنے سر نہ دھرے صرف حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلواۃ والتحیات کی زیارت پر بس کرے لیکن ان کے ارشاد سے سرتابی کی گنجائش نہ تھی دو مہینے محرم و صفر تک صبر کیا مگر رسالتماب ﷺ کے ماہ ولادت کے آنے کے بعد بے قابو ہو کر ان کی خدمت میں پہنچا اور رخصت ہونے کی درخواست کی ہرچند ابھی سرما کی ہوا سخت تھی فرمایا پس اگر صبر کی طاقت نہیں رکھتے تو مبارک ہو' جاؤ۔

(مدینہ منورہ کو روانگی)

روانگی کی تاریخ تئیس ماہ ربیع الاول مدینہ منورہ میں آمد کی تاریخ پانچ یا چھ ربیع الاخر تھی۔ فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ تمہیں سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے مقصود کی بشارت ملے گی اور تم رسالت مآب ﷺ کے جمال باکمال کے مشاہدہ سے بہرہ مند ہو گے وہاں سے آنے کے بعد انشاءاللہ تمہارے حال پر توجہ دیں گے اور جو خدا کو منظور ہو گا وہ ہو گا۔

(دربار رسالت میں حاضری)

سرور کائنات ﷺ کی زیارت کے بعض خصوصی آداب کی تعلیم و تلقین کی اور فرمایا کہ ہر روز چند ساعت چاشت کے وقت فلاں جگہ مواجہ شریف کے سامنے حضور ﷺ کی مجلس میں حاضری کے خیال سے نہایت ادب و ہوش و حواس کے ساتھ رسالت مآب ﷺ پر درود و سلام میں منہمک رہنا چاہئے اور اس مجلس کی پابندی ابواب سعادت کی کنجی اور انواع کرامت کا ذریعہ ہے۔ راستہ میں زیادہ تر بلکہ ہمہ وقت فرائض کی ادائیگی کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے رہنا۔

(درود شریف پڑھنے کی تعداد)

عرض کیا گیا کہ اس درود شریف کے لئے کوئی عدد و تعداد مقرر ہے۔

فرمایا اس کا اعلیٰ مرتبہ جس کی انجام دہی میں زیادہ دشواری نہیں ہے اور جو دوسرے اعمال و اوراد کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے ایک ہزار بار پڑھنا ہے متوسط درجہ پانچ سو مرتبہ اور ادنیٰ درجہ جس سے کم پڑھنا نہیں چاہئے سو بار ہے۔

عرض کیا گیا کہ ہر نماز کے بعد اگر سو مرتبہ پڑھا جائے تو کیسا ہے فرمایا بہت اچھا ہے ہر روز پانچ سو مرتبہ ہو جاتا ہے اور آسان بھی ہے سو مرتبہ اگر سوتے وقت بھی پڑھ لیا جائے تو بہت بہتر ہے فرمایا مدینہ منورہ کے راستہ میں جاتے ہوئے کسی درود شریف پڑھنے کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔

(راہ مدینہ میں درود اتنا پڑھو کہ اس کے رنگ میں رنگ جاؤ)

اتنا پڑھو کہ خشوع و خضوع اور حضوری کی کیفیت پیدا ہو جائے اور اس کی لذت سے زبان بھی تازگی محسوس کرے اس کے رنگ میں رنگ جاؤ اس راستہ میں اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں عرض کیا گیا درود و سلام میں کوئی متعین صیغہ استعمال کرنا چاہئے یا جس صیغہ سے جی چاہے اور لذت محسوس ہو۔

(درود و ذکر میں لذت حضوری)

فرمایا اصل چیز اس میں بھی لذت و حضور ہے البتہ صیغہ کا تعین بہتر آسان و زیادہ موثر ہے کثرت سے اور ہمیشہ اس صیغہ کے ساتھ درود پڑھو جو ہمارے شیخ نے اپنے بعض رسائل میں استعمال کیا ہے اور وہ یہ ہے۔

اللھم صلی علی سیدنا محمد عبدک و رسولک
النبی الامی و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

(قصیدہ شیخ عبدالحق بارگاہ رسالت مآب ﷺ)

اس کے بعد یہ حقیر مدینہ منورہ پہنچا اور سید کائنات ﷺ کی مسجد میں حاضری کی سعادت سے بہرہ مند ہوا شب جمعہ کو مزار اقدس کی عمارت کے اندر کی طرف کا پردہ اٹھاتے ہیں اس موقعہ پر ایک قصیدہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، میں جب اس شعر پر پہنچا

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ
جمال خود نماوحمے بجان زار شیدا کن

اس شعر کی اتنی تکرار کی کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں گمان غالب یہ ہے کہ قصیدہ پسندیدگی سے سنا گیا اور قبولیت سے سرفراز ہوا اور حصول مقصود کا سبب ہوا جس کی علامت یہ تھی کہ قریبی مدت میں رسالت مآب ﷺ کی طرف سے سعادت بشارت، جس کی طرف وقت رخصت شیخ نے اشارہ کیا تھا سرفراز ہوا۔

(خواب میں زیارت رسول اللہ ﷺ)

میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت حجرہ شریفہ کا دروازہ جو اسطوان سریرہ اور اسطوان محرس (جس کو اسطوان علی بھی کہتے ہیں) کے درمیان واقع ہے کھلا ہوا ہے رسالت مآب ﷺ وہاں قیام فرما ہیں فقیر حقیر روضہ مبارکہ کے دروازے پر جو رسول اللہ ﷺ کی محراب کے قریب ہے داخل ہوا تو رسالت مآب ﷺ نے دس بارہ قدم بلکہ اس سے بھی زیادہ قدم بڑھا کر نہایت مہربانی و شوق سے اپنے غلام کا استقبال کیا جیسا کوئی اپنے عزیز مہمان کا کرتا ہے اور یہ

عاجز رسالت مآب ﷺ کے قدموں میں گر گیا چنانچہ سرور دو عالم ﷺ نے اپنے غلام کا سر اٹھایا اور اپنے بازو میں لے کر گلے سے لگا لیا تبسم فرمایا بشارت سے سرفراز کیا اس وقت سرکار دو عالم ﷺ کسی مالکی فقیہ کی صورت میں درس دے رہے تھے۔ یہ خواب بوقت سحر شب پنج شنبہ سترہ یا اٹھارہ رجب ۹۶۸ھ کو دیکھا تھا جب حضور ﷺ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار جبل احد کے قریب مسجد میں تھا۔ ایک دوسری رات جو رسالت مآب ﷺ کے روضہ مقدسہ میں بسر کی تھی خواب میں زیارت نصیب ہوئی یہ حقیقت گھڑی بھر سے زیادہ نہ تھی جیسا کہ کہا جاتا ہے وصل کا سال بھی ایک اونگھ سے زیادہ نہیں ہوتا سچ کہا ہے۔

بسالہا شب وصل گر اتفاق افتد
شفق فروشد صبح دم کند آغاز

اس شب میں مقدار لحہ مخصوص لذت کے ادراک سے یہ کنایہ ہوا جس کی تعبیر قید تحریر و بیان سے باہر ہے فللہ المنۃ ولرسولہ

موسم رجب گزرنے کے بعد جو ستائیسویں شب کو واقع ہوتا ہے اہل مکہ اہل یمن و اہل کوفہ اور اس اطراف کے تمام دیار کے عرب یہاں زیارت کو آتے ہیں انوار و برکات سے مستفید ہوتے ہیں شب معراج بھی قول راجح کے مطابق اسی تاریخ کو ہوئی تھی۔

(مدینہ منورہ سے واپسی)

رسالت مآب ﷺ کے روضہ اقدس سے جب مکہ معظمہ آیا اور شیخ کی خدمت میں پہنچا تو بہت خوش ہوئے مبارک باد دی فرمایا الحمد للہ اس مرتبہ

مزید انوار سے بہرہ ور ہوئے پھر حسب ذیل دو شعر پڑھے۔

یا عین ان بعد الحبیب وداره
وناءت مراحله و شط دیاره

اے چشم اگرچہ حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا اس کی
منزلیں اور اس کا شہر قریب نہیں ہے تو کوئی بات نہیں

فلقد ظفرت من الزمان بطائل
ان لم تریه فهذه آثاره

تو اس سے تو ایک گھڑی مستفید ہوگئی اگر تو حبیب کو نہ دیکھ سکی تو اس کے ان آثار کو تو دیکھ سکی ہے۔ کیا یہ کامیابی اور خوش نصیبی تیرے لئے کم ہے۔

اس کے بعد غریب فقیر مدینہ منورہ کی رخصتی کے موقعہ پر کئے ہوئے وعدہ کے مطابق خصوصی توجہ والتفات کا منتظر رہا کہ ذکر کی تلقین کریں گے اور طریقہ درویشی میں منہمک رہنے کا حکم دیں گے مشکوۃ کا کچھ حصہ رہ گیا تھا فرمایا کہ اس کو خود پورا کرو پھر دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔

(شیخ سے کتب تصوف کی خواندگی)

مشکوٰۃ شریف کے پورا ہو جانے کے بعد فرمایا کہ آداب سلوک و احکام طریقت میں صوفیہ کی کتابوں میں کوئی کتاب پڑھو چنانچہ کتاب قواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعہ والحقیقہ جو سیدی احمد زروق کی تالیف ہے یہ دیار مغرب کے متاخرین صوفیہ میں ہیں اور شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری کی

کتاب الحکم کی۔ حکم خامس عشر کی شرح جو سیدی احمد مذکور قدس سرہ کی تالیف سے ہے ان کی خدمت میں پڑھی گئی ان کتابوں کے ختم کرنے کے بعد اس عاجز کے دل میں خیال آیا کہ صحیح مسلم کا ایک حصہ سند کی خاطر انہیں سنایا جائے اور صحیح بخاری جو بعض علماء سے پڑھی گئی ہے اسے بھی پڑھ لیا جائے تو یہ کام نور علی نور ہو گا۔

(علم حدیث سے مناسبت تامہ)

یہ بات جب شیخ سے عرض کی گئی تو فرمایا کہ علم کی کوئی انتہاء نہیں۔ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے تمہیں اب پڑھنے کی حاجت نہیں ہے الحمدللہ علم حدیث سے تمہیں پوری مناسبت پیدا ہوگئی ہے اور اتنا علم تمہیں حاصل ہو چکا ہے کہ اس علم کی خدمت سے تم عہدہ برآ ہو سکتے ہو اب چند دن دوسرے کام میں منہمک رہو اور تھوڑی خلوت و ذکر اللہ کی لذت سے بھی بہرہ مند ہو۔

(خلوت نشینی کی ہدایت اور توجہ)

چنانچہ اس عاجز کو ذکر و آداب خلوت کے طریقے بتائے اور کم کھانے کی ہدایت کی پھر اپنی خلوت گاہ میں جو حرم شریف کے پاس باب جیاد سے متصل اور حجر اسود و رکن یمانی کے مقابل تھی بٹھایا جہاں موصوف برسوں خلوت نشین رہے تھے اور فرمایا کہ خلوت و تنہائی اگرچہ اور بہت سے مقامات پر میسر ہے لیکن اس مقام پر اس لئے بٹھایا کہ یہاں بہت سے انوار و اسرار ظاہر ہو چکے ہیں، بٹھانے کے وقت خود حجرہ میں تشریف لائے فرمایا اس نفی و اثبات میں جو تمہارے شیخ نے تمہیں تلقین کی ہے مصروف رہو ہم بھی کبھی کبھی تمہاری طرف توجہ کریں گے اور تمہاری مدد کرتے رہیں گے اس طرح کچھ مدت ان کی

نگرانی و سرپرستی میں رہنے اور وقت گزارنے کی سعادت حاصل رہی اس عرصہ میں جو خطرات و حالات گزرے انہیں لکھ کر شیخ کی خدمت میں بھیجتا وہ جواب سے سرفراز فرماتے اور حالات دریافت فرماتے رہتے تھے، فرماتے کہ الحمدللہ مقصد کے مطابق احوال و حالات رونما ہو رہے ہیں خلوت کی مدت پوری ہونے کے بعد صحیح مسلم کا کچھ حصہ جس کے پڑھنے کی درخواست اس سے قبل کی گئی تھی ان کے سامنے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی فرمایا:

اب ہندوستان جانے کا ارادہ کرو اور سیدھے اپنے گھر جاؤ تمہاری والدہ اور بچے بہت پریشان ہوں گے وہ تمہاری طرف نظر لگائے ہوئے ہوں گے عرض کیا کہ اس عاجز کا ارادہ ان مقامات شریفہ میں زیادہ قیام کرنے کا ہے اور اس کے بعد بغداد جانے اور حضرت غوث الثقلین ؒ کے مزار پر حاضری کا ارادہ ہے۔

(ہندوستان واپس جانے کی ہدایت)

فرمایا تمہیں اس کے بعد نہ یہاں رہنے کی گنجائش ہے اور نہ وطن اصلی کے سوا کسی دوسری جگہ جانے کی اجازت ہے شریعت کا حق سب پر مقدم ہے حضرت غوث الثقلین تمہارے ساتھ ہیں۔

(عقیدت و محبت پیروی احکام کا نام ہے)

جہاں کہیں بھی رہو محبت و عقیدت اور توجہ ان کی جناب میں رکھو ان کی اتباع و پیروی کرو ان کے فرمائے پر چلو وہ اس بات سے کبھی راضی نہیں کہ تم اپنی ماں، بیوی اور چھوٹے بچوں کی اذیت کا سبب بنو، تم خود کہتے تھے کہ میری والدہ نے مجھے حرمین کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ تیسری جگہ نہ جانا فرمایا

اب کیسے جاسکتے ہو' میں نے عرض کی اس عاجز نے ارادہ کیا ہے کہ بغداد کے راستہ سے ہندوستان جاؤں گا اب کیا اس راستہ سے جانا اور کیا اس راستہ سے جانا گویا تیسرے راستہ سے نہیں جانا ہے۔

(مزار جیلانی پر حاضری کی تمنا)

فرمایا ایسا اگر کرو تو درست ہے تم بغداد میں اگر ایک مہینہ یا چالیس دن قیام کر سکے تو پھر وہاں سے نہیں نکل سکو گے تمہیں شیخ جیلانی سے جو نسبت و تعلق حاصل ہے اس کے پیش نظر تمہارا وہاں سے نکلنا مشکل ہے تم بغداد سے نکل نہیں سکو گے اور سفر دراز ہوجائے گا تمہارے متعلقین انتظار میں تکلیف اٹھائیں گے' برباد ہوجائیں گے۔

میں نے عرض کیا دعا فرمائیں جس امر میں بندہ کی خیر ہو وہ ہوجائے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ خیر ہی ہے تم استخارہ کرو اب آپ کی خیریت اس امر میں منحصر ہے کہ سیدھے اپنے گھر پہنچو۔

(عبداللہ بلیانی کے قول کی توجیہ وتشریح)

ایک دن ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ شیخ ابو عبداللہ بلیانی جو ایک بزرگ تھے ان کے کمالات و مناقب کا ذکر **نفحات الانس** میں مذکور ہے انہوں نے فرمایا ہے۔

اس راہ کے طالب کی شرط یہ ہے کہ وہ جان لے کہ حقوق میں سے کوئی حق حقوق اللہ سے بڑھ کر نہیں ہے اور حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہونے سے پہلے کسی شخص کا بھی اس پر کوئی حق نہیں ہے خواہ وہ باپ ہو یا ماں ہو یا بیوی یا بچے ہوں انہیں سب کو خیرباد کہنا چاہئے مولیٰ کا طالب بننا چاہئے اور نفس

کی تکمیل کرنا چاہئے تھوڑی دیر سوچتے رہے پھر فرمایا یہ خود کوئی ایسی بات نہیں ہے جیسی انہوں نے کہی ہے بلکہ یوں سمجھو شریعت کے حقوق سب حقوق اللہ ہیں اور ان کی رعایت حق تعالیٰ کی معرفت کا باعث اور حق تعالیٰ کی قربت و رضا کا موجب ہے البتہ وہ اگر حق کی طلب اور دین اسلام سے مانع آئیں تو بات دوسری ہے۔ عرض کیا گیا کہ انہی بزرگ کا قول ہے کہ معاش و رزق کی طلب میں سرگرداں نہیں رہنا چاہئے اس لئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نحن نرزقک، وان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین
(سورہ طٰہٰ)

ہم تمہیں روزی دیتے ہیں اور اللہ ہی روزی رساں ہے اور زبردست قوت کا مالک ہے۔

فرمایا یہ اختلافی مسئلہ ہے اس میں تفصیل ہے مطلق ایسا نہیں ہے روزی کے لئے کوئی سبب و حیلہ کرنا اور اسباب کے درپے نہ ہونا دونوں باتیں اللہ تعالیٰ سے قربت اور اس تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔ مختلف اوقات میں سفر بغداد کی بات انکی خدمت میں پیش کی جاتی اور جب اس کی بات ہوتی وہ تغافل کرتے خاموش ہوجاتے یا فرماتے بہتر ہو گا دیکھو کیا ہوتا ہے۔

(سفر بغداد کی ممانعت)

اس سلسلہ میں ان کے عجیب و غریب تصرفات سے یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ یہ عاجز جب اپنی قیام گاہ میں آتا اور تنہا ہوتا تو خود بخود یہ جذبہ پیدا ہوتا کہ ہندوستان نہ جائے اور یہ ارادہ مطلق بدل جاتا تھا پھر ان کی خدمت میں جب جاتا کہ اس امر میں ان سے مشورہ کیا جائے اجازت لی جائے تو اس امر میں

یارائے سخن نہیں ہوتا اور ان کی منشا کے خلاف دم مارنے کی گنجائش نہیں ہوتی یا اس امر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، عقل میں یہ بات آئی تھی کہ چلا جانا چاہئے لیکن اس کا یارا نہیں تھا کہ اس کے خلاف دم مارا جائے یہاں تک کہ دوسرے حج کا زمانہ آگیا منی کے ایام میں رخصت طلبی کے لئے حاضر ہوا عرض کیا کہ عاجز چاہتا ہے کہ قافلہ بغداد کے ہمراہ چلا جائے اس دن صاف طور سے منع کیا فرمایا ہم خوش نہیں ہیں کہ تم وطن مالوف کے سوا کہیں جاؤ پھر سفر کا ارادہ ختم کر دیا اس لئے کہ ان کی خوشنودی کے بغیر کام کرنے کی گنجائش نہ تھی۔

(ممانعت شیخ کے باوجود سفر کا ارادہ)

بیانہ کا ایک طالب ان کی خدمت میں آیا علم کی تحصیل کی، مرید بھی ہو گیا بظاہر وہ نسبت بھی قوی رکھتا تھا اسے بھی مصر شام اور بغداد کے سفر کا خیال ہوا شیخ نے منع کیا وہ ممانعت کے باوجود باز نہیں آیا چلا گیا پھر وہ گوناگوں پریشانیوں میں مبتلا ہوا اس زمانے میں جب یہ عاجز حرمین میں موجود تھا وہ وحشت و پریشانی میں مبتلا تھا اس کا انجام کار کیا نکلا، اللہ ہی جانتا ہے آخر معلوم ہوا کہ پہنچ گیا۔

(دوسرا حج)

مکہ معظمہ میں دوسرا حج ادا کرنے کے بعد جناب سید المرسلین حبیب رب العالمین ﷺ کی زیارت کی سعادت سے سرفراز ہوا اس مرتبہ مشاہدہ جمال پہلی بار کے مقابلہ میں زیادہ کامل و زیادہ مفصل ہوا۔

(رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت)

میں کیا دیکھتا ہوں گویا سرکار دو عالم ﷺ ایک مسہری پر آرام فرما ہیں

ایسا خیال میں آتا ہے سرور عالم ﷺ مرض موت میں ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقامات تقرب و اختلاف مراتب کے لحاظ سے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہیں حضور اکرم ﷺ ان میں سے کبھی کسی جماعت کو اور کبھی کسی جماعت کو کسی کام سے بلاتے تھے یہ فقیر حقیر بھی بارگاہ رسالت میں حاضرین میں شامل تھا اور بعض صحابہ کی نسبت سے زیادہ قریب اور بعض کی نسبت سے زیادہ دور تھا اس وقت فقیر اپنے اندر اس مقام عالی سے ایک خاص قسم کی نسبت موانست اور مناسبت و استعداد پاتا ہے کہ اگر چاہے تو قریب تر چلا جائے اور جس جگہ بھی چاہے کھڑا ہو جائے جیسا کہ قدیم خدمت گاروں میں کوئی رسول اللہ ﷺ سے قریب ہوتا ہو۔

اسی حالت میں ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار دو عالم ﷺ ایک مسہری پر جلوہ افروز ہیں اور طلبہ کو حدیث شریف کا درس دے رہے ہیں جیسا کہ علماء محدثین کا دستور ہے رسول خدا بیٹھے ہوئے حدیث پڑھا رہے ہیں ان کے چہرہ انور سے آثار جمال و جلال روشن ہیں اور نہایت ہی حسین و جمیل شکل و صورت میں بہت ہی آراستگی کے ساتھ جلوہ فرما ہیں کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور نہ حاشیہ خیال میں آسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی پہلی بار ایک فقیہ مالکی کی صورت میں جمال شریف کی زیارت نصیب ہوئی تھی اس حقیر کی آرزو و درخواست یہ تھی کہ دوسری بار زیارت اپنے اس خاص حلیہ مبارکہ اور جمال خاص میں کرائیں جو کتب حدیث میں مذکور و منقول ہے اس مرتبہ ایسا ہی ہوا با ایں ہمہ بعض باتوں میں حلیہ شریفہ سے موافقت نہیں تھی چنانچہ چہرہ انور کی گولائی اس نوع پر نہیں تھی جو

منقول ہے لیکن نہایت حسین و جمیل بارونق نہایت دلکش پر نور و روشن تھی رسالت مآب ﷺ کی بائیں بھوؤں میں جو کنپٹی کی جانب ایک خاص نوع کی اونچائی اور باریکی ہے اس میں اسرار حسن میں سے ایک حسن و خوبی مضمر ہے جس کی تعبیر زبان قلم سے باہر ہے ان بھوؤں میں کچھ مجتمع بالوں کی ایک نہایت ہلکی اور لطیف گرہ ہے جو دل کی گرہ کھولتی ہے یہ گرہ ایک زخم نما چیز ہے کہ گویا سرناخن کی خراش ہے اس گرہ میں اس خراش سے حسن و جمال کا ایک خاص نکتہ ہے جس کا ادراک عقل و خرد اور وہم و خیال کے حیطہ تصور سے باہر ہے اس کا مشاہدہ اور اس میں نظر ایک قسم کی لذت و ذوق دل میں پیدا کرتا ہے جس کا پانا اس وقت کے ادراک پر موقوف ہے اللہ اللہ کس قدر لطیف جمیل حسین و کامل ترین رسالت مآب ﷺ کا جمال تھا

کس نیست درجہاں کہ زحسنت عجب نماند
ای درکمال حسن عجب تر ز ہر عجب

یہ عاجز حلقہ درس میں لوگوں کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے جو پہلے سے آگے بیٹھے ہوئے ہیں اور دو زانو بیٹھے رسالتمآب ﷺ کے سامنے پڑھ رہا ہے شاید بعض لوگوں سے آگے ہے اور پیچھے بیٹھنے اور سننے میں وقت ہوتی ہے اور یہ اجتماع میں تنگی کا باعث ہوتا ہے اس لئے یہ عاجز کبھی دو زانو کھڑا ہو جاتا نہایت توجہ سے رسالت مآب ﷺ کا کلام سنتا اور سرکار دو عالم ﷺ کے جمال باکمال کا مشاہدہ کرتا تھا سرکار کے چہرہ انور کو دیکھنے میں کلام کے سننے سے زیادہ لذت محسوس کرتا تھا نیز اپنے نفس میں ایک خاص قسم کی شگفتگی و انکساری پاتا گویا اپنا حال اور اپنی کیفیت دربار رسالت میں پیش کر رہا ہے اور یہ الفاظ کہہ رہا ہے

الفقیر ابن الفقیر' المسکین ابن المسکین' الحقیر ابن الحقیر' اور اسی قسم کے دوسرے کلمات مناسب حال عرض کرتا ہے چنانچہ رسالت مآب ﷺ تبسم فرماتے ہوئے نہایت لطف و کرم و عنایت و مہربانی سے اس ضعیف کو دیکھتے ہیں اور اپنی جگہ سے پیچھے ہٹتے ہیں مجلس میں گنجائش زیادہ کرتے ہیں اور زیادہ پیچھے ہٹ کر بیٹھتے ہیں۔

اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہربانیاں اور عنایتیں سب اس عاجز کی دل بستگی کی خاطر فرمائی ہیں نیز صورت حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

(خواب میں حضور ﷺ کی ہدایت)

گویا فرمارہے ہیں کہ دیکھو یہ ہمارا پیچھے ہٹ کر بیٹھنا اور توجہ و تواضع تمہاری دل بستگی اور تم پر توجہ والتفات کی خاطر ہے یہ عاجز پھر وہی فروتنی و انکساری اختیار کرتا اور پھر وہی عجز و انکساری کے کلمات زبان سے کہتا ہے جو اس سے پہلے کہے تھے اور عرض کرتا ہے کہ میں کیا ہوں میری حیثیت کیا ہے میں ان عنایات کا مستحق کہاں ہوں گویا فرمارہے ہیں اگرچہ ایسا ہی ہے لیکن احادیث کا سنانا اور اپنے علم سے فائدہ پہنچانا چاہئے اور جو چیزیں اس راستہ میں حائل ہوں انہیں دور کرنا چاہئے۔

یہ عاجز عرض کرتا ہے کہ علم کے انوار مشرق و مغرب میں روشن ہیں اور دور و نزدیک برابر ہیں کوئی رکاوٹ اور مانع نہیں ہے قریب ہے کہ مشرق و مغرب اس نور سے معمور ہو جائیں اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ وقت رسالت مآب ﷺ کی بعثت و ظہور کا وقت ہے۔

(ایک حدیث شریف کے مضمون کی وضاحت)

اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ سرور کائنات ﷺ کھڑے ہوئے حدیث بیان فرما رہے ہیں اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آدمی کو ایک ہیئت اور خاص ترکیب سے بنایا ہے وہ مختلف وضع پر قادر ہے جس وضع پر چاہے قرار پکڑ سکتا ہے جیسے سیدھا کھڑا ہونا جھکنا بیٹھنا سجدہ کرنا اس کے بدن میں ایسی جگہیں اور جوڑ بنائے ہیں کہ وہ ہر ایک جوڑ اور مقام سے ایک خاص نوعیت کی کیفیت پیدا کر سکتا ہے چنانچہ وہ پہلو کمر اور گردن پھیر سکتا ہے اس لئے اس کو طاعت و عبادت میں قیام و رکوع و سجود کا حکم دیا گیا ہے تا کہ اس نعمت کے شکر کا اظہار مختلف صورتوں پر قادر رہ کر کر سکے اس کے برعکس دوسرے حیوانات کو یہ قدرت و طاقت نہیں دی گئی ہے اس حدیث کا مضمون ہے جو اس موقعہ پر رسالت مآب ﷺ نے سنائی اور سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث کے ابتدائی الفاظ جو سنے تھے وہ تھے۔

ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (الحدیث)

بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت (بعض صفات) پر پیدا فرمایا ہے۔

باقی مضمون مذکور الفاظ و کلمات کی وساطت کے بغیر دل میں ڈالے گئے تھے جس کا مطلب اوپر بیان کیا گیا ویسے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ہم اللہ تعالیٰ سبحانہ سے اس کے مزید فضل اور اس کے رسول ﷺ کے مزید کرم کے خواستگار ہیں۔ میں پھر بیدار ہوا تازہ وضو کیا جتنی نماز کی توفیق ہو سکی وہ پڑھی پھر سرکار دو عالم پر درود و سلام کا تحفہ بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اس کے اس عظیم الشان احسان پر حمد و ثناء کی

شکر ادا کیا۔

(خواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت)

اس رات میں پھر خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت امام شہید سبط رسول علیہ السلام ابو عبداللہ حسین بن امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہیں نیز بدوؤں سے لڑنے کے لئے لشکر تیار کر رہے ہیں میں اپنا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدم پر رکھتا ہوں اور مست و مدہوش ہو کر گر پڑتا ہوں پھر وہاں سے پاس ہی ایک بڑی مسجد میں جاتا ہوں اور قتال و جہاد کے اسباب کی تیاری میں لگ جاتا ہوں گویا ایک بڑا لشکر گھوڑوں پر سوار اس انداز سے جو ہندوستان میں متعارف ہے جیسے شادی میں دلہن کو سواروں کے ساتھ اور اسباب سلطنت خدم و حشم کے ساتھ سوار کر کے لے جاتے ہیں اس طرح اسے بھی لے جایا جا رہا ہے اور وہ فتح و نصرت کے ساتھ واپس آ رہا ہے والحمد للہ علی ذلک

(رات میں استاد محمد طاہر کی زیارت)

اسی رات آخر شب میں طلوع فجر سے ذرا پہلے مشائخ میں سے محمد طاہر نامی بزرگ کو خواب میں دیکھتا ہوں جن کی خدمت میں اپنے بچپن اور زمانہ طالب علمی میں جاتا تھا جو دہلی میں اپنی خلوتگاہ میں آرام فرما ہیں وہ گویا بیمار ہیں اور مزاج پرسی کے ارادہ سے انکی خدمت میں آیا ہوں ان کی مجلس میں بیٹھا ہوں اور وہ مجھے دیکھ کر فرما رہے ہیں۔

سبحان اللہ اس نے ہر شخص کو ایک خاص مقصد سے پیدا کیا ہے اور جس چیز و مقصد کے لئے اسے بنایا گیا ہے وہ چیز اس پر آسان کر دی جاتی ہے اسے اس کی توفیق دیتے ہیں گو اس عاجز نے طالب علمی کی راہ سے اور حرمین

شریفین تک پہنچنے اور مقصود حقیقی تک رسائی اور اللہ عزہ و جل و رسول الثقلین ﷺ سے خاص نسبت حاصل کرنے کے سلسلہ میں جو سعی و کوشش کی اس پر تعجب فرما رہے ہیں۔

میں جب بیدار ہوا تو فجر کی نماز حرم شریف میں جاکر ادا کی یہ تمام واقعات ۲۱ ذی الحجہ سال مذکور میں ولادت گاہ رسالت ماب ﷺ میں رونما ہوئے۔

والحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ و آلہ
و صحبہ اجمعین۔

(سفر بغداد کا پختہ ارادہ اور غیب سے تنبیہہ)

دوسرے سال رجب کی آمد پر حضرت شیخ کی اجازت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اس عاجز کے دل میں یہ تھا کہ اس بار مدینہ منورہ جاؤں تو وہیں رہوں نصیب میں ہوا تو حج کے لئے آؤں گا ورنہ نہیں۔ یہیں سے بغداد حضرت غوث الثقلین کی زیارت کے لئے سفر کروں گا اس امر کا دل میں پختہ ارادہ تھا البتہ اس امر کا اظہار شیخ سے نہیں کیا تھا لیکن شیخ کی رضا کے خلاف اس بات کو دل میں چھپانے سے ایک طرح کی خلش تنگی محسوس کرتا تھا اسباب سفر کی تیاری جیسے کھانے پینے کا سامان' سواری اور ساتھی سب تیاری مکمل تھی اور آج کل میں نکلنے کا ارادہ تھا۔ سحر کے وقت طواف کا معمول تھا اس وقت جو حرم شریف میں جانا ہوا تو دل سفر کے خیال سے یکسر خالی تھا۔ بس حجر اسود کو چومنے کی خاطر قدم رکھا تھا کہ اچانک ارادہ سفر سے دل میں تردد ہوا اور اب محسوس ہوا کہ دل میں غیب سے کوئی چیز ڈھیلے کی مانند آکر لگی باوجودیکہ ایسی کوئی

بات پہلے دل میں نہیں گزری تھی اور نہ کوئی خیال ہی دل میں آیا تھا اور نہ کوئی وسوسہ پیدا ہوا تھا دل میں قلق اور بے چینی ہوئی بارگاہ الٰہی میں آہ و زاری شروع کی از سر نو استخارہ کیا اور اسی حال میں صبح ہوگئی۔

اس کے بعد شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس عاجز کا ارادہ مدینہ منورہ کے اس سفر میں ایسا تھا اور یہ بات دل میں آپ سے پوشیدہ رکھی گئی تھی آج سحر کے وقت اچانک دل میں تردد ہوا جو حقیقت تھی وہ بتائی گئی بہت خوش ہوئے۔ خوشی و رضامندی کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں ہوئے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آتی تو آپ کے دانت اور ڈاڑھ تک ظاہر ہو جاتی تھیں فرمایا بہت اچھا ہوا ہماری خوشی بھی اسی میں ہے اور تماری خیریت بھی انشاءاللہ اسی میں ہوگی۔

(عرض حال و شیخ کی نصیحت و شفقت)

عرض کیا گیا کہ اس سفر کا ارادہ اگر فسخ کر دیا جائے اور ایک سال اور آپ کی خدمت میں گزارا جائے تو یہ بھی سعادت ہے پھر سال بھر بعد آپ کی اجازت سے وطن مالوف کو جائے' اس لئے کہ اس عاجز کو آپ کی صحبت میں ہر روز نیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور وہ فائدہ محسوس و معلوم ہوتا ہے' آپ کی صحبت غنیمت ہے۔

فرمایا اب تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ اپنے وطن جاؤ' اہل حقوق کو اپنی ملاقات سے خوش کرو یہ بھی عبادت و امتثال امر ہے۔

پھر فرمایا ان مقامات سے تمہاری فطری استعداد کا جو مقتضی تھا پھر جو اس وقت تم نے ہماری صحبت سے حاصل کیا ہے اس کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ آخر کار

وہ برگ و بار لائے گا۔ تمہارے نصیب میں جو تھا وہ تمہیں ملا اور جو ہے وہ بھی ظاہر ہو جائے گا۔ شکر کرو، الحمد للہ حق تعالیٰ نے تمہیں ان مقامات شریفہ کی زیارت کی سعادت بخشی اور تمہیں صحیح و تندرست اور بہرہ مند یہاں سے وطن لوٹایا اتنا کچھ تمہیں توفیق الٰہی سے حاصل ہوا ہے، بہت ہے، اس قسم کے جملے اس عاجز کی تسلی دل کی خاطر فرماتے تھے۔

(بعض امور میں مخلوق سے اختلاط ضروریات دین سے ہے)

عرض کیا گیا کہ اس عاجز کو لوگوں سے میل جول رکھنے اور ان سے ملنے جلنے کا زیادہ حوصلہ نہیں ہے، میل جول کی صورت میں یہ بھی نہیں معلوم کہ کیا طریق کار اپنانا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ بعض اوقات بعض امور میں مخلوق کے ساتھ میل جول رکھنا ضروریات دین سے ہے۔

(خلق سے میل جول میں اعتدال کی راہ)

عرض کیا گیا کہ فقیر کی آرزو تو یہ ہے کہ اپنے گوشہ سے باہر نہ نکلے اور کسی شخص سے میل جول نہ رکھے فرمایا سبحان اللہ کسی کو اگر یہ حالت میسر آجائے اور کوئی شخص اپنے پاؤں توڑ کر بیٹھا رہے یہ خود اپنی جگہ بہت اونچا مقام ہے لیکن اعتدال کی راہ اور اصل حکم اس باب میں یہی ہے کہ خلق خدا کے ساتھ بھلائی کی باتوں میں شریک رہے اور برائی کی باتوں سے بچتا رہے۔

(متوکل کی شان)

فرمایا کہ خلق سے رشتہ توڑنا اور خدا سے جوڑنا اور اس پر بھروسہ کرنا اس راستہ پر چلنے کی شرط ہے، بھروسہ کرنے والے اور متوکل کو چاہئے کہ لوگوں کے پاس جو ہے اس پر نظر نہ رکھے کہ یہ طمع میں داخل ہے اس سے

برکت نہیں ہوتی ہے۔

(نفس کا اٹکاؤ)

بیان کیا جاتا ہے کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اپنے بال بچوں کے لئے بازار سے کھانا خرید کر لاتے۔ اس کھانے کو بنانے والا اس زمانے کے نیک لوگوں میں سے تھا وہ امام موصوف کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا ان سے محبت کرتا تھا۔ وہ جب امام مالک کے گھر آکر اترا تو دیکھا کہ امام صاحب کے صحن میں بہت سی روٹیاں خشک کی جا رہی ہیں اس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان روٹیوں میں سے اس کو حصہ دیا جائے گا امام مالک نے اس کے اس خیال کو فراست سے پالیا اسے رخصت کر دیا اور ان روٹیوں میں سے کوئی اس کو نہ دی۔ اسے دروازہ سے نکلے ہوئے کچھ دیر ہوگئی وہ نا امید ہو گیا تو اپنے لڑکے کو اس کے پیچھے بھیجا اور اسے اپنے پاس بلایا روٹیاں دیں اس نے پوچھا اس میں کیا راز تھا کہ جب میں آپ کے گھر آیا تو آپ نے ان روٹیوں میں سے ایک روٹی نہ دی اور مجھے محروم لوٹایا۔ اب آپ مجھے بلاکر عنایت فرما رہے ہیں۔ امام موصوف نے فرمایا پہلے ہم نے تمہارے نفس کی روٹیون سے وابستگی و طمع کو محسوس کیا تھا اس لئے ہم نے نہیں دی تھیں۔ جب تمہاری امید ٹوٹ گئی ہم نے دے دیں۔

(جزیرہ مکران)

فرمایا ہماری کشتی جب عدن کے پاس مکران جو ایک جزیرہ ہے پہنچی تو یمن کے درویشوں میں سے ایک درویش نے جس پر نیکی و فقر معنوی کے آثار نمایاں تھے ہم سے پوچھا کہ۔

کشتی رانی کا جب زمانہ شروع ہوتا ہے تو ہمارے دل میں یہ خیال گزرتا ہے اور انتظار رہتا ہے کہ کشتی پہنچے گی لوگ ہمیں کچھ دیں گے۔

یہ طمع و خواہش نفس کے حکم میں جو صوفیہ کے یہاں مذموم ہے داخل ہے یا نہیں، ہم نے صورت مذکورہ میں جواب دیا طمع میں داخل نہیں۔

(طمع کی حقیقت)

اس لئے کہ طمع مالی ترقی کا نام ہے جس کا ملنا مشکوک ہوتا ہے نہ کہ یقینی اور تمہارے حق میں یہ کشتی رانی کا موسم موسم باراں کا حکم رکھتا ہے جس کا بہ تقاضائے عادت واقع ہونا یقینی ہوتا ہے، کوئی شخص اگر بارش کے موسم میں بارش کا منتظر ہوگا وہ طمع کے حکم میں نہیں آئے گا اس کو قابل مذمت نہیں سمجھیں گے۔

(نعمت کا مشاہدہ و منعم و محسن کا شکر)

جو چیز مکروہ نظر آتی ہو، اس میں بھی خیر اور اچھائی کا پہلو ڈھونڈو اور نعمت کا پہلو دیکھو اس لئے کہ ہر شر میں خیر کا پہلو ہوتا ہے اور ہر بلا ایک نعمت ہوتی ہے اس حقیقت کو سمجھنا اور اس بات کا مشاہدہ کرنا محبت الٰہی کا موجب ہے، اس لئے کہ منعم حقیقی کی محبت انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے جب کبھی اور جہاں کہیں اور جس وقت بھی اس نے اپنے منعم و محسن کو پہچانا اس کی محبت میں یقیناً اضافہ ہوگا۔

فرماتے تھے کہ تم میں اس نسبت سے مناسبت پائی جاتی ہے اور اس معنی سے ایک نوع کا تعلق پایا جاتا ہے اس کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا؟

(محب کا مطلب)

عرض کیا گیا کہ حضرت شیخ نے آپ کے تذکرہ میں آپ کی نسبت محب کا لفظ لکھا ہے یہ کس مناسبت سے ہے فرمایا یہ اسی اعتبار سے ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

شیخ نے فرمایا یہ نسبت تم میں پوری طرح موجود ہے اور اسی معنی کے اعتبار سے فقیر کو محب کے نام سے یاد کرتے اور لکھتے تھے۔

(حکم کبیر تصوف کا دائرۃ المعارف)

اس کے بعد فرمایا کہ شیخ کی کتاب حکم کبیر حاصل کر سکو تو کرو اور اس کا مطالعہ کرو، بہترین چیز ہے وہ راہ سلوک کا دائرۃ المعارف ہے چنانچہ فقیر نے اس کا ایک نسخہ حاصل کیا اور اول سے آخر تک اس کو حضرت شیخ کی خدمت میں پڑھ کر سنایا۔

(رسالہ فقر محمدی ﷺ)

دوسرا رسالہ جس کا نام فقر محمدی ہے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توجہ، التجا اور ارادہ کے باب میں جامع تصنیف ہے اور رسالہ تبیین الطرق۔ اور بعض دوسرے رسائل جو شیخ ابوالحسن بکری اور ان کے فرزند شیخ محمد بکری رحمتہ اللہ علیہما کی تصنیفات سے ہیں ان کے احزاب و اوراد بھی انہیں کے سامنے پڑھ کر اجازت سے سرفراز ہوا، حدیث و تصوف کی بعض دوسری کتابیں اور رسائل کی نقل حاصل کر کے اجازت لی۔

(طائف میں مزار ابن عباس رضی اللہ عنہم پر حاضری)

آخر شعبان میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار کی زیارت کی اجازت لی اور لوٹتے وقت میقات قرن منازل جہاں سے حج و عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔

احرام باندھ کر یکم رمضان کو مکہ معظمہ پہنچا تا آنکہ شوال کا مہینہ شروع ہوا اور کشتی رانی کا زمانہ آگیا۔ پھر ہندوستان کے سفر کی روداد کا آغاز ہوا۔

اس وقت اس امر سے بہت حیرت ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ جو زمانہ یہاں گزارا وہ سب خواب و خیال تھا یوں محسوس ہوا کہ یہاں ایک دن بھی قیام نہیں ہوا اس تشنگی کا حاصل حسرت و حیرت تھی۔

بزم وصل او افتادہ بودم از جہاں فارغ
ندا نستم کہ چوں ہجراں در بلائے کمیں باشد

(حزب البحر کی سند)

فرمایا تمہیں کہیں سے حزب البحر کی سند بھی ملی ہے' میں نے عرض کیا' جی ملی ہے آپ سے اور سند مل جائے تو دوسری سعادت ہے۔

(شرح حزب البحر کی تاکید)

فرمایا پہلے اسے طرق و آداب و شرائط و احکام کے ساتھ نقل کرو' اس کے بعد اسے پڑھ کر سناؤ' سیدی احمد زروق کی اس پر ایک شرح ہے اس کو بھی لکھو' اور حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حزب کبیر کو بھی حاصل

وهذا حزب البر

بسم الله الرحمن الرحيم (ربنا عليك توكلنا وإليك أنبنا وإليك المصير إلى قوله الحكيم- غفرانك ربنا وإليك المصير- ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الأبرار) وشاهت الوجوه ، ثلاثا (وعنت الوجوه للحي القيوم وقد خاب من حمل ظلما) .

اللهم أنت القيوم الدائم بتدبير ما أوجدت من العوالم أنت المحيط بنا وبكل شيء هو دونك ، فبعزتك ياعزيز ، وبتذللي لك ، وبخضوعي بين يديك ، اصرف عني وعمن تحيط به شفقة قلبي ضر الأضرار ، ومكر الفجار ، في الليل والنهار ، ياعزيز ياغفار ، ياوهاب ياستار ، ياخفي ياباري' ياشديد البطش ياقهار ياعزيز عزني بعزتك ؟ ياغفار اغفر لي ماعملته وظلمت به نفسي ، فأنت المنعم والمتفضل علي ياوهاب هب لي نفسي ومالي وولدي وديني ، وغطني بسترك ياستار ، ياخفي كن بي حفيا ، ويا باري' اجعلني في عفوك واكتبني من الأبرار ياشديد البطش حل بيني وبين من يؤذيني ، ياقهار اقهر من كادني بسوء وغل يده الباطشة ، حم حم حم حم حم حم حم بحق حم عسق احمنا مما نخاف ، ياخفي الألطاف نجني مما أخاف (ورد الله الذين كفروا بغيظهم لم ينالوا خيرا إلى قوله عزيزا أفحسبتم أنما خلقناكم عبثا) إلى آخر السورة ش م ن ص ن ص اق (قل آلله أذن لكم أم على الله تفترون) كهيعص اكفناهم العدا ، ق ص ن المر المص الم طس طه يس (ما كان هذا القرآن حديثا يفترى- وحيل بينهم وبين ما يشتهون — وجعلنا من بين أيديهم سدا ومن خلفهم سدا فأغشيناهم فهم لايبصرون- هذا يوم لاينطقون ولا يؤذن لهم فيعتذرون- أم من يجيب المضطر إذا دعاه ويكشف السوء إلى قوله يشركون - سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين) :

کرو۔

(حزب البحر و حزب البر کی وجہ تسمیہ)

میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ اس حزب کبیر کو حزب البر بھی کہتے ہیں۔ کس مناسبت سے کہتے ہیں۔

(حزب البحر کی تالیف کا سبب)

فرمایا کہ وہ حزب البحر تو یہ حزب البر' ہوئی۔ اس کو حزب البحر اس لئے کہتے ہیں کہ شیخ شاذلی پر اس کا القاء سمندر میں کشتی پر ہوا تھا اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن نے زمانہ حج کے قریب دوستوں سے کہا کہ انشاء اللہ موقف عرفات میں پہنچنا ہوگا' جلدی کرو' اسباب سفر کی تیاری کرو' کشتی کے اوزار رکھو' عرض کیا کشتی کے سفر کا زمانہ اب ختم ہونے والا ہے' سمندر سے سفر کا اب وقت نہیں رہا' نیز حج کا زمانہ قریب آگیا ہے' بھلا اب کیا سفر کا زمانہ رہا ہے۔

فرمایا ہم نے اپنے آپ کو وہاں دیکھا ہے شک و شبہ میں نہ پڑو' اس لئے اب ان کا حکم بجالانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اتفاقاً" ایک ٹوٹی ہوئی بے سازو سامان والی کشتی مل گئی۔

فرمایا اسی کو ٹھیک ٹھاک کرو' اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو' بے فکر ہو کر اس کشتی پر سوار ہو گئے اور سمندر میں چلنے لگے' طوفان اور موجوں کا تلاطم جو بے موسم ہوتا ہے تصور میں بھی نہیں آتا' اسی حالت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حزب انہیں تلقین فرمائی۔

کہتے ہیں پھر کشتی موج دریا پر ایسی چل رہی تھی جیسے ہوا پر چل رہی ہو۔ حضرت شیخ یہی حزب پڑھتے تھے چنانچہ اتنی قلیل مدت میں جس میں عام طور پر سفر پورا نہیں ہوتا زمانہ حج میں مکہ معظمہ پہنچ گئے کشتی والا نصرانی کافر تھا وہ بھی یہ کرامت دیکھ کر اسلام لایا حضرت شیخ کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ فقیر نے ان کا اصل نسخہ لے کر نقل کیا اور پڑھ کر اجازت سے سرفراز ہوا۔

عرض کیا گیا کہ وہ اشارات و رموز جو اس حزب کے پڑھنے میں ملحوظ رکھے جاتے ہیں کوئی اصل بھی رکھتے ہیں۔

فرمایا رکھتے ہوں گے' یہ اسرار ہیں البتہ تم اس حزب خالص کو پڑھو' جو کچھ ہے اسی میں ہے اور یہی حزب البحر ہے ان رموز و اشارات کے بیان کی حاجت نہیں۔

(حزب البحر کی سند)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس حزب البحر کو متعدد سندوں سے روایت کرتے ہیں لیکن انہیں جن معتبر طریقوں اور سندوں سے حزب البحر کی اجازت پہنچی ہے' فقیر کو ان کی اجازت دی۔ انہوں نے جو سند بیان فرمائی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

قرات هذا الحزب الكريم على شيخي العارف بالله الشيخ على بن حسام الدين المتقى رضى الله عنه و هو قراه على الشيخ احمد جمجم الرومى المعروف بالجمجمه و هو قراه على الشيخ الحافظ ابى عمرو عثمان الديلمى الذى كان يزوره عزرائيل عليه السلام' و هو قراه على الشيخ الامام شمس الدين محمد بن العماد عن الشيخ ناصرالدين محمد بن المليق الشاذلى عن جده لامه الشيخ شهاب الدين احمد

بن الملیق الشاذلی عن الشیخ الجلیل تاج الدین احمد بن عطاء اللہ الاسکندری صاحب کتاب الحکم و بسندی الشیخ صاحب کتاب الحکم و بسندی الشیخ افتخار الدین یاقوت الحبشی الشاذلی عن الشیخ الامام الکامل ابی العباس المرسی عن الاستاذ القطب الکامل صاحب الاشارات العلیہ والانوار الجلیہ العلویہ نقطہ بحار السالکین و زمزم آبار الواصلین، عین الشاذلین ابی الحسن علی بن عبداللہ بن الجبار بن تمیم بن ھرمز بن حاتم بن قصی بن یوسف الحسنی الفاطمی الشاذلی رضی اللہ عنہ وعنہم وھو لقنہ سید المرسلین الاولین والآخرین و امام ائمہ المتقین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

میں نے یہ مبارک حزب (البحر) اپنے شیخ عارف باللہ شیخ علی بن حسام الدین متقی رضی اللہ عنہ سے پڑھی انہوں نے اسے شیخ احمد جم رومی سے جو جمجمہ کے لقب سے مشہور تھے۔ پڑھی انہوں نے شیخ حافظ ابو عمرو عثمان دیلمی سے جن کی عزرائیل علیہ السلام زیارت کو آتے تھے۔ پڑھی انہوں نے شیخ امام شمس الدین محمد بن عماد سے انہوں نے شیخ ناصر الدین محمد بن الملیق شاذلی سے انہوں نے اپنے نانا شیخ شہاب الدین احمد بن الملیق شاذلی سے انہوں نے شیخ بزرگ تاج الدین احمد بن عطاء اللہ اسکندری صاحب کتاب الحکم سے اور شیخ افتخار الدین یاقوت حبشی شاذلی سے انہوں نے شیخ امام عارف ابی العباس مرسی اور وہ استاد قطب کامل صاحب اشارات علیہ وانوار جلیہ علویہ مرکز بحار السالکین، زمزم چاہ واصلین، قدوۃ شاذلین شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن الجبار بن تمیم بن ہرمز بن حاتم بن قصی بن یوسف حسنی فاطمی

شاذلی رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں۔

اور انہیں سید المرسلین اولین و آخرین امام ائمہ متقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین نے تلقین فرمائی تھی۔

(قطب مکہ)

انہی دنوں جب ہندوستان اور وطن آنے کا ارادہ تھا ایک دن یہ فقیر حقیر خلوت میں بیٹھا ہوا حزب البحر لکھ رہا تھا علماء مکہ میں سے ایک عالم جن کا نام شیخ علاؤالدین تھا اور جو علم و تقویٰ میں ممتاز تھے وہ اس وقت اس غریب الدیار کے پاس تشریف لائے، حالات دریافت کئے پوچھا۔ یہ کیا لکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یہ حزب البحر ہے، جناب من، اس کو محض اس لئے لکھ رہا ہوں کہ ہندوستان جاتے وقت جہاز پر پڑھوں، انہوں نے فرمایا کیا تمہیں اس کی کسی سے اجازت ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ہے اور شیخ عبدالوہاب متقی سے اجازت لینے کا خواہشمند ہوں، انہوں نے فرمایا کیا تم شیخ عبدالوہاب متقی کو جانتے پہچانتے ہو؟، میں نے عرض کیا میں تو ان کی خدمت میں دو برس سے حاضرباش ہوں۔ انہوں نے کہا "مبارک ہو، مبارک ہو تمہارا حج مقبول اور تمہارا عمل بھی مقبول ہے" میں نے پوچھا۔ جناب من یہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا میں بلاد یمن میں گھوما پھرا ہوں وہاں کے مشائخ اور درویشوں سے ملا ہوں، میں نے سب کو ان کی تعریف میں متفق پایا ہے اور بعض نے مجھے بتایا کہ وہ اس وقت مکہ کے قطب ہیں فرمایا یمن کے مشائخ انہیں قطب سمجھتے ہیں، ان کی تعریف و توصیف بہت کرتے ہیں چنانچہ شیخ علاؤالدین فقیر کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے فقیر نے حزب الجراور حزب الکبیر کو شیخ کے سامنے پڑھی انہوں نے سنی

سنی اور مجھے اور میری اولاد کو احزاب پڑھنے کی اجازت سے سرفراز کیا۔

فقیر پر سارے دن عجیب حالت طاری رہی' باطن ذوق و شوق اور سرور و حضور سے معمور تھا اس دن کی آنے والی رات کو بھی آدھی رات تک بیت اللہ زادھا اللہ تعظیما و تشریفا" کا طواف ذوق و شوق سے کرتا رہا چاندنی رات تھی بلکہ شب قدر تھی نیند کے غلبہ کے بعد حرم کے انہی سنگریزوں پر لیٹ رہا' رخصت کے ایام میں اکثر اوقات شب و روز حضور کے مشہد سے دور نہیں ہوتا تھا۔ پوری پوری راتیں حرم شریف میں گزارتا تھا' کوئی شخص آیا اس نے مجھے بیدار کیا۔

(طواف میں شیخ کے ساتھ شرکت)

بتایا کہ حضرت شیخ طواف کر رہے ہیں اگر شریک ہونا چاہیں تو ہو جائیں' اٹھا' تازہ وضو کیا' طواف کرنے لگا اور انہیں طواف میں پالیا اس دو برس کی مدت میں کبھی انہیں طواف میں نہیں پایا تھا ان کی بینائی جب سے کمزور ہوئی ہے حرم شریف میں بہت ہی کم آتے ہیں یا کبھی آتے ہوں گے تو اغیار کی نگاہوں سے چھپ کر آتے ہوں گے تاکہ کسی کو اس پر اطلاع نہ ہو۔

مختصر یہ کہ اس دن کا ذوق و شوق ابھی تک موجود تھا اس حالت میں ان کے مشاہدہ جمال نے صفاء قلب میں شوق کو اور بڑھایا جس کی حلاوت و شیرینی کا مزہ اس وقت بھی محسوس و موجود ہے۔

تو مست بودی و خسرو خراب در سحری   گزشتہ عمرو ہنوزم خمار آں سحر ہست

یہ فقیر بھی ان کے پیچھے طواف کرتا تھا وہ طواف میں حجراسود کی طرف متوجہ تھے کہ ایک درویش مغربی نے ان کے دیکھتے ہی تکبیر کہی جو دلوں میں اتر

گئی گویا اس نے انہیں پہچان لیا تھا۔

(درویش مغربی کی ملاقات و درخواست)

اسی طرح ایک مرتبہ وہ منی کے ایام میں نماز جمعہ کے لئے مسجد خیف میں تشریف لے گئے تھے مسجد سے گھر آ رہے تھے' راستہ میں ایک درویش مغربی ملا۔ اس نے سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا پھر پوچھا مزاج کیسا ہے؟ ہمارے لئے خدارا دعا کیجئے' ہمارے واسطے بھی خدا سے دعا کیجئے' انہوں نے دعا کی' اس کے بعد فرمایا اس راہ سلوک کے مرد میدان کا ہاتھ پکڑنے اور درخواست کرنے سے دل میں عجیب اثر پیدا ہوا۔

(ملتزم کی ہیئت)

خلاصہ یہ ہے کہ طواف کے سات پھیرے پورا کرنے کے بعد مقام ابراہیم پر تشریف لائے دوگانہ ادا کیا اس کے بعد ملتزم میں آکر چپکے چپکے دعا کی۔ پھر یہ عاجز بھی آکر ان سے ملا۔ چاہا کہ دعا کی درخواست کرے لیکن اس مقام کی ہیبت دیکھ کر دم مارنے اور درخواست کرنے کی جرات ہی نہ ہوئی'

پھر شیخ نے فرمایا دو تین دن جب تک یہاں قیام ہے اسے غنیمت سمجھو' غافل نہ رہو پھر اس خادم سے جو انہیں طواف کرا رہا تھا فرمایا کہ ہمیں فلاں جگہ لے چلو' حجراسود کے سامنے مصلی حنبلی کے پاس بیٹھ گئے' یہ عاجز طواف کرتا رہا۔

(غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کی تشریح)

وکل قطب یطوف بالبیت سبعا

انا بالبیت طائف بخیامی

ترجمہ: ہر قطب بیت اللہ کا سات چکر کاٹتا ہے میں بیت اللہ
کا اپنے خیام میں طواف کرتا ہوں۔

صبح کے وقت جب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شعر زبان پر جاری تھا' چاہا کہ شیخ علاؤ الدین کا پورا واقعہ اور اپنے ذوق و شوق کی کیفیت جو گزری تھی پیش کروں لیکن جرات نہ ہو سکی۔ میں نے اتنی بات عرض کرنی چاہی کہ اس شعر کے معنی کیا ہوں گے۔ اور اس میں خیمے میں طواف بیت کے کیا معنی ہیں۔

فرمایا۔ مقام قطبیت میں منازل' مشاہد ہیں چنانچہ کعبہ جو اس عالم میں اقطاب کی زیارتگاہ و مقام طواف ہے تم جب اس عالم میں آؤ گے تو اس کے مراکز کو طواف کرنے والے کے مشاہد پاؤ گے۔

حقیقت میں کوئی چیز وسعت و عظمت میں قلب انسانی کی طرح کامل نہیں جیسا حدیث کے مضمون سے عیاں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بہت عزیز و معزز ہے لیکن قلب مومن کی عزت تجھ سے بھی زیادہ ہے یہ حضرت شیخ کے کلام کا خلاصہ ہے ان کے خاص الفاظ پورے طور پر یاد نہیں۔

(شیخ جیلانی ؒ کی عظمت شان)

اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی بزرگی و عظمت شان

کو بیان فرمانے لگے' ارشاد فرمایا ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا؟ اللہ تعالی نے ان کو ایک ایسی چیز دی ہے جو مشائخ میں کسی کو نہیں دی۔

(اسناد و طرق روایت کی اجازت اور حصول خرقہ و خلافت کی درخواست)

جب رخصت کا زمانہ آیا تو ایک روز اس عاجز نے عرض کیا کہ حضرت کے کرم و عنایت سے اس عاجز کو ان اسناد و طرق سے جو جناب کو حاصل ہیں حدیث کو روایت کرنے اور دیگر علوم کی کتابوں کو پڑھانے کی اجازت سے سرفراز فرمائیں گے اگر سلسلہ تصوف کی اجازت و خرقہ خلافت سے نوازیں تو جناب کا بہت کرم ہو گا لیکن حضرت سے درخواست یہ ہے کہ یہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ساتھ خاص ہو اس عاجز پر حضرت جیلانی ؒ کے علاوہ کسی اور سلسلہ عالیہ کی نسبت سے انتساب نہ ہو خود اس سلسلہ عالیہ قادریہ میں بھلا کس چیز کی کمی ہے اور سلسلہ تصوف کی کونسی ایسی چیز ہے جو اس سلسلہ عالیہ میں نہیں ہے مجھے اور مجھ جیسے ہزاروں لاکھوں کو اس خاندان عالیہ کے خوان نعمت سے ایک ریزہ بھی کافی ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا۔ تم ان سے نسبت رکھنے والوں میں ہو اور طریق حق میں سب ایک ہیں مشائخ و فقراء ایک جان کی طرح ہیں۔

اس کے بعد حدیث و تفسیر کی کتابوں کی تحریری اجازت عنایت کی جن میں صحاح ستہ کی تفصیل کے ساتھ اور دوسری کتابوں کی اجمال کے ساتھ

اجازت مذکور تھی اور تصوف و تربیت وغیرہ کی کتابوں کی بھی ان کے علاوہ شیخ جلال الدین سیوطی کی تصانیف و شیخ علی متقی کی تالیفات اور ان تمام روایات و کتب کی جن کی ان سے انہیں اجازت روایت حاصل تھی اور انہیں شیخ علی متقی نے روایت کا حکم دیا تھا۔

(صحیح بخاری کی مشائخ طریقت کے اعتبار سے معتبر سند)

ایک دوسری سند جو صحیح بخاری کی اجازت کے ساتھ مخصوص ہے اور انہیں ان کے بعض مشائخ سے کسی واسطہ کے بغیر راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی۔ بیان فرمائی، نیز فرمایا یہ تین واسطوں سے رسول اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اور تحریر بھی فرمائی نیز فرمایا، اسی سند کو غنیمت سمجھو، ظاہری اصول و قواعد کے اعتبار سے یہ اگرچہ سندوں کے ٹکر کی نہیں لیکن معنوی اعتبار سے اور حقیقت کے اعتبار سے بہت اونچی سند ہے یہ مشائخ طریقت کے یہاں بہت معتبر ہے۔

(خرقہ جیلانیہ)

اس کے بعد خلافت نامہ لکھنے کا حکم دیا اور حضرت شیخ جیلانی ؒ اور بعض دوسرے سلسلوں کے بزرگوں کے کلام سے چند نصیحت اور مفید باتیں تحریر فرمائیں، رخصت کے وقت پیراہن خاص عنایت کیا، فرمایا یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کا خرقہ ہے اور یہ ان سے دوسرے مشائخ کو بھی پہنچا ہے پھر فرمایا ہم تمہیں خدا کے سپرد کرتے ہیں اور رخصت کے وقت دعا پڑھی، فرمایا کام میں لگے رہنا اس طرف سے تمہیں امداد و انوار برابر پہنچتے رہیں گے۔

(شیخ کا مستقیہ بھیجنا)

دے از سنگ بباید بسرراہ وداع
کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود

عاجز ابھی جدہ میں تھا کہ مستقیہ جسے برسوں انہوں نے برتا تھا۔ بھیجا، اتمام نعمت پر پروردگار کا ہزاران ہزار شکر ہے۔

(نورانی چہرہ)

باوجودیکہ یہ عاجز دیار غربت میں پڑا ہے حضرت شیخ کو کئی مرتبہ خواب میں دیکھا ہے ایک بار دیکھتا ہوں کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک شخص ان سے پوچھ رہا ہے کہ آنکھوں کی بیماری کا سبب کیا تھا، فقیر چاہتا ہے کہ جو وجہ ان سے سنی تھی وہ اسے بتاؤں اور انہیں جواب کی زحمت سے بچاؤں، اسی اثناء میں حضرت شیخ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیں اختیار دیا گیا تھا کہ اگر چاہیں تو دیکھیں اور چاہیں نہ دیکھیں دونوں آنکھیں کھول کر اس سے فرماتے ہیں آج ہماری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں کوئی ہو تو شیخ بہلول کو خبر کرے لیکن فقیر کو اس میں تردد ہو رہا ہے کہ حضرت شیخ دیکھتے ہیں یا نہیں گویا میں امتحان کا منتظر ہوں چنانچہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ فقیر کے چہرے پر پھیر کر فرمایا عجیب نورانی چہرہ ہے۔

(ہماری ہدایات پر عمل سے مقصد حاصل)

دوسری بار انہیں دیکھا کہ ان کی خدمت میں راہ سلوک کی دشواری و خطرات قلب کی مزاحمت اور اس کام کی رکاوٹوں کی شکایت کر رہا ہوں، وہ فرما

رہے ہیں ہم نے تمہیں ایک ورق لکھ کر دیا' اس پر عمل کرتے رہو' انشاء اللہ مقصود حاصل ہے۔

(ذمہ داریوں کی باز پرس)

ایک مرتبہ دیکھا کہ اس عاجز کو اپنے پاس بلایا اور کام کا حساب لے رہے ہیں کہ کیا کرتے ہو اور کس طرح کرتے ہو اور کس کام میں لگے رہتے ہو۔

(بیت اللہ کی عظمت)

پھر ایک بار دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں اور اس پر غلاف نہیں ہے وہ رفعت و عظمت میں اس سے بڑھ کر نظر آتا ہے جیسا کہ وہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ حنفی مذہب کے مطابق طواف میں بعض شرائط و آداب چھوٹ گئے ہیں میں ان کی خدمت میں اس امر کے متعلق کچھ استفسار و معلومات کر رہا ہوں اور وہ توجیہ پیش فرما رہے ہیں اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ یہ عاجز جناب سے عقیدت و تعلق کی نسبت اپنے اندر بہت قوی پاتا ہے کیا اس کے آثار جناب کے یہاں کچھ نمایاں ہیں فرماتے ہیں ایسا ہی ہم پر بھی ظاہر ہوا ہے۔

(خرقہ موسیٰ کلیم)

ایک مرتبہ دیکھتا ہوں کہ عاجز کو خرقہ پہنا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں یہ موسیٰ کلیم کا فرقہ ہے گویا حضرت سیدی قبلہ گاہی شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

(طریقت کے خلافت نامہ کی نقل)

سلسلہ طریقت کے خلافت نامہ کی نقل جو اس عاجز کو عنایت فرمائی ہے اس میں مشائخ طریقت قدس اسرارہم کے سلسلوں کا ذکر ہے وہ درج ذیل ہے۔ (۱)

الحمدللہ الذی نور سماء قلوب العارفین شمس الھدایۃ والعرفان و شرح صدور المریدین الصادقین بالاسلام والایمان والایقان والاحسان	تمام تعریفیں اس ذات کے لئے سزاوار ہیں جس نے عارفین کے دلوں کو آفتاب عرفان و ہدایت سے روشن کیا اور سچے مریدوں کے سینوں کو اسلام و ایمان اور یقین و احسان کے لئے کھولا۔
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد المبعوث لایصال المریدالی المراد و علی آلہ وصحبہ و عترتہ الاطھار الامجاد	اور صلوۃ و سلام محمد رسول اللہ ﷺ پر جو مرید کو مراد تک پہنچانے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور ان کے پاک و بزرگ آل و اصحاب و خاندان پر۔
اما بعد فیقول الفقیر الی اللّٰہ عبدالوھاب بن ولی اللّٰہ انی	بعد حمد و صلواۃ اللہ کی رحمت کا محتاج عبدالوہاب بن ولی اللہ عرض

(۱) اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا رسالہ' "الرسالۃ السابعۃ والخمسون فی ذکر الاحوال والاقوال منبھۃ علی رعایۃ طریق الاستقامۃ والاعتدال" المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل> دہلی' مطبع مجتبائی ۱۳۳۰ھ' ص ۳۶۵-۳۷۱

البست خرقة المشائخ الصوفيه قدس الله تعالى اسرارهم الشيخ الصالح الاخ في الله الشيخ عبدالحق بن الشيخ سيف الدين و فقه الله لمايحب و يرضى

کرتا ہے کہ میں نے مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرار ہم کا خرقہ شیخ صالح دینی بھائی شیخ عبدالحق بن شیخ سیف الدین کو پہنایا اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مرضیات کی توفیق دے۔

ووصيته بان يجتهد في السير والسلوک و يعمل بالنصائح المودعه في كتب السلوک و يخلص في النية و يجتنب الرياء والكبر والسمعة والطمع في المخلوقين و غير ذلک من الذمائم و يرغب في الفقر والفاقة والقناعة والزهد والياس من الناس و غير ذلک من المحامد

میں نے انہیں وصیت کی ہے کہ یہ رشد و ہدایت اور سلوک میں کوشش بلیغ کریں اور ان نصیحتوں پر جو کتب تصوف میں مذکور ہیں عمل کریں نیت میں اخلاص کو پیش نظر رکھیں اور مخلوق میں دکھاوے، تکبر، شہرت اور لالچ جیسی بری عادتوں سے بچیں فقر و فاقہ، قناعت و زہد اختیار کریں لوگوں سے امید نہ رکھیں اور اچھی عادتوں کی طرف راغب رہیں۔

وأذنت له أن يتوب من تاب على يديه و يلقن من طلب منه التلقين و يجري المقراض

میں نے موصوف کو اجازت دی ہے کہ جو کوئی ان کے ہاتھ پر توبہ کرے اسے توبہ کرائیں جو ان سے

على رؤوس المريدين ناويا به قصرا مالهم و يوصيهم بمايقربهم الى الله عز و جل و يلبس الخرقة من كان اهلا لها من الطالبين

ذکر و اذکار کا طلب گار ہو اسے ذکر کی تلقین کریں اور مریدوں کے سروں پر انکی آرزوؤں کو کم کرنے کی نیت سے قینچی چلائیں انہیں ایسی باتوں کا حکم دیں جو انہیں خدا سے قریب کریں ان میں سے جو اہل ہوں انہیں خرقہ پہنائیں۔

وينبغي ان يجري المقراض بعد الفراغ من التتويب و يقراء الفاتحه بعده ثم يضع يده على صدر المريد ثم يعلمه طريق المشائخ الصوفيه ثم يلبس الخرقة

انہیں چاہئے کہ توبہ کرانے سے فارغ ہونے کے بعد ان پر قینچی چلائیں پھر سورہ فاتحہ پڑھیں اس کے بعد مرید کے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھیں پھر اسے مشائخ صوفیہ کے سلسلہ کی تعلیم دیں پھر خرقہ پہنائیں۔

واجزت له ان يخدم الفقراء والمساكين والواردين والصادرين حسب المقدرة و ان ياخذ النذور المنسوبه الى المشائخ الصوفيه و يصرفها في حوائجه و حوائج الفقراء والمساكين

میں انہیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ بقدر استطاعت فقراء و مساکین اور آنے جانے والوں کی خدمت کریں اور جو نذریں مشائخ صوفیہ کو پیش کی جاتی ہیں وہ قبول کریں اپنی اور درویشوں اور مسکینوں کی ضروریات میں صرف کریں

وان يدبر الزنبيل وقت الحاجه بنفعه اوياسر اصحابه بذلك و بصرف حاصله فيما يريد من حوائجه و حوائج الفقراء

و ان يتحمل جفاء الناس و يصبر على ايذائهم ولا يغضب على الخادم الا لله و ان يرفع العلم الاخضر اذا سافر او خرج فى الجماعه و ان يجتنب عن صحبه اهل الدنيا والبدع والرياء والسمه و يخالف اللذات و الشهوات بالكليه الا ان يكون له فى ذلك نية وان يستر عيوب الناس و ان يجعل همه عاليه و يترك المراء والغضب و يذكر الله ذكرا اكثيرا فى الخلوة و مع الجماعه' و يحضر الجمعه

خرچ کے لئے وقت حاجت کشکول گھمائیں یا اپنے مریدوں کو اس کا حکم دیں اور جو اس سے ملے اسے اپنی اور فقراء کی ضروریات میں خرچ کریں۔

لوگوں کی سختی برداشت کریں ان کی ایذا رسانی پر صبر کریں خدمتگار پر ناراض نہ ہوں مگر اللہ کے معاملہ میں جب سفر میں ہوں یا جماعت کے ساتھ نکلیں تو سبز پرچم بلند رکھیں دنیاداروں بدعتیوں' ریاکاروں اور شہرت کے ماروں کی صحبت و ہمنشینی سے بچیں لذات و شہوات سے پورے طور پر احتراز کریں مگر یہ کہ اس میں خیر کی نیت ہو لوگوں کے عیوب کو چھپائیں ہمت بلند رکھیں جھگڑے کو چھوڑیں غضبناک نہ ہوں' خلوت و جلوت میں خوب یاد الٰہی کریں نماز پنجگانہ کا باجماعت اور جمعہ کا

والجماعات ويمكث فى المسجد بعد الفجر الى ان تطلع الشمس الا ان يخاف الرياء فيختار لنفسه مكانا خاليا و يعمر اوقاته بانواع العبادات و يستفيد من كل مفيد و يفيد كل مستفيد و يعامل الصغير معامله الوالدمع الولد والكبير با لعكس و غيرهما كالاخ ' ويوصى المريد وقت الارادة باداء الفرائض و ان كانا غنيا يامره باخراج الزكواة و ان كان له ابوان يامره ببرهما' و ان كان معه الاهل والاولاد يامره بحسن المعيشه معهم و بتوسع الانفاق عليهم على قدر طاقه و يحذر عن غوائل النفس فى الجلب والدفع والردوالقبول والاقبال والادبار و ان يستلم للاحكام

اہتمام کریں فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھیں اگر دکھاوے کا اندیشہ ہو تو اپنے لئے کوئی تنہائی کی جگہ پسند کریں اپنے اوقات کو ہر قسم کی عبادت سے آباد رکھیں اور ہر فائدہ پہنچانے والے سے فائدہ اٹھائیں اور ہر فائدہ اٹھانے والے کو فائدہ پہنچائیں اور چھوٹے سے ایسا برتاؤ کریں جیسا باپ بیٹے کے ساتھ کرتا ہے اور بڑے وغیرہ جیسے بھائی ہو اس کے برعکس برتاؤ کریں مرید کو بیعت کے وقت فرائض کی ادائیگی کا حکم دیں اور اگر مالدار ہو تو زکواۃ کی ادائیگی کی تاکید کریں اور اس کے ماں باپ ہوں تو ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کو کہیں اور اس کے بال بچے ہوں تو ان کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کریں اور حسب استطاعت ان پر خرچ

الالهية القهرية و ينصف في اداء حقوق الغير ولا ينتصف ولايعمل بالسماع كما يعمل صوفية هذا الزمان ولا يعظ الخلق بالحقائق والرقائق والدقائق بل يبين للخلق علم المعاملات وما ينتبهون به عن العيوب ولايقدم علم الباطن على الظاهر ولا يكتفي بالظاهر عن الباطن ويطالع كل يوم من الحكم الكبير ويجعله رفيقا في سفره و انيسا في حضره ففيه ما في جميع كتب الصوفية

کرنے میں کشادہ دستی کا مظاہرہ کرنے کا درس دیں فائدہ اٹھانے اور ضرر سے بچنے اور رد و قبول اور اچھے اور برے وقت میں نفس کی شرارتوں سے بچنے کی تاکید کریں اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری دل و جان سے کریں غیروں کے حقوق کی ادائیگی میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں' بدلہ نہ لیں' قوالی نہ سنا کریں جیسا کہ اس زمانہ کے صوفیہ کا دستور ہے عوام سے حقائق و معارف اور اسرار و رموز کی باتیں بیان نہ کریں بلکہ انہیں معاملات کا علم سکھائیں حلال و حرام کی باتیں بتائیں اور عیوب پر تنبیہہ کرتے رہیں علم باطن کو ظاہری علم پر ترجیح نہ دیں اور باطن کو چھوڑ کر ظاہر پر قناعت نہ کریں (باطن کی اصلاح کرتے رہیں) حکم کبیر کا ہر روز مطالعہ کریں اور اس کو رفیق سفر اور حضر کا ساتھی بنائیں اس لئے کہ وہ صوفیہ کی کتابوں کا نچوڑ ہے۔

ويشتغل مطالعة كتب الغزالي كالاحياء و منهاج العابدين' لا كالنفح

اور امام غزالی کی کتابیں جیسے احیاء علوم الدین' منہاج العابدین کا مطالعہ کرتے رہیں ان کی دوسری

والتسوية والمضنون به عن غير اهله' ويجعل نصب عينيه كتاب عين العلم و ان يجعل لنفسه اربع ساعات ساعة يحاسب فيها نفسه و ساعة يناجي فيها ربه' و ساعة يفضي فيها الى اخوانه الذين يبصرونه بعيوبه ويدلونه على ربه' و ساعة يخلي فيها بين نفسه و بين شهواتها المباحة

کتابیں جیسے نفح 'تسویہ' مضنون بہ عن غیراہلہ وغیرہ کے مطالعہ سے گریز کریں۔ کتاب عین العلم کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کریں ایک وقت میں اپنے نفس کا محاسبہ کریں دوسرے میں اپنے رب سے مناجات کریں تیسرا اپنے بھائیوں میں گزاریں جو اس کے عیوب کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس کے رب کی طرف اس کی رہنمائی کرتے ہیں چوتھے وقت اپنے نفس کو جائز امور سے لطف اندوز ہونے کے لئے چھوڑ دیں۔

وان يلازم الخريطة العلية المتقية بادابها و شروطها فهو الاصل والمدار عليه في تحصيل جميع الطاعات و التجنب عن المعاصي و الاستعمال لها مفتاح الفتح ابواب الغيوب و مصقلة

خریطہ علیہ متقیہ کو اس کے آداب و شرائط کے ساتھ اپنے پاس رکھیں اس لئے کہ وہ اصل و بنیاد ہے اور تمام طاعات کی تحصیل اور معاصی سے اجتناب میں اس پر دار و مدار ہے اس کا استعمال غیب کے دروازوں کے کھولنے کی

تنویر مرایا القلوب و لها اسرار بدیعة و آثار عجیبة یعرفها من داوم علیها مداومة معتبرة عند اهلها و ینبغی له ان یتوسل بالمشائخ الی الله تعالی فانها اسرع لقضاء الحاجات الدینیة والدنیویة خصوصا لحل المشكلات التی تعستری للمرید فی قلبه

کنجی اور دلوں کے آئینوں کی روشنی و صفائی کا آلہ ہے اس کے عجیب و غریب اثرات ہیں جو اس پر اس طرح سے پابندی کے ساتھ عمل پیرا رہے کہ اس پر کاربند رہنے والوں کے یہاں معتبر ہو جائے معتبر ہے وہی جو اس کی حقیقت کو سمجھ سکے گا انہیں چاہئے کہ وہ خدا رسیدہ بزرگوں سے تقرب الٰہی حاصل کریں اس لئے کہ یہ امر دنیوی و دینی حاجتوں کے پورا کرنے میں خاص طور پر ان مشکلات کے حل کرنے میں مرید کے قلب کو پیش آتی ہیں زود اثر چیز ہے

قال غوث الثقلین القطب الربانی سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه لاهل المجاهدة والمحاسبة و اولی العزم عشر خصال خذتوها لا نفسهم فاذا اقاموها و احکموها باذن الله تعالی و

غوث الثقلین قطب ربانی سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ؒ نے فرمایا ہے مجاہدہ و محاسبہ کرنے والوں اور بلند حوصلہ لوگوں کے لئے دس خصلتوں کا اپنانا نہایت ناگزیر ہے اگر وہ انہیں درست رکھیں اور استوار کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بلند مراتب پائیں گے

صلوا الی المنازل الشریعة الاولی ان لا یحلف العبد بالله عز و جل كاذبا و لا صادقا عامدا و لا ساهیا لانه اذا احكم ذلك من نفسه وعود لسانه رفعه ذلك الی ان یترك الحلف ساهیا وعامدا فاذا اعتاد ذلك یفتح الله تعالی له بابا من انواره یعرف منفعته ذلك فی قلبه و رفعه فی درجة و قوة فی عزمه و فی بصره والثناء عند الاخوان و الكرامة عند الجیران حتی یا تم به من یعرفه و یهابه من یراه

پہلی بات یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں کھانی چاہئے نہ جھوٹی نہ سچی نہ جان کر نہ بھول کر، وہ اپنے نفس کو جب اس بات کا پابند بنائے گا اور اپنی زبان کو اس کا عادی کرے یہ اسے اس درجہ بلند بنائے گا کہ وہ بھولے سے بھی قسم کھانا چھوڑ دے گا جب وہ اس بات کا عادی ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے انوار کا ایک دروازہ اس پر کھولے گا اور اس کے فائدہ کو اپنے دل میں محسوس کرے گا اور اپنے مرتبہ کو بھی بلند پائے گا اپنے عزم و بصیرت میں قوت اور بھائیوں میں تعریف اور پڑوسیوں میں عزت محسوس کرے گا جو اس کو پہچانے گا وہ اس کی پیروی کرے گا اور جو اس کو دیکھے گا وہ مرعوب ہو گا۔

الثانیة، ان یجتنب الكذب هازلا و جادا لانه اذافعل ذلك و احكم من نفسه و

دوسری خصلت یہ ہے کہ جھوٹ سے بچے مذاق میں بھی اور سنجیدگی میں بھی اس لئے کہ وہ جب ایسا

اعتاده لسانه شرح الله تعالی به صدره و صفی به علمه کانه لایعرف الکذب و اذا سمعه من غیره عاب ذلک علیه و یمره فی نفسه و ان دعا له بزوال ذلک کان له ثوابا

کرے گا اور وہ اپنے نفس کو اس کا پابند کرے گا اس کی زبان اس کی عادی ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا سینہ کھولے گا اس کے علم میں صفائی آئے گی گویا وہ جھوٹ کو نہیں جانتا وہ جب کسی کی جھوٹی بات سنے گا وہ اس کے حق میں برائی قرار دے گا اور اپنے آپ کو اس سے شرم دلائے گا اور اگر وہ اس کے حق میں اس برائی کے دور ہونے کی دعا کرے گا تو ثواب پائے گا۔

الثالثة' ان یحذران یعداحدا شیاء فیخلفه او یقطع العدة البتة فانه اقوی لامره و اقصد لطریقة لان الخلف من الکذب فاذا فعل ذلک فتح له باب السخاء و درجة الحیاء واعطی مودة فی الصادقین و رفعه عندالله تعالی جل ثناؤه

تیسری خصلت یہ ہے کہ اس امر سے بچے کہ کسی سے کسی بات کا وعدہ کرے پھر وعدہ خلافی کرے یا کبھی وعدہ کو توڑے اس لئے کہ یہ اس کی اصلاح نفس کے لئے بڑی قوی اور اس کے سلوک و طریقت کے لئے زیادہ درست شئے ہے اس لئے کہ وعدہ خلافی جھوٹ سے تعلق رکھتی ہے وہ جب ایسا کرے گا تو اس کے لئے سخاوت کا اور حیاء کے زینہ کا دروازہ کھول دیا جائے گا راست گفتاروں میں اس کی محبت بڑھا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا رتبہ بلند کیا جائے گا۔

الرابعة ان یجتنب ان یلعن شیاء من الخلق و یوذی ذرة فما فوقها لانها من اخلاق الابرار والصادقین وله عاقبة حسنة فی حفظه تعالی اباه فی الدنیا مع ماید خر له عنده من الدرجات و یستنقذه من مصارع الهلکة و یسلمه من الخلق و یرزقه رحمه العباد والقرب منه عز و جل

چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں کسی چیز پر لعنت بھیجنے اور کسی ذرہ کو یا اس سے بھی کمتر شئے کو اذیت پہنچانے سے بچے اس لئے کہ یہ باتیں نیکوکاروں اور راست گفتاروں کے اخلاق سے ہیں اس کے لئے نیک انجام ہے اور وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہے گا اور آخرت میں بلند درجات پائے گا اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت کے مواقع سے نجات دے گا اور مخلوق کے ضرر سے بچائے گا اس پر عابدوں زاہدوں کی طرح رحمت نازل فرمائے گا اور اسے اپنا قرب نصیب کرے گا۔

الخامسة' ان یجتنب ان یدعو علی احد من الخلق و ان ظلمه فلا یقطعه بلسانه ولایکافیه بفعاله ویحتمل ذلک لله تبارک و تعالی و لایکافیه بقول ولافعل فان هذه الخصال ترفع صاحبها الی الدرجات العلی اذا

پانچویں خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں کسی پر بد دعا کرنے سے بچے اگر کوئی اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کرے تو اپنی زبان سے بھی اس سے کچھ نہ کہے اور اپنے اعمال سے بھی اس کو گزند نہ پہنچائے اسے اللہ کی رضا کی خاطر برداشت کرے اپنے قول و فعل

تادب بها تنال منزلة شريفة فى الدنيا والاخرة والحب والمؤدة والعلو فى الخير و عزا فى الدنيا فى قلوب المؤمنين

سے اس کو بدلہ نہ دے اس لئے یہ خصائل اسے بلند درجات کو پہنچاتی ہیں جب وہ ان باتوں کا عادی ہوجاتا ہے تو آخرت میں سرفرازی پاتا ہے اور عام مخلوق میں اس کی محبت والفت و رفعت بڑھتی ہے خیر کے کاموں میں اس کی رغبت زیادہ ہوتی ہے دنیا داروں اور دینداروں کے دل میں اس کی عزت بڑھ جاتی ہے۔

السادسة ان لا يقطع الشهادة على احد من الخلق من اهل القبلة بشرك و لاكفر و النفاق فانه اقرب للرحمة و اعلى فى الدرجة و من تمام السنة وابعد من مقت اللّٰه عز و جل' واقرب الى رضاء الله تعالى و رحمته فانه باب شريف كريم على اللّٰه تعالى يورث العبد الرحمته للخلق اجمعين۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ خلق خدا میں کسی اہل قبلہ کے خلاف شرک وکفر اور نفاق کی قطعی شہادت نہ دے اس لئے کہ یہ رحمت سے زیادہ قریب ہے درجہ میں بلند تر ہے اور حسن اخلاق سے ہے ناراضگی حق سے دور رکھنے والی ہے اور رضاء رحمت الٰہی سے زیادہ قریب کرنے والی بات ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا شریف و کریم باب ہے جو بندہ کو تمام مخلوقات کی رحمت کا مستحق بناتا ہے

السابعة ان يجتنب النظر الى شئى من المعاصى ظاهرا و باطنا و يكف عنها جوارحه فان ذلك من اسرع الاعمال ثوابا فى القلب والجوارح فى عاجل الدنيا مع مايدخر الله تعالى له من خير الاخرة نسال الله تعالى ان يمن علينا اجمعين بالعمل بهذه الخصال و ان يخرج شهواتنا من قلوبنا

ساتویں خصلت یہ ہے کہ کھلے اور چھپے گناہوں میں سے کسی کو دیکھنے سے بچے اور اعضاو جوارح کو ان سے روکے' یہ قلب و جوارح کو اس دنیا میں ثواب کا مستحق بنانے اور آخرت میں اجر و ثواب کا ذخیرہ کرنے میں سب سے زیادہ زود اثر عمل ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل اور کرم سے ان عادات کا خوگر بنائے اور ہمارے قلوب سے ان معاصی کی خواہش و لذات نکال دے۔

الثامنة ان يجتنب ان يجعل على احد من الخلق منه مئونة صغيرة ولا كبيرة بل يرفع مئونته من الخلق اجمعين مما احتاج اليه واستغنى عنه فان ذلك تمام عزة العابدين و شرف المتقين وبه يقوى على الامر بالمعروف والنهى عن المنكر

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ اپنا بوجھ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو مخلوق میں کسی پر ڈالنے سے گریز کرے بلکہ ساری مخلوق کا وہ بوجھ اٹھائے جس کے سلسلہ میں وہ اس کی محتاج ہے اور وہ اس میں اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی اس لئے کہ یہ کامل طور پر عابدوں کی آبرو اور پرہیز گاروں کا امتیاز رہا ہے اسی

ویکون الخلق عندہ اجمعین بمنزلة واحدة فاذا کان کذلک نقلہ اللہ تعالی الغنا' والیقین والثقة بہ عزوجل' ولا یرفع احدا بھواہ ویکون الخلق عندہ فی الحق سواء۔ یقطع بان ھذا الباب عزالمومنین و شرف المتقین و ھو اقرب الی الاخلاص۔

کی وجہ سے وہ نیکی کے حکم کرنے اور برائی سے روکنے پر قادر ہوتا ہے اور تمام مخلوق اس کی نظر میں برابر ہوتی ہے چنانچہ جب یہ بات حاصل ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غناء و یقین کی دولت سے نوازتا اور اس کو اعتماد کی طرف پھیرتا ہے وہ اپنی خواہش سے کسی کو اونچا مرتبہ نہیں دیتا تمام خلق اس کی نگاہ میں برابر ہوتی ہے۔ اسے یقین ہے یہ باب مومنین کی عزت و متقین کے شرف کا باب ہے اور اخلاص کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

التاسعة ینبغی لہ ان یقطع طمعہ من الآدمیین لا یطمع نفسہ فی شئی مما فی ایدیھم فانہ العزا لا کبر و الغناء الخالص والملک العظیم الفخر الجلیل والیقین الصافی و التوکل الشافی الصحیح و ھو من ابواب

نویں خصلت یہ ہے کہ اسے چاہئے کہ بنی نوع انسان سے کسی قسم کی طمع نہ رکھے اور جو کچھ ان کے پاس موجود ہے اس سے جی نہ لگائے اس لئے کہ یہ سب سے بڑی عزت اور سچی بے نیازی بڑی بادشاہت بڑے فخر' سچے یقین اور صحیح توکل کی شان ہے اور زہد

الزھد و بہ ینال الورع و یکمل نسک و ھو من علامات المنقطعین الی اللہ تبارک و تعالی۔

کے ابواب سے ایک باب ہے اس سے ورع و تقویٰ نصیب ہوتا ہے عبادت کی تکمیل ہوتی ہے اور اللہ والوں کی نشانیوں میں سے ہے۔

العاشرة التواضع لان بھا یشید محل العابد و یعلو منزلتہ و یستکمل العزة والرفعة عنداللہ تعالی و عندالخلق و یقدر ما یرید من امر الدنیا والاخرة و ھذہ الخصلة اصل الطاعات کلھا و فرعھا و کمالھا و بہ یدرک العبد منازل الصالحین الراضین عن اللہ عز و جل فی السراء و الضراء و ھی کمال التقوی

دسویں خصلت تواضع و انکساری ہے اس سے عبادت گزار کا مقام پختہ ہوتا ہے اس کا رتبہ بلند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اور مخلوق میں اس کی عزت و رفعت بڑھتی ہے دنیا و آخرت کے معاملات کو انجام دینے پر قادر ہو جاتا ہے یہ خصلت تمام طاعات کی اصل و بنیاد اور فرع و کمال ہے اس سے بندہ نیکو کاروں کا مرتبہ پاتا اور رنج و راحت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور یہ کمال تقویٰ کی بات ہے۔

والتواضع و ھوان لا یلقی العبد احدا من الناس الا رای لہ الفضل علیہ و یقول عسی

تواضع کی خوبی یہ ہے کہ بندہ جب کسی سے ملتا ہے اس کو اپنے سے بہتر وافضل سمجھتا ہے اور اپنے دل

ان یکون عند اللّٰہ خیرا منی و ارفع درجۃ فان کان صغیرا قال ھذا لم یعص اللّٰہ تعالی و انا قد عصیت فلاشک انہ خیر منی و ان کان کبیرا قال ھذا عبد اللہ تعالی قبلی و ان کان عالما قال ھذا اعطی مالم ابلغ و قال مالم اقل و علم ماجھلت و ھو یعمل بعلم و ان کان جاھلا قال ھذا عصی اللّٰہ بجھل انا عصیتہ بعلم و لا ادری بم یختم لی و بم یختم لہ۔

میں یہ کہتا ہے کہ ممکن ہے اللہ کی نظر میں یہ مجھ سے بہتر ہو اس کا مرتبہ مجھ سے اونچا ہو اور اگر وہ عمر میں چھوٹا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس نے خدا کی نافرمانی نہیں کی اور میں نافرمانی کر چکا ہوں اس لئے یہ یقیناً مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ بڑا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس نے اللہ کی عبادت مجھ سے پہلے کرنا شروع کی ہے اور اگر وہ عالم ہے تو کہتا ہے اس کو وہ علم دیا گیا ہے جس تک میری رسائی نہیں ہے اس نے وہ پایا ہے جو مجھے نہیں ملا اسے وہ معلومات ہیں جو مجھے نہیں ہیں وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور اگر وہ عالم نہیں جاہل ہے تو یہ کہے گا اس نے خدا کی نافرمانی نادانی سے کی ہے اور میں نے جان کر نافرمانی کی ہے مجھے معلوم نہیں ہے کس حالت میں مرتا ہوں اور اس کا خاتمہ کس طرح سے ہو گا۔

و ان کان کافرا قال لا ادری عسی ان یسلم ھذا فیختم لہ بخیر العمل و عسی اکفرانا فیختم لی بسوء العمل و ھذا

اور اگر وہ کافر ہے تو یہ کہتا ہے مجھے نہیں معلوم یہ اسلام لے آئے اور اس کا خاتمہ نیک عمل پر ہو جائے اور ممکن ہے میں کافر ہو کر

باب الشفقۃ والوجل و اولی مایصحب و اخر ما یبقی علی العباد۔

مروں اور میرا خاتمہ برے اعمال پر ہو یہ خوف و خطر کا باب ہے بہتر یہ ہے کہ ان باتوں کے ساتھ زندگی بسر کرے اور بندوں کے ساتھ اسی طرح آخر تک گمان کرتا رہے۔

فاذا کان العبد کذلک سلمہ اللّٰہ تعالی من الغوائل و بلغ بہ منازل النصیحۃ للّٰہ عزوجل و کان من اصفیاء الرحمن و احبائہ و کان من اعداء ابلیس لعنۃ اللّٰہ تعالی عدو اللّٰہ عز و جل وھو باب الرحمۃ

بندہ جب اس طرز عمل کا پابند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شرارتوں اور برائیوں سے بچاتا اور اسے خیر خواہوں کے مراتب پر ممتاز کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں اور دوستوں میں ہو جاتا ہے اور ابلیس کے دشمنوں میں جس پر اس کی پھٹکار ہے یہ رحمت کا باب ہے

و مع ذلک یکون قد قطع باب الکبر وحبال العجب و رفض درجۃ العلو وجانب درجۃ التعزز فی نفسہ فی الدین والدنیا والاخرۃ و ھو مخ العبادۃ وغایۃ شرف الزاہدین وسیماء الناسکین فلا شئی افضل منہ و مع ذلک

ان باتوں کے حاصل ہو جانے سے بڑائی اور خود رائی کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور اونچا مرتبہ حاصل کرنے کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں اپنے آپ کو برتر سمجھنے کا رجحان جاتا رہتا ہے یہی عبادت کی جان ہے زاہدوں کے شرف کی انتہا اور عابدوں کی نشانی

يقطع لسانه عن ذكر العالمين فلايتم له عمل الا به ويخرج الغل والكبر والبغي من قلبه في جميع احواله

ہے اس سے کوئی چیز افضل نہیں اس کے ساتھ دنیاداروں کا ذکر اس کی زبان پر نہیں آتا اس کا ہر عمل اسی جذبہ سے پورا ہوتا ہے ہر حال میں اس کا دل کینہ کپٹ، برائی اور ترشی سے پاک رہتا ہے۔

وكان لسانه في السر والعلانية واحدا وشيمته في السر والعلانية واحدة وكلامه كذلك والخلق عنده في النصيحة واحدا ولايكون من الناصحين وهو يذكر احدا من خلق الله تعالى بسوء و يعيره بفعل او يحب ان يذكر عنده احد بسوء ويرتاح قلبه ان ذكر عنده احد بسوء وهذه آفة العابدين و عطب النساك و هلاك الزاهدين الا من اعانة الله تعالى على حفظ لسانه و قلبه برحمته

اس کی زبان جلوت و خلوت میں ایک ہوتی ہے اس کا ارادہ ظاہر و باطن میں یکساں ہوتا ہے اس کے کلام کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے نصیحت و خیر خواہی میں ساری مخلوق اس کی نظر میں ایک ہوتی ہے وہ شخص ہرگز خیر خواہوں میں سے نہیں ہو سکتا جو خلق خدا میں کسی کا ذکر برائی سے کرے یا کسی کے فعل سے عار دلائے یا اس امر کو پسند کرے کہ اس کے پاس کسی کا برائی سے ذکر کیا جائے اور اس کا جی اس سے خوش ہو یہ امر عابدوں کی ہلاکت خدا رسیدہ بزرگوں کی بربادی اور زاہدوں

کی تباہی کا پیش خیمہ ہے اس سے وہی لوگ بچتے ہیں جن کے دل و زبان کی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے حفاظت و مدد فرماتا ہے۔

وقال رضي الله عنه وارضاه في وصيته اوصيك بتقوى الله تعالى و طاعته و لزوم ظاهر الشرع و سلامة الصدر و سخاء النفس و بشاشة الوجه و بذل الندى و كف الاذى وحمل الاذى والفقر و حفظ حرمات المشائخ و حسن العشيرة مع الاخوان والنصيحة للاصاغر و ترك الخصومة في الارفاق و ملازمة الايثار و مجانبة الادخار و ترك صحبة من ليس من طبقتهم والمعاونة في امر الدنيا والدين

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اس کی رضا میں راضی رہیں اپنی وصیت میں فرمایا میں تمہیں اللہ کی اطاعت و تقویٰ کا، بظاہر شریعت پر پابندی کا، سینہ کو ہر کھوٹ سے پاک رکھنے، جی کو سخاوت کرنے پر تیار رکھنے، خندہ پیشانی سے پیش آنے، مال خرچ کرنے، ایذا رسانی سے باز رہنے، تکلیف سہنے، تنگی اٹھانے، مشائخ کی قابل ادب و احترام چیزوں کی حفاظت کرنے، بھائیوں کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنے، چھوٹوں سے خیر خواہی کرنے، دوستوں کی جماعت سے جھگڑا نہ کرنے، ایثار و قربانی کے جذبہ کو اپنانے، ذخیرہ اندوزی سے بچنے اور جو طبقہ صوفیہ سے نہ ہو اس کی ہم نشینی ترک کرنے، اور دینی و دنیوی امور میں مدد کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

وحقیقۃ الفقر ان لا تفتقر الی من ھو مثلک و حقیقۃ الغنا ان تستغنی عمن ھو مثلک

فقر کی حقیقت یہ ہے کہ جو تمہاری طرح ہیں ان کے محتاج نہ بنو غنا کی حقیقت یہ ہے کہ جو تمہاری طرح ہیں تم ان سے بے نیاز رہو۔

والتصوف ما اخذ عن القیل والقال لکن اخذ عن الجوع و ترک الدنیا و قطع المالوفات والمستحسنات

تصوف قیل و قال سے حاصل نہیں ہوتا وہ دنیا چھوڑنے بھوک کی سختیاں جھیلنے پسندیدہ و مرغوب چیزوں کو چھوڑنے سے حاصل ہوتا ہے۔

ولا تبداء الفقر بالعلم وابداء بالرفق فان العلم یوحشہ والرفق یونسہ

فقر کا آغاز علم سے نہ کر بلکہ اس کا آغاز نرمی سے کر علم اس کو وحشت میں ڈالے گا اور نرمی اس میں الفت و محبت پیدا کرے گی۔

والتصوف علی ثمان خصال' السخاء لابراھیم علیہ السلام والرضا لاسحاق علیہ السلام و الصبر لایوب علیہ السلام والایثار لزکریا والغربہ یحیی علیہ السلام و لبس الصوف لموسی علیہ السلام

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی سخاوت حضرت اسحاق علیہ السلام کی سی رضا' حضرت ایوب علیہ السلام کا سا صبر' حضرت زکریا علیہ السلام کا سا ایثار اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی غربت حضرت موسیٰ

والسیاحہ بعیسی والفقر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ السلام کی سی اون سے ستر پوشی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی سیر و سیاحت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا سا فقر درکار ہے۔

قال القطب الربانی سیدی الشیخ نور الدین ابوالحسن علی بن عبداللہ الشاذلی اصول الارادۃ علی مذھب الصوفیۃ مبنی علی اربع' الصدق فی العبودیۃ وترک الاختیار مع الربوبیۃ والاخذ بالعلم فی کل شئی و ایثار المحبۃ فی کل شئی

قطب ربانی سیدی شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن عبداللہ شاذلی ؒ نے فرمایا صوفیہ کے مسلک کے مطابق تصوف کا مدار چار باتوں پر ہے۔ عبادت میں صدق و راستبازی' ربوبیت باری تعالیٰ کے ساتھ میں ترک اختیار ہر بات میں حکم شرع کے مطابق عمل کرنا اور ہر چیز میں محبت کی قربانی دینا۔

فالصدق مبنی علی اربعۃ اصول علی التعظیم والمحبۃ' والحیاء' والنیۃ' و ترک الاختیار' مبنی علی اربعۃ اصول الشھود فی القبضۃ و علی التحقیق بالوصلۃ و علی التصدیق و علی الثقۃ بضمان اللہ ووعدہ

صدق کا مدار چار بنیادی باتوں پر ہے تعظیم' محبت' شرم و حیاء' ارادہ و نیت' ترک اختیار بھی چار بنیادی باتوں پر موقوف ہے ہر چیز اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اس کا مشاہدہ کرنا اور جو چیز اس کی طرف سے پہنچتی ہے اسے یقینی سمجھنا' اس کی حمایت اور اس کے وعدہ پر بھروسہ کرنا' یقین رکھنا جس امر کا ملنا مقدر ہے اس کی تصدیق بھی ہو۔ اور

الاخذ بالعلم مبنی علی اربعۃ اصول! اما من طریق الاشارۃ و اما من طریق المواجھتہ، و اما من طریق الفھم، و اما من طریق السمع، واما ایثار المحبۃ، فعلی اربعتہ اصول، ایثار وجود الحق علی کل موجود، و ایثار الصفات بالتحسین بکل موجود، و ایثار افعالہ بالرضا عند کل مفقود، و ایثار محابۃ علی محاب نفسک ھذالمن تنقد و اما من لم ینقد فلیکن مع الاستاذ الناقد الی اللہ تعالی بھذہ المثابۃ و قال ایضا رضی اللہ عنہ العاقل من عقل عن اللہ تعالی ما اراد بہ و منہ شرعا

یافت میں محض اللہ تعالیٰ کے وعدہ علم چار طریقوں سے حاصل ہوتا ہے اشارہ سے رو در رو بتانے سمجھانے سے اور سننے سے۔ اور ایثار محبت بھی چار امور پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ کے وجود کو ہر موجود پر فضیلت دینا، اور ہر موجود کے مقابلہ میں اس کی صفات کو بہتر و برتر سمجھنا، ہر گمشدگی و نقصان میں اس کی حکمت سمجھ کر راضی رہنا، اور اس کی پسندیدگی کو اپنی پسند پر ترجیح دینا۔ یہ اس کے لئے ہے جو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور جس میں یہ صلاحیت نہ ہو اس کو چاہئے کہ کسی پرکھنے والے استاد کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں ان چیزوں کو نافذ کر سکتا ہو اپنا رشتہ استوار کرے۔

اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عقلمند وہ ہے جو اس چیز سے رکا جس سے اللہ تعالیٰ اور شریعت نے

والذی یریداللّٰہ بالعبد اربعۃ اشیاء، اما بلیۃ او نعمۃ او طاعۃ او معصیۃ فاذا کنت بالنعمۃ فاللّٰہ تعالی یقتضی منک شکرھا شرعا و اذا کنت فی بلیۃ یقتضی منک الصبر شرعا واذا اراد منک الطاعۃ یقتضی منک شھود المنۃ و رویتہ التوفیق شرعا

اسے روکنا چاہا اور جس کا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے حق میں ارادہ فرماتا ہے وہ چار چیزیں ہیں آزمائش یا نعمت، طاعت یا معصیت چنانچہ جب تم راحت و نعمت میں ہو تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم شرعا بھی اس نعمت کا شکر بجا لاؤ اور جب کسی امتحان و آزمائش میں پڑ جاؤ اس وقت بھی وہ شرعا تم سے صبر کا مطالبہ کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ تم سے طاعت کو چاہتا ہے تو اس کے احسان کا مشاہدہ کرنے اور توفیق الٰہی کے اظہار کا بھی شرعا تقاضا کرتا ہے۔

واذا اراد منک المعصیۃ فاللّٰہ یقتضی منک التوبۃ والانابۃ شرعا فمن عقل ھذہ الاربعۃ عن اللّٰہ تعالی و کان فیھا بما حبہ اللّٰہ منہ شرعا فھو عبد علی الحقیقۃ بدلیل قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اعطی، فشکر و ابتلی، فصبر

اور جب تم سے کسی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب ہوجائے تو شرعا تم سے توبہ و ندامت چاہتا ہے جس نے ان چار باتوں کے مقتضی پر عمل کیا ان میں وہ تمام باتیں داخل ہیں جو شرعا اللہ تعالیٰ کو پسند و محبوب ہیں وہی صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کا عابد بندہ ہے رسالت مآب صلی اللہ علیہ

و ظلم فاستغفر و ظلم فغفر ثم سکت فقالوا ماله یارسول الله فقال اولئک لهم الامن و هم مهتدون

وسلم کا یہ ارشاد اس کی دلیل ہے کہ جس کو کچھ دیا گیا تو وہ شکر بجا لائے جس کو کسی مصیبت میں ڈالا گیا تو اس پر صبر کرے اور جس سے زیادتی ہوگئی اس نے استغفار و توبہ کی جس پر ظلم کیا گیا اس نے معاف کر دیا پھر آپ خاموش ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کیا اجر ہے آپ نے فرمایا یہی لوگ ہیں جن کے لئے امن و اطمینان ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

قال العارف الربانی الشیخ ابو مدین شعیب بن الحسن رضی الله عنه الشیخ من جمعک فی حضوره و حفظک فی مغیبه و انار نوره فهو مع الفقراء بالانس و الانبساط و مع الصوفیة بالادب و الارتباط و مع المشائخ بالخدمة والاغتباط و مع العارفین بالتواضع والانحطاط فان حسن الخلق معاملة کل شخص بمایونسه

عارف ربانی شیخ ابو مدین شعیب بن الحسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا شیخ کامل وہ ہے جو اپنی موجودگی میں تجھے اپنے ساتھ رکھے اور غیر موجودگی میں تیری پاسبانی کرے اپنا نور تجھ میں منتقل کرتا رہے وہ فقراء سے محبت و خندہ پیشانی سے پیش آئے، اور صوفیہ سے ادب و عقیدت سے، مشائخ کے ساتھ رشک و خدمت سے، اور عارفوں کے ساتھ انکساری و فروتنی سے، حسن خلق ہر شخص سے اس طرح پیش آنا کہ

ولایوحشه فمع العلماء بحسن الاستماع والانقیاد و مع اهل المعرفة بالسکون والانتظار و مع اهل المقامات بالتواصل والانکسار

اسے اس سے انس ہوجائے وحشت نہ ہو علما سے ان کی باتیں غور سے سننا، اور ان پر عمل کرنا، ان کے ساتھ رفاقت کرنا ہے، اہل معرفت کے ساتھ سکون و اطمینان سے دیر تک رہنا اور بلند مراتب صوفیہ کے ساتھ دوستی، انکساری کے ساتھ رہنا۔

و قال رضی الله عنه الفقر فخر والعلم غنم والصمت نجاة والایاس راحة والعمل غنی والزهد عافیة والغفلة عن الحق خیبة انتهت النصائح والله الموفق للعمل

اور حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فقر فخر ہے، علم مال غنیمت ہے، خاموشی نجات ہے، لوگوں سے ناامیدی راحت ہے، عمل دولت ہے، دنیا سے بے رغبتی عافیت ہے یاد الٰہی سے غفلت محرومی ہے، ان کی نصیحتیں ختم ہوئیں اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔

وقد لبس هذا الفقیر خرقة التصوف عن الشیخ العارف بالله علی بن حسام الدین المتقی قدس الله سره العزیز علی الطرق الاربعة القادریة

اس فقیر نے چار بسلسلہ علیہ قادریہ شاذلیہ، مدینیہ اور چشتیہ میں خرقہ، تصوف شیخ عارف باللہ علی بن حسام الدین متقی قدس اللہ سرہ سے پہنا ہے جن کی یہ سند یں

والشاذلية والمدنية والجشتية رضوان الله عليهم اجمعين وهذه اسانيدها

ہیں اس کے بعد ان چاروں سلسلہ کی سندیں بیان فرمائیں لیکن جو اس رسالہ میں پیش کی گئی ہے وہ سلسلہ قادریہ کی سند ہے یہ سب سے اعلیٰ واکمل واہم ہے مقصود یہی ہے باقی سب بہانہ ہیں ۔

امروز شاہ انجمن دلبراں یکے ست
دلبر اگر ہزار بود دلبراں یکیست

البست خرقة التصوف على طريق المشائخ القادرية رضوان الله تعالى عليهم اجمعين الاخ فى الله الشيخ الصالح الشيخ عبدالحق بن الشيخ سيف الدين و فقه الله لما يحب و يرضى كما البسنى الشيخ العارف بالله على بن حسام الدين المتقى قال لبستها من الشيخ محمد بن محمد بن السخاوى و هو عن الشيخ طاهر بن ريان الزواوى وهو عن

میں نے برادر دینی شیخ صالح، شیخ عبدالحق بن سیف الدین کو تصوف کا خرقہ مشائخ قادریہ کے طریقہ پر پہنایا اللہ تعالیٰ اسے اپنی مرضیات کی توفیق دے، جس طرح مجھے شیخ عارف باللہ علی بن حسام الدین متقی ؒ نے پہنایا تھا شیخ علی متقی ؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے یہ خرقہ شیخ محمد بن محمد بن محمد سخاوی ؒ سے پہنا تھا اور انہوں نے شیخ طاہر بن ریان زواوی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن موسیٰ

الشيخ احمد بن موسى البشمشى و هو عن الشيخ شهاب الدين احمد عرف بزروق و هو عن احمد البشمشى المذكور و هو عن الشيخ ابى الحسن على البشمشى ولبس ابوالحسن عن والده ابى حفص عمر بن على و هو عن السيد مجد الدين ابى محمد صالح الزواوى و هو عن الشيخ محمد بن محمد بن المخلص الطيبى و احمد بن ايدمز و هما عن الشيخ شرف الدين بن العادلى وهو عن الشيخ جمال الدين ابى محمد يوسف بن محمد بن نصر المعدنى و هو عن الشيخ ابى عبدالله محمد بن ابراهيم بن عبدالواحد بن على بن سرور المقدسى و هو عن الشيخ القطب الربانى والغوث الصمدانى غوث الثقلين محى الدين ابى

بشمشی سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد معروف بزروق سے اور انہوں نے احمد بشمشی مذکور سے اور انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بشمشی سے پہنا تھا اور ابوالحسن نے اپنے والد ابو حفص عمر بن علی سے اور انہوں نے سید مجدالدین ابو محمد صالح زواوی سے اور انہوں نے شیخ محمد بن محمد بن مخلص طیّبی اور احمد بن ایدمز سے اور ان دونوں بزرگوں نے شیخ شرف الدین بن العادلی سے اور انہوں نے شیخ جمال الدین ابو محمد یوسف بن محمد بن نصر معدنی سے اور انہوں نے شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن عبدالواحد بن علی بن سرور مقدسی سے اور انہوں نے شیخ قطب ربانی و غوث صمدانی۔ غوث الثقلین محی الدین ابو محمد عبدالقادر

محمد عبدالقادر الجیلانی و
ھو عن الشیخ ابی سعید
المبارک بن علی المخرمی و
ھو عن الشیخ ابی الحسن علی
بن محمد بن یوسف القرشی
الھکاری و ھو عن الشیخ ابی
الفرج عبدالرحمن بن
عبداللّٰہ الطرطوشی و ھو عن
الشیخ عبدالواحد بن
عبدالعزیز التمیمی و ھو عن
ابی القاسم الجنید بن محمد
الزجاجی القواریری و ھو
عن الامام علی الرضا و ھو عن
والدہ الامام موسی الکاظم و
ھو عن والدہ الامام جعفر
الصادق و ھو عن والدہ
الامام محمد الباقر و ھو عن
والدہ الامام زین العابدین
علی بن الحسین و ھو عن
والدہ الامام حسین بن علی و

جیلانی سے اور انہوں نے شیخ ابو
سعید مبارک بن علی مخرمی سے اور
انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد
بن یوسف قرشی ھکاری سے اور
انہوں نے شیخ ابوالفرج
عبدالرحمٰن بن عبداللہ طرطوشی
سے اور انہوں نے شیخ عبدالواحد
بن عبدالعزیز تمیمی سے اور انہوں
نے ابوالقاسم جنید بن محمد زجاجی
قواریری سے اور انہوں نے امام
علی رضا سے اور انہوں نے اپنے
والد امام موسی کاظم سے اور
انہوں نے اپنے والد امام جعفر
صادق سے اور انہوں نے اپنے
والد امام محمد باقر سے اور انہوں
نے اپنے والد امام زین العابدین
علی بن الحسین سے اور انہوں نے
اپنے والد حسین بن علی سے اور
انہوں نے اپنے والد
امیرالمومنین امام المسلمین علی بن

ھو عن والدہ امیرالمومنین
و امام المسلمین علی بن ابی
طالب و ھو عن
سیدالمرسلین و امام ائمہ
المتقین و خاتم النبیین محمد
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم و علی آلہ و اصحابہ و
اتباعہ و حزبہ اجمعین

ابی طالب ؓ سے اور انہوں
نے سیدالمرسلین امام ائمہ
المتقین و خاتم النبیین محمد
رسول اللہ ﷺ سے پہنا تھا۔
آنحضرت ﷺ پر اور ان کی اولاد
پر ان کے اصحاب متبعین تمام پر
درود و سلام ہو۔

○○○

مقصد سوم

مدینہ منورہ کے بعض مشائخ و صوفیہ کا تذکرہ

شیخ محمد بن عراق (۳)

شیخ محمد بن عراق مدینہ منورہ کے متاخرین مشائخ و مشہور اولیاء اللہ میں سے تھے، شیخ موصوف کا زیادہ تر قیام مدینہ میں رہتا تھا، کچھ عرصہ مکہ معظمہ میں رہتے تھے، شیخ موصوف مدت تک منیٰ میں مسجد خیف میں سالکان طریقت کی تربیت و طالبان حق کی رہنمائی اور ریاضت میں ان کی مدد کرتے رہے تھے احکام سنت کی اتباع اور تقویٰ کی باریک سے باریک بات کا خیال رکھتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ (۱)

ایک استفتاء کا جواب

منقول ہے کہ ایک مرتبہ بعض مشائخ مصر سے تحریری فتویٰ لیا گیا کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ رسالت مآب ﷺ اسے شراب پینے کا حکم دے رہے ہیں اس خواب کی تعبیر کیا ہے، مشائخ حرمین میں سے ہر ایک نے اس خواب کی تاویل و تعبیر پیش کی جب وہ استفتاء ان کے پاس آیا انہوں نے جواب دیا خواب دیکھنے والے سے غلطی ہوئی ہے۔ رسالت مآب ﷺ نے اس کو شراب پینے سے منع کیا، اس سے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کی بات پوری نہیں سنی اس نے نہی کے صیغہ لاتشرب کو امر کا صیغہ اشرب سمجھا اور سنا ہے۔

علی بن محمد بن عراق (۴)

شیخ علی بن محمد بن عراق نامی ان کے فرزند مدینہ منورہ کے نامور عالم و مسجد نبوی کے خطیب تھے وہ علم و عمل اور تقویٰ میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین تھے "تنزیہ الشریعہ" ان کی تصنیف ہے یہ "موضوعات حدیث میں مفید و جامع کتاب ہے۔ (۲)

مختصر تنزیہ الشریعہ از رحمت اللہ سندھی

شیخ رحمت اللہ سندھی ان کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اپنے استاد کی کتاب تنزیہ الشریعہ کا نہایت عمدہ مختصر بھی لکھا تھا۔

شیخ علی علیہ کی بینائی جاتی رہی تھی مگر تمام علوم دینی انھیں نوک زبان تھے شیخ محمد بن عراق کی اولاد میں سے ایک بزرگ بجیلہ کے اطراف میں رہتے اور یاد اللہ کرتے ہیں وہ بھی اسی شان کے بزرگ ہیں انہیں شیخ عبدالوہاب علیہ سے بہت عقیدت و محبت ہے ان کی خدمت میں ہدیئے اور تحفے بھیجتے اور ان کے یہاں آتے رہتے ہیں۔

ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ (۵)

شیخ ابوالحسن بکری مصری شافعی علیہ، حضرت محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں موصوف جامع علم و عمل و بلند مرتبہ بزرگ تھے برکت و کرامت اور عظمت و جلالت ان کے چہرے سے روشن و نمایاں تھی۔ ان بزرگوں میں سے تھے جن کی ولایت و امامت اور جلالت شان پر سب کا اتفاق تھا۔

کہتے ہیں کہ ان کے خاندان میں اس حدیث ماصبب اللہ شیئا فی صدری الا و صببتہ فی صدر ابی بکر = اللہ تعالیٰ نے جو چیز میرے سینہ میں ڈالی وہ میں نے حضرت ابو بکر ؓ کے سینے میں ڈالی ہے' کے مطابق بطور وراثت صدیق اکبر ؓ سے ابا عن جد نسبت اور علم و حقائق کے فیضان کا سلسلہ اس خانوادہ کے کسی ایک نہ ایک فرد میں منتقل ہوتا رہا اور ان سے یہ فیض جاری ہے۔

علم میں انہیں اجتہاد کا رتبہ حاصل ہے اور تصوف میں بھی ان کا رتبہ بلند ہے سلسلہ قادریہ سے بھی تعلق ہے۔ تصوف میں بہت اونچی بات کہتے ہیں اور پاکیزہ کلمات ارشاد فرماتے ہیں۔ (۳)

(حزب الفتح)

ان کا ایک حزب' حزب الفتح کے نام سے مشہور ہے وہ اس دیار کے صوفیہ کا ورد و معمول ہے ان کا ایک اور رسالہ بھی ہے جس میں ذکر و خلوت و چلہ کشی کا طریقہ مذکور ہے اس کے عامل کو اس پر مداومت کرنے کے بعد اجازت و ارشاد اور خلافت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ موصوف نے اس رسالہ میں لکھا ہے:

قد لقی هذ الفقیر جماعة من اہل الطریق وانتفع بهم من اجلهم الرضی الغزی عن البرهان الاقناعی بسند طریقته الی الجنید و منهم الشیخ سعید المغربی عن شیخه المواق بسنده الی ابی الحسن الشاذلی ثم الی الجنید و فی بعض الطرق

من ینتهی الی الجیلی ثم الی الجنید استاد الطائفه نفعنا الله بهم اجمعین

ولیس المعول الا علی الصدق و التقوی و الجری علی آثارهم و ان کان فی ذکرهم برکة تنزل بها الرحمة وفقنا الله الصدق فی کل حال آمین

فقیر نے صوفیہ کی ایک جماعت کو پایا اور ان سے استفادہ کیا ان مین سب سے بڑے شیخ رضی الدین غزی عن البرہان الاقناعی ہیں جن کی سند طریقت کا سلسلہ شیخ جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔ اور انہی مشائخ میں سعید مغربی اپنے شیخ مواق سے جن کا سلسلہ سند شیخ ابوالحسن شاذلی تک اور پھر ان سے شیخ جنید بغدادی تک منتہی ہے بعض طریقت کی سندوں میں شیخ جیلی تک پہنچتا ہے پھر ان کے واسطے سے شیخ الطائفہ جنید بغدادی تک منتہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب کے علوم سے مستفید فرمائے آمین۔

ان بزرگوں کا ذکر باعث برکت ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے لیکن اصل پناہ راست بازی' پرہیز گاری اور ان کی پیروی میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں ہمیں راست بازی کی توفیق دے آمین۔

(مطالعہ کا شوق)

کہتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن بکری ؒ جلالت شان و علوئے مرتبت کے باوجود کتاب پڑھتے اور مطالعہ کرتے رہتے تھے کبھی ان کے ہاتھ سے کتاب جدا

نہیں ہوتی تھی۔

منقول ہے کہ ایک روز مسجد میں آئے اور امام مسجد کی اقتداء نہیں کی' اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں خود امام وقت ہوں میرے لئے جائز نہیں کہ میں کسی اور کی اقتداء کروں۔

مغاربہ کی ایک جماعت تھی جو قہوہ پینے سے روکتی اور اسے حرام قرار دیتی تھی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے حرام ہونے کا دعویٰ وہ کیسے کر سکتے ہیں جب کہ میں اسے پیتا ہوں۔

(ہر سال مکہ میں آمد)

وہ ہر سال یا درمیان سال اللہ ہی زیادہ جانتا ہے' زمانہ حج میں تشریف لاتے اور مکہ میں قیام فرماتے تھے۔

(شیخ علی متقی ﷫ سے تعلقات اور ان کی جلالت قدر کا اظہار)

شیخ علی متقی ﷫ ان کے سامنے حدیث کی تصحیح کرتے' مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے شیخ متقی ﷫ نے ان سے بھی طریقت کی تعلیم پائی تھی وہ بھی ان کی تعظیم و تکریم کا بہت خیال رکھتے تھے درس کے وقت اس مسند سے جو ان کے لئے رکھی جاتی تھی نیچے اتر کر بیٹھ جاتے تھے اور وعظ و تذکیر کی مجلس کا انعقاد شیخ علی متقی ﷫ کی آمد پر موقوف رکھتے تھے لوگ ان کے اس اہتمام پر تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ مجلس کو ایک ہندی فقیر کی آمد پر موقوف رکھنا کیا معنی رکھتا ہے وہ اس سے شیخ علی متقی کے مرتبہ اور ان کی جلالت قدر کا اظہار کرتے تھے۔

محمد طاہر پٹنی کی شیخ علی متقی سے بیعت (۶)

مولانا محمد طاہر پٹنی ﷫ جب مکہ معظمہ پہنچے تو ان کی خدمت میں بھی رہے اور ان سے بیعت کی درخواست کی انہوں نے انکار کیا اور اس کو دور از قیاس قرار دیا' فرمایا "سبحان اللہ شیخ علی متقی کی موجودگی میں یہ جائز نہیں" چنانچہ وہ شیخ بکری کے ایما پر شیخ علی متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مرید ہو گئے ان سے استفادہ کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

شیخ بکری کا انتقال نو سو پچاس ہجری سے اوپر ہوا ہے۔ (۴)

شیخ محمد بن شیخ ابوالحسن بکری (۷)

شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن بکری عظمت و کرامت اور فیض برکت و خلافت میں اپنے باپ کے سچے جانشین تھے بہت بزرگ اور بہت مقبول تھے' انہیں ریاضت کی مشقت اور مجاہدہ کی زحمت کے بغیر ہی دل آگاہ اور قرب درگاہ حاصل تھا' ایسا ہی میں نے حضرت شیخ ﷫ سے سنا ہے' بظاہر ان کا شاہانہ ٹھاٹ باٹ تھا' نہایت شاندار لباس زیب تن کرتے اور بہت عیش و آرام سے رہتے تھے جیسے بادشاہ و امیر رہتے اور پہنتے ہیں' لیکن کرامت و بزرگی' قرب الٰہی و علم لدنی کے انوار ان کی پیشانی سے روشن و نمایاں تھے' بہت سے بزرگوں نے ان آثار و انوار کا ان پر مشاہدہ بھی کیا ہے' ان کے والد بزرگوار کی کرامت و عظمت پر جس طرح اس دیار کے بزرگان دین کا اتفاق تھا' اسی طرح ان کی بزرگی و جلالت شان سے کسی کو انکار نہیں اور کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جسے ان کے صحت حال و رفعت مقام میں تامل ہو۔ (۵)

(بیان حقائق پر قدرت)

انہیں حقائق بیان کرنے اور دقائق واضح کرنے' اسرار و نکات کی شرح کرنے اور اشاروں میں رموز کو سمجھانے میں بہت قدرت اور دستگاہ حاصل تھی اس امر میں ان کی مخصوص روش و خاص انداز تھا۔

انہوں نے اپنے والد ماجد کے حزب پر بہت سے امور کا اضافہ کیا تھا اور سید کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات پر درود کے سلسلہ میں بہت سے نئے صیغے ایجاد کئے تھے۔

حقیقت محمدیہ کی تعریف اور اس کے تمام مراتب کی جامعیت و احاطہ پر بہت سی عبارات و اشارات سے رہنمائی کی ہے جو کہیں اور نہیں پائے جاتے ہیں۔

(قبولیت)

اس دیار کے بیشتر بزرگ' طریقت میں ان سے اور ان کے پدر بزرگوار سے انتساب رکھتے ہیں اور کردستانی زیادہ تر انہی کے مرید ہیں اور انہی کے اوراد و احزاب پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں۔

(مسند درس پر جلوہ فرمائی)

منقول ہے جس وقت شیخ محمد بکری کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا اس وقت یہ بہت چھوٹے تھے اور رجال کار کے مرتبہ کو پہنچے تھے لوگوں کو ان سے درس و تدریس' وعظ و نصیحت' اور انعقاد مجلس وہدایت وارشاد کی توقع نہ تھی ان کے پدر بزرگوار کے ایک نائب و جانشین تھے جب بکری رحمۃ اللہ علیہ حج کو آتے تو اس شہر کے رواج کے مطابق ان کی جگہ جامع ازہر میں مسند درس کو وہی

زینت دیتے تھے' اس نائب کا یہ خیال تھا کہ جب تک شیخ محمد بکری رجال کار کے مرتبہ کو پہنچیں گے وہی منصب درس وافادہ پر ممتاز رہیں گے۔

شیخ محمد بکری پہلے سے لوگوں کو بتائے بغیر اچانک مجلس میں تشریف لائے تعلیم و تدریس اور رشد وہدایت کا آغاز کیا اور ایسی اونچی باتیں کیں کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے۔

اختتام مجلس پر ایک شخص نے ان سے کیفیت حال دریافت کی فرمایا والد ماجد کی روحانیت نے ان علوم کا مجھ پر القاء کیا تھا اور میرے چہرے کے سامنے جو دیوار تھی اس پر وہ لکھ دیا گیا تھا' پڑھتا اور لوگوں سے بیان کرتا تھا۔

(حرم میں وعظ و نصیحت)

نیز منقول ہے کہ شیخ محمد بکری اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد جب حرمین شریفین آئے تو یہاں کے مشائخ و بزرگ' جنہیں ان کے پدر بزرگوار سے شاگردی اور بیعت و خلافت کی نسبت حاصل تھی' توقع تھی کہ وہ ایک مجلس منعقد کریں گے اور ان کے والد ماجد کی تعزیت کے لئے بیٹھیں گے تاکہ لوگ ان سے تعزیت کریں اور ان کی زیارت سے بہرہ مند ہوں' شیخ محمد بکری نے ان لوگوں کی اور ان سے ملاقات کی کوئی پرواہ نہیں کی' انہوں نے رسم و رواج اور مروجہ قواعد کو نظرانداز کرتے ہوئے' دوسرے دن حرم شریف میں ایک بڑا اجتماع کیا' وعظ و نصیحت کی' معارف و اسرار بیان کئے' عوام جمع ہوگئے اکابر حیران رہ گئے یہ کیا کرتے اور کیا فرماتے ہیں۔

(شیخ محمد بکری کی مجلس وعظ میں ابن حجر مکی کی کیفیت)

شیخ ابن حجر مکی ہیتمی جو مکہ کے سربر آوردہ علماء میں سے تھے اور ان

کے والد ماجد کے شاگرد و عقیدت مند تھے وہ امتحان لینے اور ان کی حالت دیکھنے کی غرض سے مجلس میں آئے ان کے پہلو میں بیٹھ گئے شیخ محمد بکری نے شیخ ابن حجر مکی ہیتمی کے مرتبہ کا خیال کئے بغیر اور ان کی طرف التفات کئے بغیر ایسے حقائق بیان کئے کہ وہ حیران رہ گئے از خود رفتہ ہو کر رونے لگے کہ آخر مجلس میں انہیں پایا پہلے سے ان کی مجلس میں آنا چاہئے تھا معذرت کی پھر لوگوں کے پاس آئے حقیقت حال بیان کی تو سب ان کے فیضان و فضل ربانی کے قائل و معترف ہو گئے۔

(خطرات پر آگاہی)

قاضی علی بن جار اللہ کہتے تھے کہ ایک دن شیخ محمد بکری طواف کر رہے تھے اور خدام کی ایک جماعت نہایت ادب و تعظیم سے ان کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی جیسے بادشاہوں اور امیروں کے پیچھے چلتی ہے یہ حالت دیکھ کر دل میں انکار کا خطرہ گذرا کہ تعظیم و جماعت بندی کی یہ کونسی جگہ ہے اس کے بعد ہم ان کی خدمت میں پہنچے وہ شرح حکم ابن عطاء اللہ کا سبق پڑھا رہے تھے اثناء کلام میں فرمانے لگے۔ وہ تم ہو جنہوں نے اپنے دل میں ہماری طرف سے میل آنے دیا، ہم جانتے ہیں کہ تمہیں ہم سے عقیدت و محبت ہے جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو اس کی توحید و شہود کے دریاؤں میں ڈوبے رہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان کے دائیں بائیں کون ہیں اور اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔

(شیخ محمد بکری کی تربیت)

منقول ہے کہ شیخ محمد بکری کے علاوہ شیخ ابوالحسن بکری ؒ کا ایک اور

فرزند بھی تھا شیخ کو محبت و توجہ بھی ان سے زیادہ تھی شیخ کی مساعی اس کی تربیت و رعایت حال میں اس درجہ تھیں کہ ان کے بعض خلفاء نے عالم مکاشفہ میں ایسا دیکھا کہ شیخ محمد کا مرتبہ ایسا ایسا ہے انہوں نے شیخ ابوالحسن بکری سے بھی عرض کیا شیخ نے فرمایا کہ تم سے تاویل و تعبیر میں غلطی ہوئی ہے تمہیں جو دکھایا گیا تھا وہ فلاں تھا تمہیں اشتباہ ہوا ہے تم اسے شیخ محمد بکری خیال کر بیٹھے ہو انجام کار شیخ کو دکھایا گیا کہ اس فرزند کی ترجیح میں تمہاری سعی بیکار ہے اور اس کی تربیت کا ارادہ بے سود ہے چنانچہ انہوں نے اس کی تربیت و ترجیح کا خیال چھوڑ دیا اور شیخ محمد بکری کی طرف متوجہ ہوئے۔

(ایں کار دولت ست کنوں تاکرا رسد)

شیخ محمد بکری ؒ کو جناب سرور کونین ﷺ سے خاص توجہ اور مخصوص تعلق تھا ان کی یہ قبولیت اسی درگاہ عالم پناہ سے وارفتگی و وابستگی کی وجہ سے تھی کہتے ہیں۔

(روضہ مبارک پر نظر و وارفتگی)

جب وہ مدینہ طیبہ کی زیارت کو گئے اور وہاں جیسے ہی ان کی نظر رسالتمآب ﷺ کے جمال قبہ مبارکہ پر پڑی فوراً پیادہ پا ہو گئے وجد و حال اور وارفتگی و بکا کے عالم میں اس مبارک شہر میں داخل ہوئے اور انوار و اسرار سے مستفید ہوئے روضہ مقدسہ کی کسی زیارت کے موقعہ پر یہ شعر کہے تھے۔

و شمنا بروق الحق تلمع مثل ما
شمنا عبيرا عرفه طيب عطرا

ترجمہ: اور ہم نے حق کی تابانی کو چمکتے ہوئے محسوس کیا جس طرح ہم نے عبیر کی خوشبو کو سونگھا اور محسوس کیا جس کی خوشبو پاکیزہ معطر ہے۔

وقمنا مقاما نشهد الله انه
يذكرنا من فرط هيبته الحشرا

ترجمہ: ہم ایسے مقام پر کھڑے ہو کر اللہ کو شاہد بناتے ہیں جو مقام ہمیں فرط ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا ہے۔

وجئنا لنا في شدة من نفوسنا
فجئنا العسرا و تسرنا ايسرا

ترجمہ: اپنی جانوں پر تکالیف برداشت کر کے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دکھ دور کیا اور ہماری فراخی کو آسان کیا۔

والتحفنا منه بما عظم منة
واوسعنا من فيض افضاله برا

ترجمہ: اور انہوں نے بہت احسان و کرم کا ہمیں تحفہ دیا اور اپنی نیکی و کرم کے فیضان سے ہمیں مالا مال کیا

هو البحر لكن سلسبيل وان ترد
ترد سلسبيلا انه لم يزل برا

ترجمہ: وہ ایک سمندر ہیں لیکن ایک راہ ہیں اگر تو اس راہ کا ارادہ کرے تو ایک ایسی راہ کا ارادہ کرے گا جو ہمیشہ نیکی و احسان کی راہ ہے۔

فيهديك في سبيل العناية واصلا
اليه به حتى ذاته جهرا

ترجمہ: وہ تجھے عنایت الٰہی کے راستوں کی طرف رہنمائی کریں گے اور وہاں پہنچا دیں گے یہاں تک کہ تم اس کی ذات کو کھلا اور عیاں دیکھ لو گے۔

ان کے رسائل اور منثور و منظوم کلام بہت شاندار، بلند مرتبہ نہایت فصیح و بلیغ، خاص طور پر اسم اعظم، باری تعالیٰ کی تعبیریں رسالت مآب ﷺ پر درود و سلام کے انتخاب الفاظ اور کشف حقائق و اسرار و معارف کے بیان میں آنحضرت ﷺ کو انتقال کے وقت جو سکرات موت پیش آئی تھیں ان کی توضیح و تشریح میں ایسے معانی و نکات اور اسرار و اشارات بیان کئے ہیں جن پر اضافہ کرنا مشکل ہے۔

ان کے وہ اشعار جو محفلوں میں اور میلاد کے موقعہ پر اس دیار کے لوگوں میں مقبول ہیں پیش کئے جاتے ہیں۔

ما ارسل الرحمن او رسل
من رحمته تصعدا و تنزل

ترجمہ: رحمان نے وہ رحمت بھیجی اور بھیجتے ہیں جو اترتی، چڑھتی رہتی ہے

في ملكوت الله او ملكه
من كل ما يختص او مشتمل

ترجمہ: وہ ملکوت و ملک الٰہی ہیں اور وہ ہر خاص و عام کے ساتھ خاص و عام ہوتی ہے

الا و طه المصطفى عبده
و نبيه مختاره المرسل

ترجمہ: مگر طہٰ مصطفیٰ اس کے بندے اور اس کے برگزیدہ نبی و مرسل ہیں

واسطۃ فیہا و اصل لہا
یعلم ہذا کل من تعقل

ترجمہ: اس میں واسطہ ہیں اور وہی رسائی کا اصل ذریعہ ہیں اس بات کو ہر عقلمند جانتا ہے۔

ان یوما یمر ذکر فیہ
بخوف ادی لای یوم مبارک

ترجمہ: بے شک جس دن میرے دل میں ان کی یاد کا گزر ہوتا ہے وہ کیسا مبارک دن ہوتا ہے۔

انت وترلکل شئی و ماالشئی
تعالیت سیدی ان تشارک

ترجمہ: آپ ﷺ ہر خیر میں شریک و نمایاں و یکتا ہیں لیکن میرے آقا آپ کی ذات والاصفات اس سے بالا تر ہے کہ اس میں کوئی شریک ہو۔

لک قلبی بیت مصئون شریف
فالھی حاشا تضیع جوارک

ترجمہ: آپ ﷺ کے لئے میرا دل محفوظ اور اچھا گھر ہے بخدا آپ ﷺ کا پڑوسی کبھی برباد نہیں ہو سکتا

کل جزء منی سرک دار
عمر اللہ یا حبیبی دیارک

ترجمہ: میرا ہر ایک جزء آپ ﷺ کے اسرار کا گھر ہے اے میرے حبیب اللہ تعالی آپ کے دیار کو آباد رکھے

ای شح اصابنی منک بحر
کیف حالی و فی بحر حارک

ترجمہ: جو قطرہ بھی آپ ﷺ کے سمندر سے مجھے پہنچا اب میرا حال کیا پوچھنا جب کہ مجھ میں ایسا سمندر سمایا جس میں آپ ﷺ کے قطرات جمع ہو گئے ہیں۔

من اتانی اتاک من غیر شک
ای شک و قد جعلت مزارک

ترجمہ: جو میرے پاس آیا بلاشبہ آپ ﷺ کے پاس سے آیا کوئی شک نہیں میں تو آپ کی زیارتگاہ بن گیا ہوں۔

رسالہ تابید المنۃ بتائید اہل السنۃ میں توحید کا بیان

موصوف کی تصانیف سے ایک رسالہ ہے جس کا نام تابید المنۃ بتائید اہل السنۃ ہے اس میں توحید کے بیان میں رقم طراز ہیں۔

قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

حق تعالی کی توحید کے کئی درجے ہیں اور کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ توحید قولی یہ زبان سے اس کی یکتائی و وحدانیت کا اعلان کرنا ہے۔

۲۔ توحید علمی یہ اس کی وحدانیت و یکتائی کا دلیل و برہان سے قائل ہونا ہے۔

۳۔ توحید معرفتی یہ اس کی وحدانیت کی معرفت کا اسی طرح حاصل کرنا ہے جس طرح برھان سے اس کی وحدانیت کو سمجھا ہے اور یہ بیان برھان سے زیادہ روشن و واضح ہے اور بیان معرفتی کی حالت میں بندہ کو فکر و نظر کی حاجت نہیں ہوتی اسے فکر و نظر کی طرف توجہ

دلانے کی احتیاج باقی نہیں رہتی اس کا علم بدیہی نہیں ہوتا البتہ معرفت توحید کی حالت گذشتہ حالت کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوتی ہے اور اس کا علم بھی بدیہی کی طرح ہوتا ہے۔ اس حالت کو الہام کہتے ہیں یہ اس وقت صحیح ہوتی ہے جب بندہ اپنی قوت حال کی وجہ سے ترقی کر کے علم برہانی سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے پھر اس کی توحید بزبان حال گواہی دیتی ہے کہ ذات حق واحد ہے۔ شہود کی حالت رویت کی حالت نہیں ہے لیکن وہ رویت کی جیسی ضرور ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

تو اللہ کی عبادت اس طرح سے کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے یہی مشاہدہ کی حالت ہے جس کی طرف صوفیہ نے قلب پر مسلسل انوار و تجلی حق سے اشارہ کیا ہے تو یہ گویا بصورت حالت اس کو دیکھنا ہی ہوا۔

اہل توحید میں وہ صوفیہ بھی ہیں جو ان حادثات کو پوری طرح دیکھتے ہیں جن کا ظہور اللہ تعالیٰ کے منشا سے ہوتا ہے چنانچہ یہ بزرگ مخلوقات کے قلوب کو دیکھتے ہیں اور ان شخصیات کو جن پر حق تعالیٰ کے احکام جاری ہوتے ہیں اور اس کے افعال کا ظہور جن میں ہوتا ہے۔

اہل توحید میں سے وہ ہیں جو اس کی توحید من حیث التنزیہ کے قائل ہیں اور اس کی ذات کو ہر عیب و نقص سے بالاتر سمجھتے ہین چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ ذات حق کا ادراک مخلوقات کی فہم سے بالا تر ہے ان کے علوم بھی ذات حق کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں ان کے معارف بھی ذات الٰہی کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔

اہل توحید نے کہا ہے کہ ہر وہ بزرگ جس پر کسی شئے کا کشف ہوتا ہے وہ اس بزرگ کی کشفی قوت و ضعف کے بقدر ہوتا ہے تا آنکہ امام قشیری نے کہا ہے کہ ان صوفیہ نے فرمایا ہے۔

بلا شبہ جس جماعت کو حقیقت کا انکشاف ہوا' یا انہوں نے جن کا مشاہدہ کیا یا انہوں نے اپنے شواہد سے حق کے وجود کو پایا' وہ عین الجمع میں فنا ہو گئے۔ انہوں نے ذات حق کا مشاہدہ کیا ہے اور وہ ذات حق سے ترساں رہتے ہیں اور وہ حق الحق میں محو رہتے ہیں۔ یا وہ غلبہ ذات میں فنا ہو جاتے ہیں یا جلال حق کی ان پر تجلی ہوتی ہے اس کے علاوہ ان تعبیرات کو جو کسی معبر نے دی تھیں یا کسی مخبر نے خبر دی ہے یا کسی اشارہ کرنے والے نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے یا کسی فہم نے اس کا ادراک کیا ہے یا کسی کا علم اس تک پہنچا ہے۔ یا کسی کے ذکر نے اس کا تفصیل سے احاطہ کیا ہے وہ حق کے شواہد ہیں اور وہی حق از حق ہے لیکن وہ حقیقۃ الحق نہیں ہے کیونکہ ذات حق ادراک و احاطہ اور یافت و دریافت سے پاک و بالا تر ہے اور انہی صوفیہ نے فرمایا ہے ہر وہ چیز جو خلق پر ظاہر ہو یا کسی اور صورت میں جلوہ گر ہو تو وہ ان چیزوں میں سے ہے جو حق تعالیٰ کے شایان شان نہیں' حق تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ہے امام قشیری ﷺ کے کلام سے جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ امام ﷺ کا کلام ہے اور یہ توحید اہل تنزیہ کا حاصل ہے اور یہی سب سے زیادہ درست راست اور سب سے زیادہ محفوظ مقام ہے اب جو بعض مقامات میں ان کے احوال سے کچھ اور ظاہر ہوتا ہے اس کی تاویل کو بیان کرنا رہ گیا ہے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں حلول و اتحاد کا مذہب چند وجوہ سے

باطل ہے میں نے اسے اس کے مقام پر بیان کیا ہے یہاں وہ اس آخری مذہب جن سے حلول و اتحاد کا وہم و گمان ہوتا ہے مگر ان کے حلول و اتحاد سے اسے کوئی تعلق نہیں ہے، بیان کیا جاتا ہے۔

پہلا تو وہ ہے جسے سعد الدین تفتازانی ؒ نے اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے کہ جب سالک کا سلوک الی اللہ اور سلوک فی اللہ پورا ہو جاتا ہے تو وہ بحر توحید و عرفان میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ اس کی ذات ذات الٰہی میں اور اس کی صفات صفات خداوندی میں اس طرح مضمحل و گم ہو جاتی ہیں اور اپنے ماسوا سے یوں پوشیدہ و غائب ہو جاتی ہیں کہ وہ وجود میں صرف اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے شیخ نے کہا ہے یہی وہ امر ہے جسے فنا فی التوحید کہتے ہیں اسی کی طرف حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بندہ برابر مجھ سے تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (الی آخر الحدیث)

اس موقع پر کبھی ولی کی زبان سے ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جن سے حلول و اتحاد کا گمان ہونے لگتا ہے یہ بات اس حال کو الفاظ میں پورے طور پر بیان نہ کر سکنے اور صورت حال کو مثال سے واضح طور پر نہ سمجھا سکنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

شیخ نے فرمایا ہے کہ ساحل تمنا پہ کھڑے ہیں اور بحر توحید سے بقدر امکان چلو لے کر پانی پی رہے ہیں ہم اعتراف کرتے ہیں کہ فنا کا راستہ آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے، دلیل سے سمجھایا نہیں جا سکتا۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ واجب تو موجود مطلق ہے اور وہ ایک ہے اس میں کثرت ہرگز نہیں کثرت افاضات و تعینات میں ہے جو بمنزلہ خیال و سراب ہیں اس لئے کہ کل حقیقت ایک ہے جس میں کثرت مظاہر کے اعتبار سے اختلاط کی راہ سے پیدا ہوتی ہے اور یہ دیکھنے والوں کی نظروں میں کثرت کی صورت میں جلوہ نما ہوتی ہے یہ کثرت بطریق اقسام نہیں ہے اس لئے یہاں حلول و اتحاد متحقق و ثابت نہیں ہے اس لئے دوئی اور غیریت معدوم ہے، ان کی بات پوری ہو گئی۔

میں کہتا ہوں مذہب اول میں کتنا اچھا کلام اور عمدہ بحث ہے اور توحید شہودی کے بہت مناسب ہے اور اہل توحید جو سجدہ ریزی کی صفات سے متصف ہیں ان کے مکتوبات سے مناسبت رکھتی ہے اگرچہ اعتبار ثانی کی نسبت اس میں وسعت آگئی ہے جیسا کہ عیاں ہے لیکن اعتماد و اعتبار مذہب اول پر ہے۔

وجوہ مختلفہ میں جو کلام کو جامع اور جو متفرق و منتشر اقوال کو مرتب و منظم کرتی ہے وہ ہمارا مشہور قول ہے کہ وہ وحدت شہودیہ ہے توحیدی وجودی نہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ سلطان تجلیات الٰہیہ اور منور انوار تعینات ربانیہ کا جب کسی بندہ پر ظہور ہوتا ہے تو وہاں شواہد عدم مضمحل و نیست ہو جاتے ہیں کیونکہ حضرات قدم کا ظہور ہوتا ہے۔

تجلدت ما ان تجلی فطر الحق
و ای محب اذ تجلی تجلدا

ترجمہ: ہیں تو جما پامردی کی لیکن جب تیری تجلی ہوئی تو مجھ میں تاب نہیں رہی اور جب تیری تجلی ہو تو کونسا عاشق جم سکتا ہے۔

واذا نظرت الی الوجود بعینکم
مجمیع مافی الکائنات ملیح

ترجمہ: اور جب تم وجود کی طرف اپنی آنکھ سے دیکھو گے تو کائنات کی ہر چیز تم کو خوشنما نظر آئے گی۔

متمکنون اور غیر متمکنون میں فرق یہ ہے کہ اس تجلی کے قابوس کا ورود متمکن کو ظاہر ہیں اس سے نکالتا نہیں ہے اور اس کا ناموس اس کو آداب شرعیہ کے انصاف سے خارج نہیں کرتا ہے اگرچہ تجلی اس کو حقیقت میں فنا کر دیتی ہے اور اس کو اس کی نسبت سے بھی مٹا دیتی ہے چنانچہ متمکن کا ظاہر متعدد صورتوں میں جلوہ گر ہو جاتا ہے اور اس کا باطن اسرار احد کا حامل ہو کر چلتا ہے اور غیر متمکن کو اس عیاں کی روشنی دفع کرتی ہیں اور حضرات برہان کے فروق کی نگرانی سے باز رکھتی ہے اس کے مغز کو ابدی سبا کی طرف پارہ پارہ کرتی ہے اور اس کو برکندگی اور فنا کی عبا پہناتی ہے اول یقیناً تقدیم کی زیادہ مستحق ہے اگر تم نے سمجھ لیا تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

توحید کے متعلق اہل اللہ کے جو کلمات منقول ہیں یہ ان کے منازلات سے ہین اور سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ نے جو بیان کیا ہے اس پر اور جو ہم نے کہا ہے اس پر محمول ہے اور اللہ ہی حق کی توفیق بخشنے والا ہے۔

شیخ زین العابدین کے حالات و اوصاف (۸)

شیخ محمد بکری کی اولاد بہت ہے ان کے خلیفہ و جانشین اور حقیقی وارث شیخ زین العابدین ہیں انکی نسبت معنوی کے آثار مجلس وعظ و تزکیہ مین فیضان علوم و بیان حقائق و معارف سے ظاہر ہیں۔

بخدا یہ زبان کی روانی' زور بیان و طلاقت لسانی جو ان کی مجلس میں انہیں حاصل ہے اگر بغیر کسی سابقہ مشق و عادت کے ہے تو بلاشبہ خرق عادت کے قبیل سے ہے اور مشق کے بعد ہے تو بھی یہ فضل و امتیاز کا موجب ہے اگرچہ اہل حرمین شریفین سے اور بھی علماء ہیں خاص طور پر علماء مصر بہت سے علوم کے حافظ ہوتے ہین اور انہین اقوال علماء کے حفظ و یاد داشت میں شہرت حاصل ہوتی ہے وہ مجالس منعقد کرتے ہیں لیکن موصوف کی مجلس کی رونق و انداز ہی نرالا ہے حالت و ذوق بھی اور ہے شیخ زین العابدین کو علم تصوف میں پوری مہارت حاصل ہے تصوف کے جس مسئلہ کو بھی لوگ ان سے پوچھتے ہیں وہ بلاشبہ اس مسئلہ کا نہایت شافی و کافی جواب دیتے ہیں حدیث و تفسیر کے علم میں بھی کامل دستگاہ حاصل ہے اور علوم عربیت و معانی و بیان میں بھی پوری پوری مہارت رکھتے ہیں حسن خلق' نرمی تواضع و ریاضت کے اوصاف سے متصف ہیں۔

موصوف فرماتے تھے بخدا میرا پختہ ارادہ تھا کہ میں جو کی روٹی کھاؤں' پہاڑوں اور جنگلوں میں رہوں مجھے ان انواع و اقسام کے کھانوں کی کبھی رغبت نہیں ہوئی لیکن اللہ اپنے بندوں کے متعلق جو چاہتا ہے اس پر انہیں قائم رکھتا ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناسبت)

انہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کامل تعلق اور پوری پوری مناسبت حاصل ہے فرماتے تھے ہم پر تمام عنایتیں اور بخششیں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست کرم سے ملی ہیں بعض رؤیا اور واقعات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں ان سے کسب فیض بھی کیا ہے۔

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ شیخ والد اور دوسرے اکابر کعبہ کے اوپر حضرت علی ؓ کی مجلس میں تشریف فرما ہیں میں بھی وہاں چڑھ کر پہنچنے کا ارادہ کر رہا ہوں تا کہ ان بزرگوں کے ساتھ بیٹھوں کسی نے مجھے چڑھنے سے روکا تو حضرت علی ؓ نے آواز دی اور فرمایا تم اس کو نہ روکو یہ ان میں سے نہیں جسے روکا جائے چنانچہ میں اس مجلس میں پہنچا تو حضرت علی ؓ نے مجھ پر نوازش کی مجھے چمٹالیا اور اپنی دائیں جانب مجھے بٹھایا۔

موصوف نے کئی مجلسوں میں فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ حضرت علی ؓ سے افضل ہیں لیکن محبت وکشش اور چیز ہے قاضی مصر نے ان کی اس بات پر گرفت کی' پیغام بھیجا' کہ آپ ان بزرگوں سے ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے آپ کی زبان سے اس قسم کی باتوں کا اظہار جرات و سہل انگاری کا موجب ہوگا اور یہ خلاف مصلحت ہے فرمایا اس امر میں نرمی سے کام لیا گیا ہے اور چشم پوشی کی گئی ہے یہی میرا مذہب اور میرا حال ہے۔

ان کی مجلسوں اور محفلوں میں ابتداء کلام و اختتام کلام میں امیرالمومنین حضرت علی ؓ کے فضائل و مناقب کثرت سے بیان ہوا کرتے تھے۔

ایک مجلس میں تو اس موضوع پر ایسی باتیں کہیں جو اس قسم کی محفلوں میں نہیں کہی جاتی ہیں۔ موصوف نے تمام احوال و صفات ابراہیمیہ خلیلیہ صلوات اللہ علیہ کو حضرت علی ؓ کی نسبت ثابت کیا اور ان کے مناقب و فضائل کے بیان میں خوب داد فصاحت دی اور فرمایا:

ہمارا اعتقاد ہے کہ صحابہ ؓ کے مابین فضیلت وہی ہے جو علماء نے بیان کی ہے یہی مذہب و عقیدہ کی بات ہے لیکن صوفیہ کا مذاق و حال دوسرا ہے

وہ ایسی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں جن پر فتویٰ ظاہر مذہب میں نہیں اور نہ فقہاء کے اقوال ان کی ہمنوائی کرتے ہیں۔

(پر اثر دعا و مناجات)

وہ اختتام مجلس پر بارگاہ رب العزت میں ایسی دعا و مناجات کرتے ہیں کہ حاضرین میں ہر شخص اس سے متاثر ہوتا ہے اور از خود رفتہ ہو کر روتا ہے اور جذب و شوق سے مست ہو جاتا ہے اور منہ پر ہاتھ رکھ کر یوں گویا ہوتا ہے کہ گویا یہ الفاظ اس کے منہ سے بے اختیار نکل رہے ہیں اس کے بعد وہ اشعار جو حضرت امام زین العابدین ؒ سے منسوب ہیں پڑھتا ہے۔

انی لأکتم من علمی جواہرہ
کیلا یری الحق ذو جهل فیفتننا

ترجمہ: میں اپنے علم سے جواہر علم کو چھپاتا ہوں تاکہ وہ جسے حق بھائی نہیں دیتا وہ ہمیں فتنہ و آزمائش میں نہ ڈالے

یارب جوہر علم لو ابوح بہ
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا

ترجمہ: اے پروردگار میں اگر جوہر علم کو ظاہر کروں تو مجھ سے کہا جائے گا تو ان میں سے ہے جو بت کو پوجتا ہے۔

ولاستحل رجال مسلمون دمی
یرون أقبح ما یأتونہ حسنا

ترجمہ: اور مسلماں میرے خون کو حلال سمجھیں تو وہ سب سے زیادہ بری چیز کو جس کے وہ مرتکب ہوئے اچھا سمجھے ہیں

وقد تقدم فی هذا ابو حسن
الی الحسین و اوصی قبله حسنا

ترجمہ: اور اس امر میں ابو حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے گوئے سبقت لے گئے ہیں اور ان سے پہلے اچھے کام کی تاکید کی ہے۔

اس کے بعد وہ فرماتے ہیں بخدا میں صنم پرست نہیں ہوں میں خدائے واحد ویکتا کی عبادت کرتا ہوں بت وہ پوجتا ہے جو خدا کیساتھ کسی کو شریک کرتا ہے اور غیراللہ کی طرف دیکھتا ہے میں واحدی، احدی، محمدی اور ایسا ایسا ہوں۔

(شیخ عبدالحق کی شیخ زین العابدین سے خلوت گاہ میں ملاقات)

ایک روز صبح کے وقت ان کی مجلس منعقد ہونے والی تھی لوگ جمع تھے حلقہ باندھے شیخ کا انتظار کر رہے تھے بارش ہو رہی تھی باہر تشریف نہیں لائے فقیر اس قربت کی وجہ سے جو مجھے ان کی خدمت میں حاصل تھی ان کے خلوت کدہ میں چلا گیا جہاں وہ تشریف فرما تھے جذب و مستی کا اثر ان پر نمایاں تھا گویا معانی و حالات اور کیفیات کا بے پایاں فیضان ہو رہا تھا اور وہ نہایت بلند آواز سے یہ آیت شریفہ پڑھ رہے تھے:

من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه و منهم من ینتظر و ما بدلوا تبدیلا (آیت ۲۳ الاحزاب)

ترجمہ: ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔

فقیر کو اس حال سے ذرا پہلے ایک شبہ لاحق ہوا تھا کہ حقیقت مقدسہ سے جو خیر مطلق ہے قبائح شرور کا خلق و صدور ہوتا ہے یہ شبہ ان کے سامنے پیش کیا عجیب و غریب مقدمات تمہیدات قائم کر کے نہایت عجیب انداز سے سمجھایا اس وقت بہت مزہ آیا۔

موصوف کی اس عاجز پر بہت عنایت تھی وہ فرماتے تھے کہ مصر تشریف لاؤ تمہارے ساتھ خوب اٹھنا بیٹھنا رہے گا پھر یہ آیت پڑھنے لگے۔

اهبطوا مصرا فان لکم ما سالتم (آیت ۶۱ البقرۃ)

ترجمہ: اترو مصر میں تو تم کو ملے جو تم مانگتے ہو۔

شیخ ابوالسرور (۹)

شیخ محمد بکری علیہ الرحمہ کی اولاد میں شیخ ابوالسرور بھی ہیں وہ بھی عالم و فاضل اور خوش طبع انسان ہیں ان کا ایک اور مجذوب فرزند ہے اس کا نام شیخ عبدالرحیم ہے اس کا بھی ان کے بھائیوں کے ساتھ نام آتا ہے۔ (۶)

شیخ محمد بکری کی وفات ۹۹۱ (۹۹۴) میں ہوئی ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

سید عبداللہ حضرموتی قادری رضی اللہ عنہ (۱۰)

بہت بلند پایہ بزرگ تھے، شیخ ابوالحسن بکری، شیخ علی متقی اور شیخ ابن حجر مکی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ایک وقت تھا کہ وہ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور مشائخ و بزرگ نیچے فرش پر تشریف فرما تھے۔

منقول ہے کہ انہوں نے ایک روز مجلس میں قہوہ کی پیالی شیخ علی متقی کو پیش کی وہ اس زمانہ میں غایت احتیاط و نیز عادت نہ ہونے کی وجہ سے قہوہ نہیں پیتے تھے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا، شیخ ابوالحسن علیہ الرحمہ نے فرمایا پیو اس کے

پینے میں برکت ہے شیخ علی متقی ﷫ نے اسے قبول کیا اور پھر پی لیا۔

(فروتنی و اخفاء حال)

فرماتے تھے جب ان سے ملاقات کو جاتے تھے ہم اور دوسرے اصحاب ان کی خدمت میں قدموں پر گر جاتے تھے۔

حضرت شیخ فرماتے دیکھو یہ کیا تدبیر کرتے ہیں کس تدبیر و حیلہ سے اپنے آپ کو مخلوق کی زحمت سے چھٹکارا دلاتے ہیں یہ ساری انکساری محض اس لئے کرتے ہیں کہ مخلوق کو ان سے زیادہ عقیدت نہ رہے ورنہ ان کا رتبہ اس سے بلند ہے کہ وہ کسی کے قدموں پر گریں۔

شیخ ابوبکر خطاب مستجاب الدعوات بزرگ (۱۱)

شیخ ابوبکر خطاب مکہ معظمہ کے مشاہیر صوفیہ میں سے تھے اور مقبول و مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

فرماتے تھے ایک زمانہ میں مکہ معظمہ میں بارش نہیں ہوئی تمام مشائخ و بزرگ دعاء استسقاء کی درخواست کرنے ان کی خدمت میں پہنچے حضرت شیخ نے اپنے بجائے ہمیں بھیجا وہ کھڑے ہوئے وضو کیا دوگانہ پڑھی پھر اس جماعت کی طرف منہ پھیر کر فرمایا میری دعا قبول ہوگئی انشاء اللہ تعالیٰ عرفات میں بارش ہوگی اس دن سے یوم عرفات تک چار پانچ مہینے باقی تھے پھر شیخ علی متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال بتائی جب حج کا زمانہ آیا یہ قصہ ہمارے حافظہ سے نکل چکا تھا جب یوم الترویہ کو منیٰ میں پہنچے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ شیخ ابوبکر خطاب کے قصہ کو نہ بھولو انہوں نے عرفات کے دن بارش کی خبر دی تھی بارش کا سامان کرو ان کی خبر سچی ہے۔

سیدی شیخ ابوبکر بن سالم یمنی حضرمی (۱۲)

مشہور مشائخ و بزرگان یمن سے ہیں۔ حضرموت ایک مشہور شہر ہے یمن اولیاء و صلحاء کا مسکن ہے کہتے ہیں کہ حضرموت کی سرزمین سے اولیاء پیدا ہوتے ہیں اور یہ ان بزرگوں سے ہیں جو علم حال و قال ولایت و سیادت' کے جامع اور صاحب کرامات و مقامات عالیہ پر فائز ہیں سب کا ان کی بزرگی پر اتفاق ہے ان کا کلام بلند ہے اشعار ان کے احوال و مقامات پر شاہد ہیں یہ کبھی بقدم حرمین شریفین نہیں پہنچے ہیں۔

(شیخ ابوبکر کی کرامت)

حضرت شیخ فرماتے تھے کہ شیخ ابوبکر کے مریدوں میں سے ایک شخص حضرموت میں ان کی خدمت میں حاضر تھا اس کے اہل و عیال مکہ معظمہ میں تھے ایک مدت سے ان کی خیر خبر نہیں ملی تھی اس نے شیخ حضرمی سے درخواست کی کہ آپ میرے گھر کی کچھ خیر خبر بتائیں' شیخ نے اسی وقت اس کے اہل و عیال کے حالات سے باخبر کیا اور نشانی کے طور پر قہوہ پینے کا ایک مٹی کا پیالہ اس کے گھر سے دیا اس نے یہ تاریخ لکھ لی' اور یہ مٹی کا پیالہ بھی اپنے پاس رکھ چھوڑا برسوں کے بعد وہ اپنے وطن کی طرف لوٹا اور گھر آیا یہ قصہ اپنے گھر والوں کو سنایا اور گزشتہ حالات معلوم کئے بالکل ویسے ہی تھے جیسے حضرت شیخ نے بتائے تھے انہوں نے کہا کہ فلاں سال فلاں گھر میں ہمارے سامنے مٹی کا پیالہ رکھا تھا اتفاقاً غائب ہوگیا اس نے وہی پیالہ انہیں نکال کر دیا۔

ایک دن اس فقیر نے شیخ ابوبکر بن سالم کے حالات کے بارے میں شیخ عبدالوہاب متقی سے معلوم کیا فرمایا کہ ایک دن مغرب کی نماز سے ذرا پہلے ہم

مکہ معظمہ میں اپنے گھر میں تنہا بیٹھے تھے ہمارے دوستوں میں سے ہر ایک کسی جگہ گیا ہوا تھا اتفاقاً ایک شخص نے باہر سے اندر آنے کی اجازت چاہی جیسی عربوں کی اجازت لینے کی عادت ہے ہم نے بھی دستور کے مطابق مرحبا کہا وہ اندر آئے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ قہوہ بھی ہے اتفاقاً قہوہ موجود تھا قہوہ پیا اور فرمایا فاتحہ پڑھو فاتحہ پڑھی دعا کی اور چلے گئے ان کے اس طرح آنے، بیٹھنے اور جلد رخصت ہو جانے سے ہمارے دل میں بہت اثر ہوا یقین ہو گیا کہ یہ شخص راہ سلوک کا مرد ہے۔

(ابوبکر سالم شیخ علی متقی کے زمرۂ احباب میں)

برسوں کے بعد شیخ ابوبکر سالم کی طرف سے ایک خط آیا وہ بھی قہوہ کے بارے میں تھا جیسا کہ ان کی عادت تھی۔ انہوں نے اس میں عجیب و غریب باتیں اور نہایت لطیف اشارات تحریر کئے تھے کہ فلاں سال فلاں مہینے میں شام کی نماز کے وقت تم سے مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تھی تمہارے ساتھ قہوہ پیا تھا اس وقت کی خبر سے ہمارے دل میں ان کی یاد تازہ ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ بھی ان کے زمرہ احباب میں سے تھے۔

(قصیدہ تائیہ شیخ ابوبکر بن سالم)

شیخ ابوبکر بن سالم کا کلام ایک دیوان میں محفوظ ہے ایک قصیدہ تائیہ بھی ان سے یادگار ہے یہ قصیدہ شیخ ابن العارض قدس سرہ کے مقابلہ پر کہا ہے اس میں فرماتے ہیں۔

فلولا وجود السر ساکان کائن
فتمت بذاک السر کل البریۃ

ترجمہ: اگر وجود سرور کائنات کا نمود نہ ہوتا تو کسی کا ظہور نہ ہوتا اسی سر کی وجہ سے تمام مخلوق کا ظہور و نمود ہوا ہے۔

بطہ و سر المیم و حا و کان معا
بیاسین الم نشرح فحدث بنعمتی

ترجمہ: طہ میم کاف ھا یاسین الم نشرح کا سر ہے اب تم میری نعمت کو بیان کرو

تمسک بنا والزم دقائق حبنا
وزرنی بصرف الود وتسعد بزورتی

ترجمہ: تم ہمیں پکڑو اور ہماری محبت کے اسرار و معارف سے چمٹے رہو اور تم مجھ سے محبت کی راہ سے ملو اور میری ملاقات سے خوش بخت رہو۔

ولی بھجۃ الاشراق اہل النبوۃ
سر ابراھیم من سر احمد قدوتی

ترجمہ: مجھے ارباب نبوت کے اشراق کی رونق حاصل ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے طریقوں کی یاد بھی احمد مقتدا کی شریعت سے تازہ ہے۔

ولی شرف بالمصطفی سید الوری
نسبتہ فقنا جمیع الخلیفۃ

ترجمہ: اور مجھے سردار دو جہاں محمد مصطفی ﷺ سے شرف کی نسبت حاصل ہے اور اسی نسبت سے ہم ساری مخلوقات سے برتر و افضل ہوتے ہیں۔

وفاحت لنا ارواح نجد و حاجز
وہبت نسیم الوصل منہا و زفت

ترجمہ: اور ہمارے لئے نجد و حاجز کی خوشبوئیں پھوٹی ہیں اور وہاں سے

وصل کی ہوائیں چلی اور بار بار چل رہی ہیں۔

خلوۃ سرفی حظرۃ درسہ
ودارت کوؤس الدھر من خمر کرمتی

ترجمہ: اس کے احاطہ درس مین رازدارانہ خلوت میں میری بخشش کی شراب سے دیر کے جام خوب گھومے تھے

فیاساکراء منھا ھنیالک سقیھا
سکرت بھامن قبل سظھر طینتی

ترجمہ: اے اس شراب کے مست تجھ کو اس کی سیرابی مبارک ہو جو میرے وجود سے قبل اس شراب سے مست ہوا۔

فیازائری ابشر بشراک و المنا
وترقا سراقی العز فی کل حضرۃ

ترجمہ: اے میری زیارت کرنے والے تجھے تیری خوشی اور اولوالعزمی کی خوشخبری ہو تو ہر دربار مین عزو شرف کے منازل طے کرتا رہے۔

تزد ربنا تعلو علی فائق
وتحظی تحیات المعارف و نفحۃ

ترجمہ: ہمارا پروردگار تجھے ہر فائق پر برتری دے اور تجھے معارف کے تحفوں اور خوشبوؤں سے بہرہ مند کرے۔

وصلی علی الھادی النبی و آلہ
و اصحابہ والتابعین بجملۃ

ترجمہ: درود بھیجو رہنما نبی ﷺ برحق پر ان کی آل واصحاب اور جملہ تابعین پر

(ملاحظہ ہو اتقصار جنود الاحرار، ص ۹۷)

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی (۱۳)

موصوف اپنے زمانے کے نہایت بلند پایہ علماء و فقہا میں سے تھے مکہ معظمہ کے شیخ الاسلام تھے فقہاہت میں اپنی نظیر نہین رکھتے تھے انہیں علم حدیث و دیگر علوم میں بھی بہت مہارت حاصل تھی شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ علم حدیث میں ان سے فائق ہیں اور انہیں ان سے کوئی نسبت نہیں لیکن علم فقہ میں ممکن ہے۔ برابر ہوں بلکہ بلند تر ہوں تو عجب نہیں۔

یہ شیخ ذکریا انصاری حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں جو شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ان کی تصانیف میں منہج شیخ ذکریا پر جو اسم و مسمی کے اعتبار سے منہاج امام نووی کا مختصر ہے اور اس دور میں اس کے پڑھنے پڑھانے کا شافعیہ میں بہت رواج ہے نہایت مفصل شرح کئی جلدوں میں لکھی ہے۔ نیز شمائل ترمذی، اربعین نووی، اور مشکوۃ کی بھی شرحیں لکھی ہیں مشکوٰۃ کی شرح میں خوب داد فقہاہت دی ہے۔ (۷)

(کتاب الزواجر)

ان کی اور بھی ایک تصنیف ہے جس کا نام زواجر ہے یہ کبیرہ گناہوں کے بیان میں ہے اور تفصیل سے اس موضوع پر کسی نے مستقل کوئی تصنیف نہیں کی ہے انہوں نے ان بڑے بڑے گناہوں کو اس میں بیان کیا ہے جن پر شریعت میں کوئی وعید آئی ہے چنانچہ بہت سی کتابوں کو پڑھ کر بڑے بڑے گناہوں کو شمار کر کے جمع کیا اور ان کو آیتوں، حدیثوں اور شرعی دلیلوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

رافضیوں کی تردید میں صواعق محرقہ لکھی ہے صاحب قصیدہ بردہ

بوصیری کے قصیدہ ہمزہ کی جو سرکار دو عالم ﷺ کی نعت میں ہے اور بہت شیریں و عمدہ قصیدہ ہے شرح لکھی یہ بہت سے فوائد کی جامع ہے عین العلم کی شرح لکھنا شروع کی تھی مگر وہ پوری نہ ہوئی۔

(قلائد العقیان فی مناقب النعمان)

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و فضائل میں بھی ایک رسالہ لکھا جس کا نام قلائد العقیان فی مناقب النعمان ہے اس رسالہ کا لکھا جانا حقیقت میں امام اعظم کی کرامات و روحانی تصرفات سے ہے کہ سخت متعصب شافعی ہونے کے باوجود ان کے قلم سے یہ رسالہ نکل گیا غالباً اس رسالہ کی تصنیف سے اس سوء ظن کی تہمت کو دفع کرنا تھا جو بعض رومی امراء کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں شیخ موصوف سے پیدا ہوگئی تھی واللہ اعلم

(شیخ علی متقی سے خلافت)

شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ پہلے جب مکہ معظمہ میں آئے تو شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہوئے تھے آخر میں موصوف خود کو حضرت شیخ کا شاگرد کہتے تھے مرید ہو کر ان سے خرقہ خلافت بھی پہنا تھا۔

(حرم میں شیخ ابن حجر مکی و شیخ بکری کی مجالس اور ان کی اہمیت و افادیت)

فرماتے تھے کہ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ درمیان عصر و مغرب ان کے وعظ و تذکیر کی مجلس حرم شریف میں منعقد ہوتی تھی شہر کے لوگ شریک ہوتے تھے وہ زیادہ تر گفتگو وعدہ وعید' عبادات' معاملات شرعیہ ابواب فقہیہ

میں کرتے تھے خاص طور پر خرید و فروخت' نکاح و طلاق اور اجارہ کے مسائل زیر بحث آتے تھے اس وقت مکہ معظمہ میں اکثر واقعات و مسائل انہی موضوعات پر پیش آتے تھے اور حاضرین مجلس میں زیادہ تر عوام و کاروباری لوگ ہوتے تھے اس کے برعکس شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں زیادہ تر حقائق و دقائق اور معارف و اسرار پر بحث ہوتی تھی اس لئے ان کے یہاں حاضرین مجلس میں علماء و اکابر اور بڑے بڑے لوگ شریک ہوتے تھے۔

شیخ فرماتے تھے کہ شیخ ابن حجر کا طریقہ زیادہ بہتر' فائدہ مند اور زیادہ ثواب کا موجب تھا اس لئے کہ اس کا فائدہ عامہ خلائق کو پہنچتا اور پرہیز گاری و تقوی پر لوگوں کو آمادہ کرتا تھا۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال ۹۷۵ھ میں ہوا تھا رحمۃ اللہ علیہ و علی جمیع عباد اللہ الصالحین۔

شیخ محمد قضاعی مصری (۱۴)

شیخ محمد قضاعی مصر کے فقیہوں میں سے بہت بوڑھے' بہت بابرکت شیخ ابوالحسن بکری کے مرید و تلمیذ ہیں موصوف نے برسوں مکہ معظمہ و مسجد نبوی ﷺ میں درس دیا اور فیض پہنچایا ہے اب بہت کمزور ہوگئے ہیں جذب و حال کا ان پر غلبہ ہے روضہ شریفہ کے سامنے مسجد شریف کے باہر باب السلام کے پاس گوشہ تنہائی میں رہتے ہیں اسی جگہ لوگ ان سے ملاقات کو آتے ہیں۔

(شیخ عبدالحق کو مسجد نبوی میں درس کی دعوت و درس کا آغاز)

فقیر بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا نام پوچھا بہت خوش ہوئے دعا کی اور فرمایا اللہ تمہیں برکت دے اور تمہیں اسم بامسمی حق کا بندہ بنائے اس کے بعد فرمایا ارے عبدالحق مسجد نبوی ﷺ

میں بیٹھو اور لوگوں کو پڑھاؤ اللہ برکت دے گا اس سے پہلے بھی بعض مدینہ منورہ کے فقیہوں نے فقیر حقیر کو اشارہ کیا تھا کہ مسجد نبوی میں درس دوں مگر فقیر محض رسالت مآب ﷺ کے پاس ادب اور بارگاہ رسالت میں آواز بلند ہونے کا عذر پیش کرتا رہا تھا اس بزرگ کی بشارت سے قبولیت اور مؤکد ہوگئی چنانچہ ایک مدت کے بعد اس متبرک و محترم مقام میں برکت کی خاطر عربیت و حدیث کی کتابوں کا درس دیا۔

اس کے بعد کچھ باتیں مجذوب و اہل حال کے انداز پر فرمائیں فرمایا کہ مجھے یہاں صرف رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرا رکھا ہے اور میں نے رسالت مآب ﷺ کو دیکھا ان کے پاس جبریل امین علیہ السلام بھی حاضر تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی ٹوپی کے نیچے اپنے نور اول کا جوہر دکھایا جس سے مومنین کو پیدا کیا گیا ہے آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کیا تم اس نور کو پہچانتے ہو انہوں نے جواب دیا "جی ہاں"، واللہ اعلم۔

شیخ ابوالحرم مدنی (۱۵)

شیخ احمد ابوالحرم مدنی، مدینہ منورہ کے بلند پایہ علماء و فقہاء میں ہیں فن قرات میں اس شہر کے شیخ الشیوخ و استاذ الاساتذہ ہیں حرمین کے تمام قاری ان کے شاگرد ہیں اور سب ہی ان سے استفادہ کرتے ہیں یہ شیخ ابوالحسن بکری کے شاگرد ہیں اور ایک واسطہ سے شیخ ابن حجر عسقلانی کے اور دو واسطوں سے شیخ القراء شمس الدین محمد جزری سے تلمذ کی نسبت رکھتے ہیں۔

(ابوالحرم کی وجہ تسمیہ)

ان کی والدہ ماجدہ رسالت مآب ﷺ کے روضہ کی زیارت کو آئی تھیں اسی موقعہ پر یہاں پیدا ہوئے اس لئے ان کو ابوالحرم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(شیخ عبدالحق کی شیخ ابوالحرم سے قصیدہ شاطبیہ کی درخواست)

جب اس فقیر کو مدینہ منورہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو ان کی خدمت میں پہنچا اپنی غربت شکستگی ناسازی حالات کی شکایت کی اور سید المرسلین ﷺ کی اعانت اور کرم و مدد سے اپنی تشنگی کو دور کرنے کی التجاء کی نیز ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس دیار کے بزرگوں میں ہیں ہم گدا بن کر آپ کے شہر میں آئے ہیں آپ رسالت مآب ﷺ سے درخواست کیجئے کہ اس بے نوا اور بے آسرا کو اپنے فضل و کرم سے محروم نہ رکھیں اپنے مشاہدہ جمال سے نوازیں فرمایا تم ناامید نہ ہو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کریم ہیں اور کریم سے بعید ہے کہ وہ اپنے مہمان کی خاطر نہ کرے انشاء اللہ ضرور تمہاری حالت کے مطابق تمہاری مہمانی کریں گے۔

الحمدللہ اس بزرگ کی توجہ کی برکات سے شاہد مقصود کے جمال سے شاد کام ہوا اور جو مطلوب تھا اس تک رسائی ہوئی۔

اس کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہو کر قصیدہ شاطبیہ و صحیح البخاری کا ایک حصہ پڑھا قرآن کریم اور علم حدیث پڑھانے کی اجازت سے سرفراز ہوا، شاطبیہ میں بحث کے وقت بارہا فرمایا جتنا تم مجھ سے استفادہ کرتے

میں بیٹھو اور لوگوں کو پڑھاؤ اللہ برکت دے گا اس سے پہلے بھی بعض مدینہ منورہ کے فقہیوں نے فقیر حقیر کو اشارہ کیا تھا کہ مسجد نبوی میں درس دوں مگر فقیر محض رسالت مآب ﷺ کے پاس ادب اور بارگاہ رسالت میں آواز بلند ہونے کا عذر پیش کرتا رہا تھا اس بزرگ کی بشارت سے قبولیت اور مؤکد ہوگئی چنانچہ ایک مدت کے بعد اس متبرک و محترم مقام میں برکت کی خاطر عربیت و حدیث کی کتابوں کا درس دیا۔

اس کے بعد کچھ باتیں مجذوب و اہل حال کے انداز پر فرمائیں فرمایا کہ مجھے یہاں صرف رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرا رکھا ہے اور میں نے رسالت مآب ﷺ کو دیکھا ان کے پاس جبریل امین علیہ السلام بھی حاضر تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی ٹوپی کے نیچے اپنے نور اول کا جوہر دکھایا جس سے مومنین کو پیدا کیا گیا ہے آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کیا تم اس نور کو پہچانتے ہو انہوں نے جواب دیا "جی ہاں" واللہ اعلم۔

شیخ ابوالحرم مدنی (۱۵)

شیخ احمد ابوالحرم مدنی، مدینہ منورہ کے بلند پایہ علماء و فقہاء میں ہیں فن قرات میں اس شہر کے شیخ الشیوخ و استاذ الاساتذہ ہیں حرمین کے تمام قاری ان کے شاگرد ہیں اور سب ہی ان سے استفادہ کرتے ہیں یہ شیخ ابوالحسن بکری کے شاگرد ہیں اور ایک واسطہ سے شیخ ابن حجر عسقلانی کے اور دو واسطوں سے شیخ القراء شمس الدین محمد جزری سے تلمذ کی نسبت رکھتے ہیں۔

(ابوالحرم کی وجہ تسمیہ)

ان کی والدہ ماجدہ رسالت مآب ﷺ کے روضہ کی زیارت کو آئی تھیں اسی موقعہ پر یہاں پیدا ہوئے اس لئے ان کو ابوالحرم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(شیخ عبدالحق کی شیخ ابوالحرم سے قصیدہ شاطبیہ کی درخواست)

جب اس فقیر کو مدینہ منورہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو ان کی خدمت میں پہنچا اپنی غربت شکستگی ناسازی حالات کی شکایت کی اور سید المرسلین ﷺ کی اعانت اور کرم و مدد سے اپنی تشنگی کو دور کرنے کی التجاء کی نیز ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس دیار کے بزرگوں میں ہیں ہم گدا بن کر آپ کے شہر میں آئے ہیں آپ رسالت مآب ﷺ سے درخواست کیجئے کہ اس بے نوا اور بے آسرا کو اپنے فضل و کرم سے محروم نہ رکھیں اپنے مشاہدہ جمال سے نوازیں فرمایا تم ناامید نہ ہو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کریم ہیں اور کریم سے بعید ہے کہ وہ اپنے مہمان کی خاطر نہ کرے انشاء اللہ ضرور تمہاری حالت کے مطابق تمہاری مہمانی کریں گے۔

الحمد اللہ اس بزرگ کی توجہ کی برکات سے شاہد مقصود کے جمال سے شاد کام ہوا اور جو مطلوب تھا اس تک رسائی ہوئی۔

اس کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہو کر قصیدہ شاطبیہ و صحیح البخاری کا ایک حصہ پڑھا قرآن کریم اور علم حدیث پڑھانے کی اجازت سے سرفراز ہوا، شاطبیہ میں بحث کے وقت بارہا فرمایا جتنا تم مجھ سے استفادہ کرتے

ہو میں اس سے زیادہ تم سے استفادہ کرتا ہوں۔

(شیخ ابوالحرم کے اکلوتے فرزند کی وفات پر شیخ بکری کی تعزیت)

شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک فرزند تھا فاضل و نیک اور وہ بھی ان کی زندگی میں خدا کو پیارا ہو گیا اس کے مرنے سے شیخ کو بہت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا شیخ محمد بکری ان کی تعزیت کو پہنچے تو فرمایا کہ صبر کرو اور دیکھو کہ تم پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے بڑھ کر مصیبت نہیں ٹوٹی ہوگی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو قحافہ کبر سنی و ناتوانی کے ساتھ موجود تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا ان کا بیٹا امیر المومنین و رسالت مآب علیہ السلام کا جانشین ایسی فضیلت و کرامت کا جامع ان کے سامنے عالم فانی سے چلا گیا تمہارے فرزند کی مصیبت کا واقعہ اس واقعہ کے مشابہ ہے۔ وہ کہتے تھے جس وقت ان کا بیٹا دم توڑنے لگا تو یہ رونے لگے اس نے کہا ابا جان آپ نہ روئیں میں چلا گیا تو غم کی کوئی بات نہیں آپ موجود ہیں آپ کے رہنے میں مخلوق کا بھلا ہے اور پھر اس نے یہ آیت پڑھی۔

فاما الزبد فیذھب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (سورہ رعد آیت ۱۷)

ترجمہ: سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے۔ سوکھ کر اور وہ جو کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں۔

موصوف قرآن پڑھاتے وقت جب اس آیت پر پہنچتے ہیں تو رونے لگتے ہیں اپنے فرزند کی موت کا واقعہ انہیں یاد آجاتا ہے۔

ان کا انتقال ۹۰۱ھ میں ہوا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیے گئے۔

شیخ علی جار اللہ قرشی خالدی مخزومی مکی (۱۶)

موصوف حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں ان کی قوم کو بنی ظہیرہ کہتے ہیں جو ان کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ تھے ان کا مکہ معظمہ کو اپنا وطن قرار دینے کا سلسلہ اس زمانہ سے اب تک چلا آرہا ہے وہ مکہ معظمہ زادھا اللہ تعظیما و تشریفا کے فقیہ، محدث، مفتی و خطیب ہیں یہ فصاحت و بلاغت، راستی، فکر، سلامت طبع، لطافت تقریر و تحریر میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں حسن خلق، نرمی، درویشوں سے محبت، صوفیہ سے عقیدت، کم خوری اور ریاضت نفس سے انہیں بہت حصہ ملا ہے۔

دینی امور علمی مسائل میں تمام لوگوں کا مرجع انہی کی ذات ہے ناتواں ڈھانچہ کے باوجود وہ سارے دن حرم شریف کی کنکریوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو فیض پہنچاتے اور دینی علوم سے لوگوں کو بہرہ مند کرتے رہتے ہیں۔ (۸)

(شیخ مخزومی کا فتویٰ دینا اور برکت کی خاطر نکاح پڑھانا)

فتویٰ دیتے ہیں اور برکت کی خاطر لوگ ان سے نکاح کراتے اور نکاح کا خطبہ پڑھواتے ہیں خاص طور پر بڑے لوگ اور امراء بھی داد فصاحت و بلاغت خوب دیتے ہیں ان کے خطبہ نکاح سننے کے لئے خانہ کعبہ کے پاس لوگ جمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ مکہ معظمہ میں عربوں کا نکاح میں دستور ہے۔

یہ اور ان کے والد بزرگوار حنفی مسلک رکھتے ہیں ان کی پوری قوم شافعی ہے فقاہت میں ان کا پایہ بلند اور ان کا مرتبہ اونچا ہے فتاویٰ قاضی خاں گویا بر زباں ہے اسی سے فتویٰ دیتے ہیں شاذ و نادر ہی کبھی کتابیں دیکھنے کی نوبت آتی ہے۔

(مذاکرہ صحیح بخاری میں شیخ عبدالحق سے استفادہ کا اقرار)

مکہ معظمہ میں اگر کوئی شخص آج صحیح بخاری کے درس دینے اور اس کے فیضان کو عام کر سکنے کا صحیح معنی میں مستحق ہے تو وہ یہی ہیں فقیر سے بہت محبت و تعلق رکھتے ہیں بارہا صحیح بخاری کے مذاکرہ کے وقت فرماتے تھے بخدا میرا تم سے استفادہ تمہارے مجھ سے استفادہ کی نسبت زیادہ ہے ان سے پڑھنے والے طلبہ کبھی فقیر کی مسابقت میں آڑے آئے تو فرماتے ارے طالب علموں تم کیا کہتے ہو تم کہاں ہو میں اس جیسے آدمی کی ہم نشینی چاہتا ہوں اور اسے باعث برکت سمجھتا ہوں۔ فقیر کو جو سند دی ہے اس میں عجیب و غریب عبارت لکھی ہے لکھا ہے۔ افاد اکثر مما استفادہ' اس نے فائدہ اٹھانے کی نسبت فائدہ زیادہ پہنچایا ہے۔

(شیخ علی متقی سے خرقہ خلافت)

انہیں شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت ہے انہی سے موصوف کو خرقہ خلافت حاصل ہے اور شیخ عبدالوہاب سے پوری پوری عقیدت و محبت ہے۔

درس و فتوے میں مصروفیت کی وجہ سے پورے سال طواف و عبادت کا موقعہ نہیں ملتاج کے مہینوں میں اس کمی کو پورا کرتے ہیں' عشرہ ذی الحجہ کی بعض راتوں میں آدھی رات کو طواف کر رہے اور نماز پڑھ رہے تھے کہ فقیر پہنچ گیا اور ان کی خدمت میں عرض کیا آپ کو اپنے شیوخ سے جو وظائف و اوراد پہنچے ہیں ان میں سے کوئی ہمیں بھی بتا دیجئے کچھ دیر سر جھکا کر فرمایا یہ دعا پڑھو یہ بہتر ہے۔

اللھم امح بشرتی و صفتی بظهور تجلیک
واجعلنی اصلا لمحبتک واختصاصک و تولیک
فانیا عنی باقیا بک ناظرا بنورک الیک

ترجمہ: بار الہا! میرے جسم و جان کو اپنی تجلی کے ظہور میں مٹا' اور مجھے اپنی محبت کا اہل بنا' اپنا بنا' تو میرا والی ہو کر اپنی بقا کے ساتھ مجھے وابستہ کر' تیرے نور سے تجھے دیکھنے والا بنا۔

پھر پوچھا کہ تمہارے نام کے عدد کتنے ہیں میں نے عرض کیا دو سو پندرہ ہیں فرمایا اسی تعداد میں اسے پڑھیئے۔

میں نے عرض کیا جناب میں اس کے علاوہ بھی وظائف و اوارد پڑھتا ہوں' ممکن ہے مقررہ وقت پر اس کو پڑھنا ممکن نہ ہو فرمایا جب وقت ملے پڑھ لیا کرو میں بھی اسے ایسے ہی پڑھتا ہوں۔

(اجازت روایت حدیث)

پھر دعا کی اس کے ساتھ روایت حدیث کی اجازت باجمال دی نیز فقیر سے دعا کی درخواست بھی کی۔

شیخ محمد حنفی (۱۷)

ملک شام کے رہنے والے تھے زیادہ تر نقلی علوم انہیں نوک زباں تھے خاص طور پر تفسیر' حدیث' فقہ و تصوف۔

(فتوحات مکیہ کا مطالعہ)

وہ جس زمانہ میں ہندوستان آئے تھے ان کی خدمت میں حاضری دی

تھی فتوحات مکیہ ان کے سامنے رہتی تھی ان کا زیادہ تر وقت اس کے مطالعہ میں گزرتا تھا۔ اکثر حالات میں فقیرانہ گذر بسر کرتے تھے بعض اوقات بہت سی چیزیں اور بہت مال انکے پاس جمع ہو جاتا وہ بہت تھوڑے زمانے میں اسے صرف کر دیتے تھے جو مانگتا اسے دیتے تھے۔

(شیخ علی متقی سے عقیدت)

برسوں مکہ معظمہ میں رہے ان کی بابت کہا جاتا ہے کئی مرتبہ مرکر زندہ ہوئے تھے، واللہ اعلم

شیخ علی متقی ﷫ کی خدمت میں حاضر ہوتے بہت ادب و عقیدت سے پیش آتے تھے شیخ متقی ﷫ کے انتقال کے بعد شیخ عبدالوہاب متقی کی بھی خدمت میں حاضر ہوتے اور نہایت ادب و تعظیم ملحوظ رکھتے تھے تواضع و انکساری سے ملتے تھے وہ فرماتے تھے موصوف اس راہ کے چالاک لوگوں میں سے تھے رند و قلاش جن کے بارے میں سنا گیا ہے وہ ان میں سے تھے اس راہ کے صاحب ہمت و خوش خصلت لوگوں میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ موصوف ایک دن ہمارے شیخ متقی کی خدمت میں آئے اور جیسے ہی ان کو دیکھا سجدہ ریز ہو کر بیٹھ گئے حضرت شیخ ﷫ نے کچھ نہیں کہا نہ ان سے کوئی بات کی ان کے جانے کے بعد فرمایا ان سے کہو تم نے یہ کیا کیا ہے یہ تو کوئی اچھا کام نہیں تھا تم نے کیوں کیا انہوں نے کہا جب میں نے شیخ کو دیکھا تو مجھے وہ حدیث یاد آگئی جس میں کہا گیا ہے۔

لامرت النساء یسجدون للرجال

ترجمہ: میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ مردوں کو سجدہ کریں۔

فقیر حقیر جب مکہ معظمہ میں تھا لوگوں کی زبانی سنا کہ ایک شخص نے جس کا نام محمد ہے اور ملک شام میں رہتا ہے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ قصہ انکی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ شاید یہ شخص محمد حنفی ہوگا۔

شیخ فرماتے تھے محمد حنفی اس قسم کے بزرگوں میں سے ہیں کہ وہ جو بھی دعویٰ کریں اسے پورا کر سکتے ہیں وہ حق تعالیٰ شانہ کی عجیب و غریب مخلوقات میں سے تھے اور عجیب شان و عجیب انداز کے بزرگ تھے۔ واللہ اعلم

شیخ محمد بنو فری مصری مالکی (۱۸)

بہت بزرگ اور بہت بوڑھے آدمی تھے۔ انہوں نے پورے سال کو تین حصوں میں بانٹ رکھا تھا، چار مہینے مصر میں بیٹھ کر درس دیتے اور امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے اور چار مہینے جہاد کی نیت سے روم کی سرحدوں میں رباطوں میں گزارتے تھے اور دشمنوں کی سرحدوں کے پاس قیام کرتے تھے دعا و توجہ سے مسلمانوں کی مدد و اعانت فرماتے تھے اور پھر چار مہینے حج کی تیاری میں گزارتے تھے ہر سال حج کو جاتے تھے بڑھاپے میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود اونٹ اور گھوڑے کی کمر پر بیٹھتے تھے، محمل و کجاوہ کے پابند نہیں رہتے تھے عمر کا زیادہ تر حصہ اسی طرح گذرا تھا۔ (۹)

(افضل عمل)

شیخ فرماتے تھے درس دینا فتویٰ دینا اور حج کرنا اگرچہ نیک اعمال ہیں لیکن مرابطت و مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر دشمن کی سرحد پر رہنا ان کا سب سے افضل عمل تھا اس لئے کہ کفار کی ذلت و شکست اور اہل اسلام کی امداد و

اعانت کا سبب تھا۔

(شیخ محمد بنوفری کی بزرگی)

ایک بار یہ فقیر شیخ علی بن جار اللہ کی خدمت مین حاضر تھا انہوں نے پوچھا کیا تم نے کسی ایسے بزرگ کو دیکھا ہے جس کے ولی اللہ ہونے پر سب کا اتفاق ہو اور وہ بزرگ بھی بڑی شان والا ہو وہ شیخ محمد بنوفری ہیں اور وہ ہمارے استادوں میں سے ہیں چنانچہ یہ فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہوا دو تین پوست پارہ پڑے ہوئے تھے اور شیخ کے بیٹے اور دو تین فقیر اسے کھارہے تھے اور شیخ بیت اللہ کے سامنے بہت توجہ و محویت کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے ایسی محویت و بے خودی سے کہ ذوق و حضور کے آثار و انوار ان کے چہرہ انور پر روشن و نمایاں تھے جب سلام عرض کیا اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو آنکھ کھولی' تبسم فرمایا' دعا دی۔

(شیخ عبدالحق کی شیخ بنوفری سے درخواست)

دوسرے دن پھر ان کی خدمت میں جانا ہوا تو عرض کیا گیا کہ جناب من! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جن چیزوں سے آپ کو نوازا ان مین سے کوئی چیز ہمیں بھی عنایت فرمائیں فرمایا تم سورہ اخلاص پر مداوات کرو' میں نے عرض کیا اور فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کی خیر میں برکت و ترقی دے' فرمایا لاالہ الا اللہ ہر چیز سے افضل ہے۔

(نوافل میں عجلت)

ان کے عجائب احوال میں یہ بات ہے کہ یہ نفل نماز بہت جلدی پڑھتے تھے

اتنی جلدی کہ کوئی شخص پوری نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی مشکل سے پڑھ سکے گا یہ ایسی بات تھی جس سے حیرت ہوتی تھی۔

ایک دن حضرت شیخ کی خدمت میں یہ بات نقل کی گئی فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں فاتحہ کے ساتھ ایک سورت بھی پڑھتا ہوں بلکہ کبھی اس کے ساتھ دو سورتیں بھی ملاتا ہوں۔

عرض کیا گیا اتنا قرآن ایک لمحہ میں کس طرح پڑھا جاسکتا ہے اور کس صورت میں پڑھنا ممکن ہو سکتا ہے فرمایا ممکن ہے زمانہ کے قبض و بسط سمیٹنے اور پھیلانے کی وجہ سے پڑھتے ہوں گے واللہ اعلم۔

اس حج میں جس میں فقیر نے ان سے ملاقات کی وہ ان کا آخری حج تھا اور یہ سنہ ۹۹۸ھ کا واقعہ ہے اس سال موصوف کا انتقال ہوا تھا۔

شیخ محمد بہنسی [19]

بہنس ایک گاؤں کا نام ہے یہ مصر کے دیہات میں سے ہے شیخ محمد بہنسی نے اس مقام کو چھوڑ کر مکہ معظمہ کو وطن بنایا تھا یہ شیخ رملی کے شاگرد ہیں جو شیخ جلال الدین سیوطی ﷫ کے شاگرد تھے۔

(مجلس وعظ کی تاثیر)

ہر رات عشاء کی نماز کے بعد مجلس منعقد کرتے تھے اور علم سے فائدہ پہنچاتے تھے موصوف نے جامع صغیر سیوطی کی شرح لکھی تھی' ہر رات اس میں سے چند حدیثیں بیان کرتے تھے۔

پہلی بار جب فقیر حقیر مکہ معظمہ پہنچا تو دوسری رات میں شیخ موصوف کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو اپنے علم سے مستفید فرما رہے ہیں اس قسم کی

مجلس اس دیار میں کبھی دیکھی نہیں تھی اس مجلس میں حاضری سے باطن میں ایک نور و سرور محسوس ہوا۔

(احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے کی شرح)

حدیث احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور غیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں' پر بات چل رہی تھی اور جمادات کے لئے بھی علیحدہ شعور کو ثابت کر رہے تھے اس لئے محبت و عداوت کی اساس اسی امر پر قائم ہے علماء کی تاویلات و صوفیہ و عارفین کے مذاق و وجدان کے مطابق اس باب میں ان سے جو باتیں منقول تھیں انہیں بیان فرما رہے تھے اس بحث کے دوران شیخ ابن عربی کا ایک قصہ بھی نقل کیا کہ ان کا بیان ہے۔

(کعبتہ اللہ کی فضیلت)

ایک روز میں طواف کر رہا تھا اچانک بیت اللہ نے مجھ سے باتیں کرنا شروع کیں اس نے کہا تم ہی نفس انسانی کو مجھ پر فضیلت دیتے ہو' میں روح اعظم اور عقل کل ہوں کیسا ہو کہ میں تیری ہڈیوں کو توڑ دوں اور انہیں ریزہ ریزہ کر دوں چنانچہ میں اس عقیدہ سے جو میرے باطن میں تھا باز آیا اور کعبتہ اللہ کی فضیلت کا قائل ہو گیا پھر بیت اللہ مجھ پر مہربان ہوا اور بہت نرمی اور شفقت کا اظہار کیا ایسی جیسی ایک مہربان ماں اپنے دودھ پیتے بچے پر ہوتی ہے۔

(شیخ محمد بہنسی کا طواف)

یہ شیخ محمد بہنسی اس مجلس کے بعد ایک طواف کرتے تھے بہت لمبا

طواف نہایت وقار و سکون اور توجہ سے ان کا ایک طواف آدھی رات کے قریب پورا ہوتا تھا کسی شخص کو ان کے انداز پر طواف کرتے نہیں دیکھا بہت دعائیں مانگتے اور خوب ٹھہر ٹھہر کر طواف کرتے تھے کعبہ شریف سے چمٹتے تھے اپنا چہرہ اور سینہ اس سے ملتے تھے اور عجیب و غریب ذوق و شوق سے یہ باتیں کرتے تھے۔

(تالیف شروح صحاح ستہ)

وہ فرماتے تھے میں نے صحاح ستہ وغیرہ حدیث کی بہت سی کتابوں کی شرح لکھی ہے اور فقہی مسئلوں میں اجتہاد و استنباط کیا ہے۔

فرماتے تھے دیار عرب و عجم کے مشہور و معروف تصوف کے سلسلوں سے میرا ربط و تعلق ہے اور ہر سلسلہ کے آداب و طریق پر عمل کیا ہے ان کے فوائد و ثمرات سے بہرہ مند ہوا ہوں۔

(مواہب اللدنیہ کی تالیف کا قصہ)

شیخ بہنسی کتاب مواہب اللدنیہ کے سلسلہ میں ایک عجیب و غریب قصہ سناتے تھے فرماتے تھے کہ جب قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اس تصنیف کو ظاہر کیا تو ہمارے شیخ نے جو شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ہوں گے فرمایا کہ یہ میری تصنیف ہے جو تم نے اپنے سر منڈھ لی ہے یہ تمہاری تصنیف نہیں ہے۔ شیخ چاہتے تھے کہ اس کا اس امر میں پول کھولیں' وہ دوسرے دن ننگے سر شیخ سیوطی علیہ الرحمۃ کے دروازے پر پہنچے معافی مانگی' شیخ خلوت کدہ سے باہر نہیں آئے اندر سے جواب دیا جاؤ تمہیں معاف کیا اور یہ کتاب تمہیں بخش دی لیکن ہم نہ تمہیں دیکھیں گے اور نہ تم سے ملیں گے۔ یہ بہت ہی عجیب و غریب قصہ تھا کہ

کسی دوسرے کی پوری کتاب کو اپنی تصنیف قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے خاص طور پر اتنی بڑی تصنیف کو۔ یہ اشکال دل میں تھا جب مدینہ منورہ جانا ہوا اور سید جعفر سے جو مدینہ منورہ کے بلند پایہ علماء میں سے تھے اس بات کا ذکر آیا تو میں نے بہت تعجب کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرمایا یہ واقعہ ایسے نہیں ہے جیسے بہنسی نے بیان کیا حقیقت حال یہ ہے کہ جب قسطلانی نے مواہب اللدنیہ تصنیف کی اور روایتیں سیر و حدیث کی اصل کتابوں کے حوالہ سے نقل کیں تو شیخ جلال الدین سیوطی ؒ نے ان سے کہا کہ تم نے یہ اقوال میری کتابوں سے نقل کئے ہیں تم نے کیوں میرا نام اور میری کتابوں کا حوالہ نہین دیا اگر تم نے اصل کتابوں سے یہ اقوال نقل کئے ہیں تو وہ اصل کتابیں جو تمہارے پیش نظر رہی ہیں لاؤ دکھاؤ، حقیقت میں انہوں نے یہ اقوال سیوطی کی کتابوں سے نقل کئے تھے اور سیوطی ؒ نے اصل کتابوں سے نقل کئے تھے انہوں نے انہی اصل کتابوں کا حوالہ دیا اور سیوطی ؒ کا نام تک نہیں لیا یہ بات شیخ سیوطی ؒ پر گراں گزری اور حقیقت میں یہ بات بد دیانتی و بے انصافی کی تھی اس زمانہ میں نام و نمود کے خواہاں لوگ ایسا کرتے رہتے تھے۔

(حالات کے لئے ملاحظہ ہو تقصار جنود الاحرار ص ۹۷)

سید جعفر (۲۰)

مدینہ منورہ کے بلند پایہ و معزز علماء میں سے تھے ان کو مدینہ میں سمرقندی کہتے تھے غالباً ان کے باپ دادا سمرقند سے آکر مدینہ منورہ میں بس گئے تھے یہ مسجد نبوی کے منبر کے پاس حجرہ شریفہ کے سامنے بیٹھ کر درس دیتے تھے انہوں نے صحیح البخاری کو اول سے شروع کر کے آخر تک پہنچایا اسی اثناء میں

بیمار پڑ گئے لیکن جس وقت یہ حقیر فقیر مدینہ شریف پہنچا تو انہیں فی الجملہ صحت ہو گئی تھی۔

(اجازت روایت صحیح بخاری)

یہ روضہ شریفہ میں امام مالک کی جگہ پر بیٹھے صحیح بخاری کا جو حصہ رہ گیا تھا اس کا درس دے کر صحیح بخاری پوری کی میں اس حصہ کی سماعت سے بہرہ مند ہو کر روایت حدیث کی اجازت سے سرفراز ہوا، دوسرے دن ان کا انتقال ہو گیا رحمتہ اللہ علیہ۔

سید حاتم بن احمد اہدل یمنی مخای (۲۱)

موصوف راہ سلوک کے کامل بزرگوں سے ہیں نہایت عمدہ حالات سے آراستہ بلند مقامات کے جامع ہیں حقائق و توحید کے بیان میں انہیں دستگاہ کامل حاصل ہے ان کے بعض رسائل سے ان کے چند کلمات نقل کئے جاتے ہیں۔

تراجمہ الہیہ والسنہ ربانیہ سے ایک کلمہ نوریہ اور اشارہ توحید بیان کیا ہے کہ جس نے روزی کا غم اللہ کی خاطر چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی حیات قلب سے سرفراز فرماتا ہے جس کے باعث وہ نادر الوجود اکسیر بن جاتا ہے اس کا ایک ذرہ بھی اگر عالم میں رکھ دیا جائے تو وہ خالص سونا بن جائے وہ اپنے شکل و صورت میں بھی اپنا جیسا بنا دے اور عمل میں بھی اسے اپنا جیسا کر دے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے ان اولیاء پر جو اللہ کے نبیوں اور ان برگزیدہ ہستیوں کے دامن سے وابستہ ہیں انہیں اس امر میں کوئی شک نہیں ہے۔

(جسمانی ملاقات سے قلوب کی ملاقات زیادہ پائیدار)

سید حاتم جس وقت حضرت شیخ عبدالوہاب سے ملاقات کی آرزو میں مکہ معظمہ آئے اور صحبت مین رہنے کی اجازت چاہی انہوں نے اجازت نہیں دی کہلا بھیجا کہ قلوب کی ملاقات زیادہ پائیدار و اثر انگیز ہوتی ہے یعنی قلوب کی ملاقات کافی ہے جسمانی ملاقات کی حاجت نہیں وہ اسی بات سے خوش ہو کر رخصت ہو گئے۔

اس فقیر نے جس سال ہندوستان آنے کا پختہ ارادہ کیا تو بعض یمنیوں سے سنا کہ سید حاتم مذکور اس زمانہ میں بھی ان سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں، واللہ اعلم۔

سیدی شیخ حضرمی (۲۲)

یہ بزرگ یمن کے صلحاء و شرفاء سے ہیں مکہ معظمہ کے شرفاء ان کے بہت عقید تمند ہیں کہا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ کعبہ کا دروازہ ان کی خاطر کھولا گیا تھا۔

صاحب حال ہیں یاد اللہ میں لگے رہتے ہیں بعض اوقات حضرت شیخ کے سامنے آکر کھڑے رہتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے اور جو باتیں کہنی ہوتیں کہہ کر چلے جاتے تھے۔

(بزرگوں سے برکت کی خاطر اجازت لینا)

ایک روز موصوف نے فقیر سے کہا میں حضرت سید ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کو طائف جانا چاہتا ہوں تم میرے لئے حضرت سیدی شیخ عبدالوہاب سے اجازت لو، میں نے عرض کیا اس سفر میں کسی نئی اجازت کی کیا حاجت ہے فرمایا وہ

اس شہر میں بہت بزرگ ہستی ہیں برکت کی خاطر ان سے اجازت ضروری ہے ان کے بغیر اجازت کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔

(شیخ محمد بکری کی پیشین گوئی)

وہ فرماتے تھے جب میں نے مدینہ منورہ زیارت کو جانے کا ارادہ کیا اور رخصت کے لئے شیخ محمد بکری کی خدمت میں پہنچا تو شیخ نے فرمایا تم مدینہ نہ جاؤ تمہیں اسی جگہ رسالت مآب ﷺ کی صحبت حاصل ہو جائے گی چنانچہ میں شیخ کے فرمانے کے مطابق مکہ معظمہ میں ٹھہرا رہا مدینہ منورہ نہیں گیا اور مقصود کو پایا۔

ایک دن رسالت مآب ﷺ اپنے غلام کے پاس تشریف لائے اور سرکار دو عالم ﷺ نے اشارات و بشارات سے نوازا۔ سیدی شیخ بکری اس فقیر حقیر پر بہت کرم فرماتے تھے بارہا ان الفاظ سے یاد فرماتے تھے اخونا حبیبنا و مولانا نیز فرماتے تھے انشاء اللہ تجلیات نورانیہ روحانیہ محمدیہ احمدیہ میسر آئیں گی اسی طرح کے بہت سے کلمات کہتے رہے۔

(تمام رات بیداری)

شیخ محمد حضرمی صاحب حال و مجذوب بزرگ تھے بہت چاق و چوبند و مرتاض تھے فقیر حقیر ایک برس ان کے پڑوس میں رہا تھا وہ فقیر پر بہت مہربان تھے ان کے مکان میں نیچے اوپر دو کمرے تھے وہ تمام رات بیداری میں گزارتے تھے۔ وضو کرتے، غسل کرتے نماز پڑھتے رہتے تھے کبھی اوپر سے نیچے آتے اور کبھی نیچے سے اوپر جاتے تھے۔

(شیخ علی متقی کے رسائل کا مطالعہ)

ایک خادم اپنے پاس رکھتے تھے وہ ہمیشہ کتاب احیاء علوم الدین ان کے سامنے پڑھتا رہتا تھا وہ حضرت شیخ علی متقی کے رسالوں کا بھی مطالعہ کرتے رہتے تھے شیخ عبدالوہاب متقی کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے اگرچہ ان سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

(حق سے یا بندۂ حق سے مانگنا)

ایک دن فقیر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ درہم ہیں فقیر کے پاس جو تھے پیش کئے اور تشریف لے گئے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ یہ بات شیخ کے معمول کے خلاف تھی اس میں کچھ راز ہو گا کچھ دنوں بعد ایک آدمی ان کی خدمت میں کوئی چیز لایا نہیں لی اور جوش میں آکر برس پڑے فقیر حقیر وہاں موجود تھا فرمایا تم نے سمجھا کہ میں نے تم سے اس دن کیوں مانگا تھا میں نے تم سے صرف اس لئے مانگا تھا کہ تمہارا نام عبدالحق تھا اللہ کے بندے بس حق سے مانگتے ہیں یا اس سے جو اس کا بندہ ہوتا ہے۔

(کرامت و باطنی توجہ)

ایک دن فقیر ان کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا فرمایا کیا تمہارے پاس سونٹھ کا حلوا ہے اتفاق سے اسی روز ایک آدمی نے انجیر کا مربہ اور اچار بھیجا تھا میں نے عرض کیا جی موجود ہے فرمایا کچھ کھٹا اچار تو نہیں ہے میں نے عرض کیا وہ بھی موجود ہے ظاہر ہے فقیر کے گھر میں ان دونوں چیزوں کی موجودگی کا کسی کو علم نہیں تھا شیخ کا ان چیزوں کے متعلق پوچھنا کرامت و

باطنی توجہ سے تھا۔

شیخ عیسیٰ مغربی مدنی حدیث [۲۳]

موصوف دیار مغرب کے بزرگ ہیں مدینہ منورہ آکر اسی کو اپنا وطن بنایا صوفیہ کی ایک جماعت ان کی عقیدتمند ہے اور ان کو چاہتی ہے اور ان سے رجوع کرتی ہے۔ [۱۰]

(ولی مقربان بارگاہ الٰہی)

حج کے زمانے میں ایک دن اہل مدینہ طواف رخصت کر رہے تھے اس فقیر پر حالت و کیفیت طاری ہوئی صدمہ ہوا رونا آگیا کہ کیا ایسا ہو گا کہ حاجیوں کے اس اجتماع میں اولیاء اللہ و مقربان بارگاہ الٰہی میں سے کوئی ولی و مقرب مل جائے اس نیت سے خلوت سے باہر آیا تازہ وضو کر کے حرم میں آیا بہت گڑگڑا کر دوگانہ ادا کی بہت نوحہ و زاری سے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بہت التجا و دعا کی پھر طواف شروع کیا جب بیت اللہ شریف کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہی شیخ عیسیٰ مغربی طواف کرنے آرہے ہیں اس امید پر کہ جو دعا کی تھی قبول ہوگئی پہلے سے ان پر اعتقاد بھی تھا دل میں ایسی یقینی کیفیت پیدا ہوئی کہ جو مطلوب ہے وہ یہی ہوں گے صورت حال انہیں بتائی گئی بہت روئے اور ان پر ایک کیفیت طاری ہوگئی ان کی حالت بدل گئی' دعا کی اور عربوں کے دستور کے مطابق ان سے عرض کیا گیا کہ اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولیں فرمایا سبحان اللہ تم ان میں سے نہیں جنہیں بھلایا جاسکے۔

شیخ علی بن عیسیٰ بجلی قادری علیہ الرحمہ [۴۴]

بجیلہ دیار حجاز سے ہے وہاں کے رہنے والے تھے ان کے زیادہ تر مرید بدو تھے لوگوں کو روٹی بہت دیتے تھے اور فقیروں اور مسکینوں کی مدد و دلجوئی کرتے تھے۔ فقیر کی ان سے پہلی ملاقات ماہ رجب میں موسم رجبیہ میں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی ان کا بیٹا فقیہ تھا شیخ اکثر فقہی احکام اسی سے پوچھتے تھے۔

سلسلہ قادریہ کے صوفیہ میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا ان سے تبرک و بیعت کی درخواست کی انہوں نے کہا فلاں بزرگ کے پاس جاؤ وہ سلسلہ قادریہ کے بزرگ ہیں میں انہی کے فقرا و مساکین سے ہوں چنانچہ ایک بزرگ کی طرف اشارہ کیا جن کا نام شیخ ابراہیم مرعی تھا وہ دیار حلب کے رہنے والے تھے اور اوقاف زاویہ قادریہ کے جو باب النساء کے سامنے واقع ہے متولی تھے اور سلسلہ قادریہ کے آداب و مراسم پورے کرتے تھے۔

(شیخ بجلی کی رفاقت و صحبت)

راقم السطور کو بھی موصوف کی رفاقت و محبت ضیافت و ہم نشینی کی سعادت حاصل ہے ایک دن شیخ عیسیٰ کی خدمت میں ایک ورد کی درخواست کی گئی تو فرمایا یہ دعا اس طریقہ سے مانگو۔

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا و بسیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر شیخا قدوۃ و اماما

ترجمہ: میں اللہ کو رب، اسلام کو دین مان کر محمد ﷺ کو نبی تسلیم کر کے اور شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو شیخ و مقتدا و امام مان کر راضی ہوا۔ اس قصہ کا تتمہ شیخ کے حالات میں گزر گیا

(سلسلہ قادریہ کا دوگانہ)

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بزرگوں میں دوگانہ کا جو طریقہ رائج ہے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا اسے پڑھو اور یوں نیت کرو کہ میں دو رکعتیں اللہ کے لئے پڑھتا ہوں اس کا ثواب سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو پہنچاتا ہوں یہ بات دو تین مرتبہ دہرائی۔

(شیخ بجلی سے آخری ملاقات)

دوسری مرتبہ مکہ معظمہ میں حرم شریف میں حج کے زمانے میں ان سے ملاقات ہوئی حالات معلوم کئے حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمہ کے تذکرہ پر رونے لگے غالباً زیارت رجبیہ کے بعد مدینہ منورہ واپس چلے گئے اور زیارت رسالت مآب ﷺ سے مشرف ہوئے ان کے دیار میں قحط پڑا خشک سالی ہوئی اس لئے بارگاہ رسالت میں فریاد لے کر پہنچے تھے بارش کی دعا کی تھی یا ہو سکتا ہے کہ آخر عمر میں رسالت مآب ﷺ سے رخصت لینے گئے ہوں۔ اس لئے کہ قریب قریب انہی ایام وادائے حج سے فارغ ہو کر وطن واپس آجانے کے بعد ان کو شریف مکہ کے کسی لڑکے نے مملکت کے بعض انتظامی امور میں خلل کے اندیشہ سے قتل کرا دیا تھا یہ ۹۹۹ھ کا واقعہ ہے۔

شیخ ابو الملیف کی قبولیت (۲۴)

مصری درویشوں سے ہیں ہر سال مصر کے حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ تشریف لاتے ہیں کھجور کے درخت کی چھال کی ڈوریوں سے بنا ہوا کپڑا پہنتے ہیں عجیب کیفیات کے حامل ہیں صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو خلق خدا امنڈ آتی اور دعا کی درخواست کرتی تھی۔

(دعا سے دل کی گرہ کھلنا)

فقیر حقیر جب دست بوسی کے لئے پہنچا اور دعا کی درخواست کی تو خوب دعا کی کہ دل کی گرہ کھل گئی دوسرے دن حرم شریف میں دوپہر کو دھوپ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

یہ چند نامور علماء و مشائخ اور صوفیہ و بزرگ جو کسی خصوصیت کے حامل اور بہت ممتاز و نمایاں تھے ان کے کچھ مجمل حالات دیکھے اور سنے تھے قلمبند کئے ہیں یمن مغرب و شام کے صوفیہ و بزرگ مجذوب اور پڑوسی بزرگ جن کا نام و نشان معلوم نہیں تھا دیکھنے میں آتے لیکن ان کے نام اور پتے معلوم نہیں ہو سکے اس لئے ان کا تذکرہ اور بزرگی کے واقعات کا ذکر نہیں کیا ہے۔

موسیا آداب دانان دیگر اند
سوختہ جان و دانان دیگر اند
جمال شیخ نہ چشم است خط و عارض و خال
ہزار نکتہ دریں کا ر و بار دلداری است

○○○

(اولیاء اللہ کو دیکھنے سے خدا یاد آنا)

ایک بار فقیر مکہ کے بازار میں جو صفا و مروہ کے درمیان واقع ہے اپنی قیام گاہ سے حرم شریف کی طرف خالی الذہن سر جھکائے ہوئے آیا غفلت و خاموشی جیسی ہو سکتی ہے ہوگی اس وقت اچانک سر کا اونچا کرنا تھا کہ نگاہ ایک بزرگ کے چہرے پر پڑی اور انکے چہرے پر نظر پڑتے ہی زبان سے نکلا

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شئی قدیر

یہ کلمہ زبان سے بے ساختہ نکلا اس وقت اس کا ارادہ نہیں تھا گویا غیب سے زبان پر جاری ہوا تھا۔ بہت مزا آیا اور جب اولیاء اللہ کو دیکھتے ہیں تو خدا یاد آتا ہے کی حقیقت آشکارا ہوگئی۔ واللہ اعلم

۱۔ اک سیاہ فام درویش

ایک مرتبہ غیر زمانہ حج میں تنہا منی پہنچا مسجد خیف میں گنبد کے نیچے جو صحن واقع ہے، وہی جگہ رسالت مآب ﷺ کی سجدہ گاہ ہے نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سیاہ فام درویش شکستہ رنگ چادر لپیٹے ہوئے مسجد میں آیا اور جگہ سے جہاں فقیر نماز پڑھ رہا تھا آگے بڑھ گیا اور نماز میں مصروف ہو گیا دل میں آیا ممکن ہے اس راہ طریقت کے بزرگوں سے ہو یہ نماز کے بعد توجہ کرے، نظر کرم کرے اس خیال کا آنا تھا کہ اس نے سلام پھیرا اور فقیر کی طرف دیکھا، مسکرایا توجہ کی، دعا کی اور گنبد سے باہر آگیا دل میں میلان ہوا کہ اس کے پیچھے چلا جائے اٹھا اور باہر نکلا لیکن اس کا نام و نشان نہیں ملا حالانکہ اس جگہ سے

مسجد کے دروازے تک مسافت اتنی نہ تھی کہ اس میں کچھ وقت لگ سکتا ہو۔

۲۔ایک دیوانہ

ایک اور دیوانہ تھاجو مسجد حرام میں آتااور عجیب وغریب باتیں کرتا تھاکبھی کبھار حجراسماعیل علیہ السلام کی دیوار پر جسے حنفی مذہب میں **حطیم** کہتے ہیں بیٹھتا تھاایک رات کعبتہ اللہ کے دروازے کے سامنے پاؤں پھیلائے پڑا سو رہا تھاگویا کہ یہ اس کے باپ کاگھر ہے یہ دیکھ کر عجیب حالت ہوئی اور بہت کیف حاصل ہوا یہ فقیرطواف میں تھا ہر مرتبہ اس کے تلوے کو چومتااور گزر جاتاوہ خواب ناز میں مست تھا۔

خوش آنکہ سے مست شوق ہے خبر افتی
پنہاں زتو من بوسہ زنم آن کف پارا

یہ عجیب وغریب حالات توان مقامات شریفہ میں مشاہدہ میں آئے نہ تھے کہ جس پر نگاہ پڑتی تھی دل یہی گواہی دیتا تھاکہ یہ اسی راہ کے بزرگوں سے ہیں اگرچہ وہ ملاقاتیوں اور دوستوں میں سے نہیں ہوتے تواحتمال تھاکہ وہ اس صورت میں جلوہ گر ہوئے ہوں گے اس حالت و خیال کے آنے سے بہت مزہ آتا تھااور جذبہ عجیب انداز سے بزرگوں کی خدمت اور درویشوں کی تعظیم پر آمادہ کرتا تھا۔

۳۔اندھااور گونگادرویش

ایک اندھااور گونگادرویش تھاوہ ایک پرانے کپڑے سے اپنی شرم گاہ چھپائے رکھتااس کاسارابدن ننگاہوتاتھاجاڑے کی راتوں میں پوری رات طواف کرتاتھامگر دوگانہ رکن شامی پر آکر پڑھتا تھا۔

(حضرت خضررکن شامی میں)

بعض کتابوں میں نظر سے گزرا ہے کہ حضرت خضرعلیہ السلام اکثر اوقات رکن شامی کے سواکہیں نماز نہیں پڑھتے ہیں کبھی جی چاہتا تھاکہ اس درویش کو جاکر سلام کیاجائے لیکن اس کی ہیبت کی وجہ سے جرات نہیں ہوتی تھی اگرکبھی اتفاق سے جرات کر کے گیاتوسلام کے جواب میں تکلف کے آثار محسوس ہوتے تھے اس سے بھی ان کے اوقات معمولات میں خلل آتا تھااکثر اوقات طواف میں ان کے پیچھے چلتا طواف کرتا عجیب وغریب توجہ وحضوری میسر آتی تھی

(آدھی رات میں طواف کرنا)

اس مقام شریف کے عجیب وغریب اوقات وحالات ہیں آدھی رات کو طواف کرنا ہے اس وقت کعبتہ اللہ کے در و دیوار پر تجلی خاص و عظمت و جلال کاخصوصی فیضان ہوتا ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیاجاسکتا اس امر کااس وقت مشاہدہ کیاجاسکتاہے۔

ذوق ایں سے نشناسی بخدا تانچشی

(جمال بیت اللہ)

حقیقت و معنی بے کم وکیف جو ہوتی ہے وہ بیت اللہ کے جمال میں دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے وہ لوگ جو صاحب خانہ سے دوستی رکھتے ہوں گے کیادیکھتے ہوں گے۔خدا جانتا ہے اس کے در و دیوار کیسی عظمت و شان رکھتے ہیں یہ ایک بہت بڑا بھید ہے ابن عربی نے اس کے بارے میں

شعر کہے ہیں۔

انظر البیت نوره یتلالاء   لقلوب تطهرت مکشوف

بیت اللہ کو دیکھ اس کا نور جگمگا رہا ہے پاکیزہ قلوب کے لئے وہ روشن و ہویدا ہے۔

من نظره بنور الحق نظرة   بدا له السر العلی المنیف

جس نے اس کو دیکھا نور حق سے دیکھا اسے وہ عالی و بلند راز ظاہر ہوا ہے اور انہی پاکیزہ بزرگ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

یا کعبة الله یا حیاتی   یا منهج السعداء یار شادی

اے بیت اللہ اے جان من اے نیک بختوں کی راہ، اے میری سیدھی راہ

حجر یمن الله عند کم   شاهد عدل یوم التنادی

حجر اسود تمہارے پاس اللہ کی طاقت ہے قیامت کے دن تمہارے پاس یہ انصاف پسند گواہ ہے۔

کان بیاضا ثم کساه الاله   بسیادة برد السواد

یہ پہلے سفید تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سیادت کی سیاہ چادر اوڑھا دی

یا سر قلب الوجود حقا   یا قرة العین یا فوادی

اے تو یقیناً وجود قلب کا راز ہے اے تو میرے چشم و دل کی ٹھنڈک ہے۔

یا قبلة اقبلت الیها   من کل ربع و کل وادی

اے قبلہ ہر جگہ اور ہر وادی سے لوگ تیری طرف آتے ہیں۔

فیک المقام الکریم یزهو   فیک السعادات العبادی

تجھ میں مقام کریم روشن رہتا ہے تجھ میں بندگان خدا کی سعادتیں ابھرتی اور جلا پاتی ہیں۔

۴۔ مجذوب کی دعائیں

اہل مکہ میں ایک اور مجذوب تھا وہ مستوں میں سے تھا ایک بار یہ فقیر حقیر مستجار میں جو ایک جگہ کا نام ہے یہ جگہ رکن یمانی کے قریب بند دروازے کے سامنے جو باب مفتوح کے مقابل واقع ہے وہ مستجار ہے۔

اس مقام کی فضیلت اور یہاں قبولیت دعا کے متعلق حدیثوں میں آیا ہے کھڑا ہوا دعا کر رہا تھا کہ وہ مجذوب اسی وقت میرے سر پر آکھڑا ہوا اور کہنے لگا ارے بھلے آدمی تو اللہ سے مانگ میں تیرے حق میں آمین کہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے دعا مانگی اور وہ آمین کہتا رہا دعا میں بیشتر صیغہ چونکہ واحد کے صیغہ تھے اس نے اعتراض کیا، کہا تم دعا میں واحد کا صیغہ کیوں استعمال کرتے ہو جمع کا صیغہ استعمال کرنا سنت ہے تاکہ تمام مسلمان اس دعا میں داخل ہو جائیں صورت حال میں بیان کے سوا چارہ نہ تھا عذر بتایا کہ بزرگ من! مجھ پر گرفت نہ کیجئے یہ سب کچھ محض اپنے لئے خیر کی بے حد آرزو و محبت کی وجہ سے ہوا ہے تبسم فرمایا اور عجیب و غریب دعائیں کیں پھر چل دیئے۔

۵۔ فقیہانہ لباس میں ایک بزرگ

ایک اور بزرگ تھے فقیہانہ کے لباس میں لیکن ایسے مست و سرشار تھے کہ ان کے رعب و ہیبت کی وجہ سے ان کے چہرے کو دیکھنا مشکل تھا تمام رات طواف کرتے رہتے تھے اور دن کو مقام حنبلی میں بیٹھے رہتے تھے ان کی نظر جمال کعبہ پر لگی رہتی تھیں وہ کعبۃ اللہ کے مشاہدہ میں حیران و سرگشت رہتے تھے ہر چند ارادہ کیا جاتا تھا کہ ان سے ملاقات کی جائے یا انہیں سلام کیا جائے کبھی کوئی صورت نہیں بنتی تھی۔

۶۔ ایک یمنی بوڑھی عورت کا انداز دعا

دوسرے دن ایک عورت کو دیکھا گمان تھا کہ وہ یمنی تھی بہت ہی کمزور بوڑھی، دعا کے وقت بہت روتی تھی بہت دل لگا کر دعا مانگتی تھی اتنے زور سے روتی تھی کہ گویا تمام گھر کو اپنے پیٹ میں اتار لے گی۔

۷۔ ایک ہندی عورت کی کعبۃ اللہ سے باتیں

ایک اور ہندی عورت مجذوب تھی یہ اکثر اوقات جنۃ المعلاۃ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی قبر کے پاس پڑی رہتی تھی رات کو حرم شریف میں آتی تھی اور کعبۃ اللہ سے باتیں کرتی رہتی تھی کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا وہ کیا کہہ رہی ہے۔

۸۔ ایک حبشی کی کعبۃ اللہ سے گفتگو

ایک حبشی تھا جو حرم شریف میں آتا تھا اور اپنی اذان خود دیتا اقامت کہتا نماز پڑھتا اور تمام رات کعبۃ اللہ سے باتیں کرتا رہتا تھا۔

مدینہ منورہ میں مجذوبوں کی کمی کی وجہ

مدینہ منورہ میں مجذوب بہت ہی کم دکھائی دیئے اور کم ہی ہوں گے کیونکہ اس مقام پر آنے والے اور اس شہر کے رہنے والوں پر ادب و وقار، انکساری و تواضع لازم ہے مکہ معظمہ میں مجذوب بہت ہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار

۹۔ مدینہ میں ایک مجذوب صورت یمنی مرد

اس کے باوجود ایک مجذوب صورت یمنی مرد کڑاکے کی سردی کے دنوں میں کپڑے بدن سے اتارے تہ بند باندھے مدینہ میں گھومتا اور مسجد نبوی میں آتا تھا بہت ہی نادر و شیریں انداز میں عجیب و غریب گفتگو کرتا اور حاضرین سے خطاب کرتا تھا دربار رسالت مآب ﷺ میں پاس ادب کی تاکید کرتا اور حضور و توجہ کی ترغیب دلاتا رہتا۔

اس طرح اشارہ کرتا کہ بچشم سر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہے

حجرہ شریفہ کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف فرما ہیں اور تم میں موجود ہیں اور تم ان کے حضور میں ہو ان کے ساتھ ادب ملحوظ رکھو ان کے جمال کا مشاہدہ کرو یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں وہ اس طرح اشارہ کرتا تھا کہ گویا وہ بچشم سر رسالت مآب ﷺ کو دیکھ رہا ہے۔

(روضہ مقدسہ پر کسی کو حسی اشارہ کرنے کی اجازت نہیں)

خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ کی طرف حسی اشارہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اور محاورات وغیرہ میں بھی ہذا رسول اللہ وہذا نبی اللہ نہیں کہتے ہیں۔ مسجد نبوی میں آواز بلند نہیں کرتے ہیں دعا میں بھی نماز کے بعد منہ حجرہ شریفہ کی طرف کرتے ہیں اور تمام امور اور اہم کاموں میں توجہ والتجا اور مشورہ رسالت مآب ﷺ سے کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی مہمانی کا بھی خیال کرتا ہے تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر التجاء کرتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ ایک مہمان میرے گھر آیا ہے اور اس مقدار میں اس کی مہمانی کا خیال ہے آپ سے برکت کا خواہاں ہوں

(مدینہ میں سبزی فروش کے بول)

مدینہ کے تمام بازار والوں کی زبان پر بھی رسالت مآب ﷺ کا نام ہے ایک دن میں نے سبزی فروش سے سنا اپنی سبزی پر پانی چھڑکتا جاتا تھا اور کہتا تھا۔

یا برکتہ النبی تعالی
وانزلی ثم لا تر تحلی

ترجمہ: اے برکت نبی ﷺ آجا اتر آ اور پھر یہاں سے نہ جا

(دربار اقدس میں حاضری اور التجاو دعاء)

کسی کو اگر کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ دربار اقدس میں حاضر ہو کر صورت حال پیش کرتا اور کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ یہ مصیبت آپ کے غلام کو پہنچی ہے آپ ہی اپنے فضل و کرم سے اس نقصان کو پورا فرمائیں میں اس مصیبت کا اجر چاہتا ہوں آپ اس معاملہ میں اللہ سے دعا کریں۔

میت کا جنازہ حجرہ شریفہ کے دروازے پر لے جاتے ہیں اور کچھ دیر کھڑے رہتے ہیں' استغفار کرتے اور شفاعت چاہتے ہیں' مصیبت رسیدہ اور مصیبت میں گرفتار دفن کے بعد بارگاہ رسالت میں آکر مصیبت کی تلافی کی درخواست کرتے ہیں۔

(حضور و توجہ کے اوقات)

ذوق و شوق' کیف و سرور اور حضور و توجہ کے اوقات میں سے ایک وقت خطبہ کا ہے جب خطیب درمیاں خطبہ اپنا منہ رسالت مآب ﷺ کی

طرف پھیر کر دیکھتا اور کہتا ہے ہذا النبی ﷺ اور تمام حاضرین رسالت مآب ﷺ کے مشاہدہ جمال کے شوق میں بے اختیار اپنا منہ حجرہ شریفہ کی طرف کرتے اور درود پڑھتے ہیں۔

ہم نے قیام مدینہ منورہ اور وہاں کے تمام مقامات و آثار اور اہم جگہوں کے آداب کو کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب میں بیان کیا ہے۔ طالب و مشتاق اپنا گوہر مقصود اس میں پا سکتا ہے اللہ ہی توفیق دینے والا ہے و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا سید الاولین و الاخرین محمد و آلہ واصحابہ و احزابہ واولیائہم ھداۃ طریق الحق و محی علوم الدین اجمعین۔

اب کچھ ان مشائخ عجم کا حال بیان کرتے ہیں جو اس بابرکت شہر میں آکر بس گئے ہیں اس کے بعد کچھ ان بزرگوں کا ذکر کریں گے جو ہندوستان سے یہاں آکر آباد ہوئے ہیں اور اسی امر پر ہم انشاء اللہ رسالہ ختم کریں گے۔

(۲۶) مولانا اسماعیل شروانی نقشبندی

موصوف حضرت خواجہ عبید اللہ ﷺ قدس سرہ کے مریدوں سے ہیں مکہ معظمہ میں رہتے ہیں برسوں حرم شریف میں دینی علوم کو پڑھایا تھا گزشتہ زمانہ جو معقولات کی بحث اور منطقیانہ و متکلمانہ موشگافیوں میں بسر ہوا ان کی تلافی کی اور خوب ریاضت و مجاہدہ کیا۔

(مولانا اسماعیل شروانی کے کھانے کا معمول)

حضرت شیخ فرماتے تھے کہ مولانا اسماعیل کے کھانے کا معمول یہ تھا کہ مکہ معظمہ کے نانبائی مختلف آٹے پکا کر اجرت کے طور پر ہر شخص سے جو آٹا لے

کر جمع کرتے ہیں اس کو وہ غلہ کہتے ہیں اور بقیہ خمیر کو وہ اس میں ڈال کر روٹی پکاتے ہیں پھرانہیں بیچتے ہیں یہ روٹی بہت فقیرانہ و مسکینانہ کھٹی بے مزہ و بے قدر ہوتی ہے ایک روٹی جو وزن میں دو تین درہم کے برابر ہوگی لیتے افطار کے وقت اس کو پیالہ میں ڈال کر پانی میں گھولتے اور قبلہ رو کھڑے ہو کر بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے اور کہتے تھے خداوندا بندہ عاجز ہے کمزور ہے بغیر کھائے نہیں رہ سکتا اور اس سے زیادہ کم نہیں نبھا سکتا یہ کھانے کی مقدار ایک جگہ ملی ہے حقیقت حال آپ ہی جانتے ہیں اس میں بھی اگر شبہ ہو تو بندہ کی اس پر گرفت نہ کریں' بخشش فرمائیں روزانہ اسی قسم کی بات کہتے اور اس ایک روٹی کو پانی میں حل کر کے حلق میں اتار لیتے تھے۔

(شریف ابو نمی کی مولانا شروانی کی خدمت میں حاضری)

منقول ہے کہ شریف ابونملی جو مکہ معظمہ میں حاکم وقت شریف حسین کا باپ تھا بابرکت اور بوڑھا تھا بلند رتبہ حاکم تھا وہ مولانا اسماعیل ﷺ کی خدمت میں اکثر آتا تھا۔ (۱۱)

مولانا اس سے فرماتے تھے کہ میں ایک پردیسی ہوں اس جگہ آیا ہوں تاکہ اللہ سے لو لگاؤں اور جیسی بن پڑے اس کی عبادت کروں آپ اس شہر کے حاکم و رئیس ہیں آپ کا میرے پاس آنا میری شہرت کا باعث ہوگا اور خلق خدا کی توجہ کا موجب ہوگا فقیر کے وقت میں انتشار واقع ہوگا مجھے آپ اپنی آمد سے معاف فرمائیں' شریف ابو نمی بولا "مولانا آپ کو معلوم ہے مجھے آپ سے کوئی غرض و کام نہیں ہے آپ کی خدمت میں محض اس لئے آتا ہوں کہ وہ ایک گھڑی کی نشست جو آپ کی مجلس میں آپ کے دیدار میں گزرتی ہے میرا قلب غیراللہ سے خالی ہو جاتا ہے مجھے اس وقت حضوری و توجہ میسر آجاتی ہے یہی

آپ کی خدمت میں حاضری کی وجہ ہے" مولانا اسماعیل نے کہا "یہی بات ہے تو کبھی کبھار تم تنہا آؤ اور رات میں خلوت میں تشریف لاؤ لوگوں کے سامنے میرے پاس نہ آیا کرو"

(۲۷) میرزکریا ہمت و عزیمت

موصوف ہر دلعزیز' بابرکت' بوڑھے' بے تکلف' شیریں مشرب بزرگ تھے میرذکریا اصلاً ہندوستانی تھے نشو و نما یمن میں پائی تھی اس کے بعد مکہ معظمہ آئے یہیں رہائش اختیار کی علم حدیث شریف کا درس دیا علم سے فائدہ پہنچایا عجم کے زیادہ تر لوگوں کا میلان تعلیم و تبرک میں انہی کی طرف تھا۔ موصوف پیری میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود جبل ابو قبیس سے جہاں ان کا مکان تھا حرم شریف میں آتے تھے اور اپنے کام کاج مثلاً خرید و فروخت اور باقی اہل و عیال کے لئے کمائی و یکجائی کے سارے کام خود کرتے تھے اور ایسے مسنون کام اصرار اور کوشش کر کے خود انجام دیتے تھے۔

(قلوب خلائق کو خانہ کعبہ کی طرف پھیرنے کا راز)

منقول ہے کسی شخص نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بھید ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے خلائق کے قلوب خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیئے ہیں اور مومنین کی روحوں کو اس کی طرف مائل کیا ہے۔ فرمایا روح اعظم اور عقل کل کو کہ یہ جزئی ارواح و عقول اسی سے استفادہ و اکتساب فیض کرتی ہیں' اس خانہ خدا سے وابستہ کر دیا ہے اس لئے تمام عقول و ارواح کا میلان اس خانہ کعبہ کی طرف ہو گیا ہے۔ میرزکریا کی قبر جنۃ المعلاۃ میں ہے لوگ زیارت کرتے اور برکت حاصل کرتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ و علیٰ جمیع الصالحین (ملاحظہ ہو تقصار جنود الاحرار ص ۹۹)

(۲۸) مولانا شیخ حاجی نظر بدخشی

موصوف اس راہ کے پہلوان اور باریافتگان درگاہ سے ہیں یہ سردی اور گرمی، مستی و شوق کا اثر جو اس بڑھاپے میں اس بزرگ میں نمایاں و روشن ہے خدا ہی جانتا ہے دور جوانی میں کیا ہو گا سبحان اللہ۔

من اگر پیر شدم عشق جوانست ہنوز

ابتدائی زمانے میں یہ بدخشاں میں تھے اور ظاہری علوم کی تحصیل کرتے تھے لیکن ان کی اصل فطرت میں اس راہ سلوک کی استعداد اور اللہ عزو جل کی محبت و شوق ودیعت کیا گیا تھا اس لئے بحث و مطالعہ کی راہ میں وہ حائل ہوتا تھا انہی ایام میں ماوراء النہر جاکر سمرقند و بخارا کے علماء و مشائخ سے کسب کمال کیا۔

(محبت الٰہی و محبت علم کی کشمکش)

فرماتے تھے کہ کبھی دوران مطالعہ محبت الٰہی اور محبت علم متمثل ہو جاتی تھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تلاش و جستجو میں نکل کھڑی ہوتی تھیں آخر محبت الٰہی آیہ شریفہ **واللہ غالب علی امرہ** کے حکم کے بموجب غالب آجاتی تھی چنانچہ اجزاء کتاب کو اپنی جگہ پٹ پٹخ جنگل کا رخ کیا اور بیاباں کا راستہ پکڑا پھر بشریت کے تقاضے اور افتاد طبع کی وجہ سے اسی طرف آگئے اور مطالعہ میں مصروف ہوئے اکثر اوقات اسی کشمکش میں گزرتے تھے۔

فقیر نے گستاخی و جرات کر کے ان سے سوال کر ہی لیا کہ محبت الٰہی اور محبت علم کی تمثیل کی جو بات کہی گئی یہ معقول کی محسوس کے ساتھ تعبیر و تصویر ہے یا یہ خارج میں بھی صورت پذیر ہے اور ظاہر ہوئی تھیں۔

فرمایا کہ واقع اور خارج دونوں صورتوں میں متشکل و متمثل ہوتی تھیں۔ اس کے بعد حرمین شریفین کے ارادہ سے مصر و شام پہنچے اس دیار کے بڑے بڑے مشائخ سے ملے اور ان سے کسب کمال کیا۔

(بیان اسرار کے باوجود اسرار کا مخفی رکھنا)

فرماتے تھے ایک بار شام میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ اسرار توحید اور فصوص الحکم کی باتیں علانیہ مجلسوں میں لوگوں کو سناتے تھے میں نے ان سے عرض کیا یہ باتیں مجلس میں کیوں کہتے ہو ان اسرار و معارف کو کیوں ظاہر کرتے ہو۔

فرمایا تسلی رکھو اس تمام اظہار کے باوجود کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اسرار ہمیشہ پوشیدہ رہتے ہیں۔

اس کے بعد حرمین شریفین پہنچے شیخ محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی شیخ علی متقی کی خدمت میں بھی آتے رہتے تھے یہاں وہ علماء و مشائخ سے بھی استفادہ کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو تقصار جنود الاحرار ص ۹۹)

(میر بادشاہ کی مزاج کی تیزی)

میر بادشاہ جو مولانا عصام الدین اسفرائنی کے شاگرد اور خراسان سے تھے برسوں مکہ معظمہ میں رہے یہیں ان کا وصال ہوا ان سے بھی تلمذ کی نسبت رکھتے تھے۔

۲۹۔ حافظ طاش کندی

فرماتے تھے جس وقت مولانا حافظ طاش کندی مکہ معظمہ تشریف لائے ایک روز میر بادشاہ ان سے ملنے گئے اور اس تیزی و شدت کی وجہ سے جو میر

بادشاہ کے مزاج میں تھی تفسیر بیضاوی کے مشکل مقامات کی تقریروں کو ذہن میں تازہ کیا ہمیں بھی ساتھ لیا تاکہ بحث کی تقریریں کریں جب حافظ طاش کندی کی مجلس میں پہنچے مجھے حکم دیا کہ میں ان بحثوں کو بیان کروں لیکن حافظ صاحب پر سکوت و بے خودی ایسی غالب تھی کہ انہوں نے اف نہ کی قطعاً جواب کے درپے نہیں ہوئے اور فرمایا تم نے خوب سوچا اور غور کیا ہے اور واضح طور پر بیان کرتے ہو

گمان غالب یہ ہے کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ فروتنی و سرد مہری مشغولیت باطن کی وجہ سے تھی۔

(حافظ طاش کندی کے مراقبے)

اس سے بھی زیادہ عجیب ایک اور حکایت سنائی کہ ایک دن ہم نے حافظ طاش کندی کو دیکھا کہ حجر اسماعیل پر بیٹھے سرگریباں میں ڈالے مراقبہ کر رہے ہیں ان کی خدمت میں پہنچے وہ جب اس عالم کی طرف متوجہ ہوئے اور ہماری طرف رخ کیا تو فرمایا اسی گھڑی عالم غیب سے ہمارے پاس دو سیب پہنچے تھے اگر تم ذرا پہلے پہنچتے تو ممکن تھا کہ تمہیں بھی وہاں سے کچھ مل جاتا

راقم السطور جب مکہ معظمہ پہنچا بعض دوستوں نے فقیر کو مولانا حاجی نظر کا پتہ بتایا چنانچہ ان کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا مگر درمیان میں کوئی مانع پیش آیا۔

(عشرہ اخیرہ رمضان میں حرم میں شیخ عبدالحق کا اعتکاف)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی نیت سے حرم شریف میں بیٹھا ہوا تھا اتفاقاً ستائیسویں شب کو تمام رات ایک مرد کی آواز کانوں میں گونجتی

رہی جو فریاد کرتا اور نعرہ لگاتا تھا حیران تھا کہ کس کی فریاد ہوگی حالانکہ اس مقام شریف میں عادت نہیں ہے کہ کوئی شخص فریاد کرے اور ذکر و تلاوت قرآن کے علاوہ کسی اور سلسلہ میں آواز بلند کرے۔

(ایک مجذوب کی دعوت مبارزت و حاجی نظر بدخشی کی گرفت)

جب صبح صادق نمودار ہوئی تو ایک مرد دکھائی دیا صبیح و خوبرو، توانا، پیراہن چاک، سربرہنہ، مست و سرشار، سکر و مستی، دیوانگی و بے خودی، ذوق و جذبہ کے آثار اس کے رخ روشن سے نمایاں اور اس کی آنکھوں سے اشک خونیں رواں تھے ہاتھ میں اس کے لاٹھی تھی اسے وہ سر پر گھماتا اور فریاد کرتا تھا کہ کیا ہے کوئی جو مجھ سے مقابلہ پر آئے، ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں تلوار لے کر نکلے، ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں نیزہ پکڑے، ہے کوئی جو تیر لے کر مقابلہ کو آئے، اسی طرح ہتھیاروں کو نام بنام گنتا اور مقابلہ کی دعوت دیتا اور کہتا تھا، اتفاقاً اس کا گزر ایک جماعت پر ہوا، اس اثنا میں ایک پیر مرد نے مردوں کی صف سے نعرہ لگایا اور کود کر پہنچا اور اس مجذوب سے چمٹ گیا اور ایسا مضبوط پکڑا کہ اس کی ساری مستی اور نعرہ و فریاد نکل گئی اس کی لاٹھی ہاتھ سے گر پڑی اور وہ ایسا ہوگیا جیسا کہ نچوڑا ہوا کپڑا پھر وہ بردبار و سلیم ہو کر حرم سے باہر نکلا۔

(حاجی نظر بدخشی کا حوصلہ و ہمت)

دوسرے روز ان کی خدمت میں جاتا ہوا زور کے حملہ اور اس حرکت سے جو اس حالت میں کل ان سے ہوئی تھی ضعف و ناتوانی کا اثر ظاہر تھا باوجودیکہ ان پر ان ایام میں ضعف پیری بہت غالب ہے پھر تھکن اور اہل و

عیال کا بوجھ بواسیر کا مرض اس پر مستزاد ہے۔ پچاس ساٹھ برس تک تو شادی نہیں کی تھی جب حرمین شریفین پہنچے تھے جوان تھے تیس چالیس برس یہیں گزارے بوڑھے ہوگئے اس کے بعد والدہ ماجدہ کی زیارت کے ارادہ سے جنہیں وہ بدخشاں میں چھوڑ آئے تھے اپنے وطن گئے والدہ ماجدہ کو بقید حیات پایا اس وقت ان کی ماں نے شادی کرنے پر بہت اصرار کیا ہرچند انہوں نے عذر پیش کیا مگر انہوں نے قبول نہیں کیا نکاح کی سنت کو چھوڑنے کا دل میں خیال تھا مجبوراً اس قید نکاح کو منظور کیا اور شادی ہوگئی اب اس بڑھاپے میں اہل و عیال داری کی ذمہ داری کی اٹھائے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(دعوت مبارزت کی حقیقت)

ان کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ اس مرد مجذوب کی حالت کیا تھی اس کا مقابلہ کی دعوت دینے کے کیا معنی تھے۔

فرمایا وہ بات زبان حقیقت سے کر رہا تھا اور اپنی حقیقت کی جستجو چاہتا تھا کہ کوئی اس کا طالب بن جائے اس کا مرد میدان ہو اور اس کے ساتھ مقابلہ پر آئے۔

(بکہ کی وجہ تسمیہ)

اس کے بعد فرمایا کہ مکہ معظمہ کے ان پہاڑوں میں اور اس کے اطراف میں تم دیکھو (بار وزن) رکھے ہوئے ہیں جنہیں اٹھانے کی آسمان بھی طاقت نہیں رکھتا اس عظمت والے شہر کے ناموں میں سے ایک نام بکہ بھی ہے اس کا نام بکہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ مردوں کو توڑ دیتا ہے انہیں توڑتا اور کوٹ دیتا ہے۔ یہاں کا رہنا ہی لوگوں کو پست و پامال کرتا ہے اور اس کی ہستی

سے کوئی چیز نہیں چھوڑتا ہے۔

اس مقام کی خاصیت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس جگہ کے تمام انوار و آثار ہی مٹانے اور فنا کرنے والے ہیں اولیاء اللہ بھی یہاں ایسے ہو جاتے ہیں جیسے عام آدمی ہوتا ہے انہی وجوہ سے یہاں کی جڑی بوٹیوں میں بھی وہ تیزی و سختی نہیں ہوتی جو دوسری جگہ کی جڑی بوٹیوں میں ہوتی ہے۔

(قیام مکہ سے طالب کی اصلاح باطن)

وہ فرماتے تھے ارباب کمال میں سے ایک بزرگ تھے ان کے پاس جو مرید و طالب آتا اس سے فرماتے کہ جاؤ ایک سال مکہ معظمہ میں رہو اس کے بعد میرے پاس آؤ پھر میں تمہاری رہنمائی کروں گا' کام پر لگاؤں گا ایک آدمی نے ان بزرگ سے پوچھا کہ اس میں حکمت کیا ہے کہ جو کوئی آپ کے پاس مرید بننے آتا ہے اسے آپ مکہ معظمہ بھیجتے ہیں اور وہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا اگر اس کو اسی جگہ رکھوں اور ریاضت کراؤں تو مزاج کی اصلاح و باطن کی صفائی برسوں میں جا کر ہوگی مکہ معظمہ میں سال بھر میں کام پورا ہو جاتا ہے۔ ریاضت چاہئے پھر بھی یہاں یقینی نہیں کہ وہ برسوں میں بھی اسے حاصل کر سکے گا یا نہیں فرمایا ایک بار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ صحن حرم اور اس کی سطح سب سنگ مرمر کی ہیں حرم میں حوض و آبشار بنا ہوا ہے یہیں چھوٹی بڑی نہریں اور کیاریاں جاری ہیں ہر جگہ لوگوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں ساری کثافتوں اور گندگیوں سے پاک کیا جاتا ہے کہ جان لیں کہ طالبوں کا اس جگہ آنا اور رہنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

وہ مجذوب مذکور جس کی حکایت بیان کی گئی ہے اس کا نام احمد راوی

ہے یہ مکہ کے ممتاز لوگوں میں ہیں تاجر و عیالدار ہیں ایک موقعہ پر لوگوں نے ایک بزرگ کو اس کے پاس بھیجا ایک زمانہ تک اس بزرگ کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا ہوا یہاں تک کہ یہ ذوق و حالت اس کو نصیب ہوئی اس کی حالت و کیفیت یہ ہے کہ حج کے مہینوں، شوال، ذی القعدہ اور عشرہ ذی الحجہ کی آمد کے موقعہ پر اس حالت کا آغاز ہوتا ہے اور ہر روز وہ ترقی کرتی ہے یہاں تک کہ وہ زمانہ حج کے قریب بہت ہی مست و سرشار ہوجاتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے باندھتے ہیں وہ اسی حالت و ہیئت میں میدان عرفات و مقام منی میں آتا ہے اس کی عجیب حالت و کیفیت نظر آتی ہے۔

سرگرمی کوتاہم از گنج عزلت پا بروں
نوبت زناں از عشق توایم بصد غوغا بروں
وحشت شود سلسلہ چوں از صف دیوانگاں
آشفتہ خو زنجیر پا آیم من رسوا بروں

حج کا زمانہ جب گزر جاتا ہے پھر ہر کام کا اسے ہوش آجاتا ہے ہر روز وہ زیادہ ہوشیار ہوجاتا ہے چند روز کے بعد تو وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا کبھی اس پر کوئی حالت و کیفیت طاری نہیں ہوئی تھی اپنے حال پر آجاتا ہے اپنے کام کاج میں لگ جاتا ہے تجارت کرتا ہے نو مہینے اس کے ہوشیاری میں گزرتے ہیں تین مہینے مدہوشی و مستی میں بسر ہوتے ہیں۔

نہ گویمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن
سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسائی باش

اس سال جب فقیر حرمین شریفین گیا تھا اس کے کیف و سرور اور مستی

و مدہوشی کا یہ تیسرا سال تھا چوتھے سال بھی اس کو اسی طرح دیکھا گیا جیسا کہ گزشتہ سال دیکھا تھا حرم میں آتا تو زنجیر پاؤں میں پڑی ہوئی تھی ہاتھ میں لاٹھی اور پیچھے پیچھے بچے ہوتے تھے

(حرم کی کنکریوں پر قدم کا انداز)

ایک مرتبہ کعبہ کی لال ٹینوں کو توڑ ڈالا زمزم کی ٹنکی کو بھی توڑا اور باہر آگیا جہاں کہیں بھی لوگوں کے دروازوں پر قندیلیں دیکھیں توڑ ڈالیں بارہا مطاف میں آتے خود اذان دیتے، تکبیر کہتے اور تنہا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے، حرم کی کنکریوں پر اس طرح نزاکت و لطافت سے قدم رکھتے جیسے کوئی پھول پر رکھے، خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کیا دیکھتے ہیں، بارہا دل میں آتا کہ کوئی شخص ان کے پیچھے چلے اور ان کے قدموں میں پڑ جائے تاکہ دیکھے لیکن ان کی ہیبت و جلال حال نہیں چھوڑتا کہ کوئی اس مقام میں کھڑا ہو۔

(قندیلوں کو توڑنے کی وجہ)

مولانا حاجی نظر بدخشی سے پوچھا گیا کہ اس مجذوب آدمی کے کعبہ کی لالٹینوں کو توڑنے اور لوگوں کے دروازوں کی قندیلوں کو توڑنے میں کیا حکمت ہوگی اس کی اس حرکت کو کس امر پر محمول کریں۔

(ارباب کشف و مجذوب نیتوں پر آگاہ ہوتے ہیں)

فرمایا ارباب کشف اور مجذوب چیزوں کی حقیقت اور لوگوں کی نیتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور وہ ان چیزوں کو انہی حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہیں، لوگوں کے اعمال کو ان کی نیتوں سے جانچتے ہیں لوگوں کا لالٹینیں وغیرہ لاکر رکھنا

تکلفات مروجہ ورسمی تعلقات کی وجہ سے ہے' لوگوں کی نیتوں کی وجہ سے ان کی نظر میں یہ کام نیتوں کے مطابق ہوتا ہے اس لئے وہ ان کو توڑ دیتے ہیں۔

(حاجی نظر محمد کی شیخ عبدالحق پر عنایات)

حاجی نظر محمد بدخشی کا میلان خاطر اس فقیر حقیر کی طرف تھا ظاہری و باطنی عنایت بھی بہت تھی بارہا فرماتے تھے اس قریبی زمانہ میں اس طلب و تشنگی کے ساتھ حرمین شریفین میں کوئی نہیں آیا انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا کبھی فقیر کو مقصد کے حاصل نہ ہونے اور الم و حسرت سے دکھ ہوتا پریشانی لاحق ہوتی تو تسلی دیتے فرماتے جلدی کوئی چیز نہیں ہے کام کرتے رہنا چاہئے یہ راستہ آہستہ آہستہ اور اطمینان سے طے ہوتا ہے بے چینی سے کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی کبھی کبھار راستہ میں ملاقات ہو جاتی تو فقیر کو بغل میں لے کر فقیر کی کمر پر ہاتھ مارتے اور فرماتے بار الہا! تو اسے ثابت قدم رکھ اللہ تو اسے ثابت قدم رکھ۔ یا اللہ تو اسے ثابت قدم رکھنا اور اسی طرح بہت کچھ فرماتے تھے۔

(شیخ عبدالحق کو وصیت)

جب میں مدینہ منورہ جا رہا تھا وصیت فرمائی تھی باخدا رہنا' اور ہمیشہ نقطہ الوہیت و ذات احدیت کے تصور کو نہ چھوڑنا۔

(شیخ عبدالحق کو روایت جمیع علوم کی اجازت)

ایک دن وہ طواف کر رہے تھے فقیر بھی ان کے پیچھے طواف کرتا تھا عجیب مزہ آ رہا تھا طواف کے سات پھیرے پورا کرتے اور دوگانہ ادا کرنے کے بعد وہ حجر اسود کے سامنے جو انکے بیٹھنے کی جگہ تھی بیٹھ گئے' فقیر نے

عرض کیا کہ اس حقیر کو اگرچہ باطن کے استفادہ کی استعداد و قابلیت نہیں یہ فقیر ظاہری استفادہ و روایت حدیث کی اجازت سے تو محروم نہ رہے فرمایا تمہیں دونوں باتیں حاصل ہیں اس کے بعد فرمایا۔

اجزت لکم اجازة تامة مطلقة بروایة جمیع العلوم الظاہرة و الباطنة کما اجازنی کذلک الشیخ بدر الدین الیافعی ؒ

میں تمہیں تمام ظاہری و باطنی علوم کے اجازت مطلقہ روایت کی دیتا ہوں جیسا کہ ان کی مجھے شیخ بدرالدین یافعی ؒ نے دی ہے۔

عرض کیا گیا کہ پوری متصل سند بیان فرمائیں' جواب دیا اس کی حاجت نہیں شیخ نے بھی ہمیں اجازت دیتے وقت انہی الفاظ پر اکتفا کیا تھا۔

(شیخ عبدالحق کو دعائیں)

اس فقیر نے عرض کیا اس مقام پر بندہ کے قلب میں ایک نکتہ آیا کہ جب باقی سند واقع میں متصل ہے تو اس کے ذکر کی حاجت نہیں' حاجت اگر ہے تو اس آخری کڑی کو ملانے کی ہے اس لئے کہ اس پر اس کو بڑھایا ہے دوسری کڑیاں تو سب ملی ہوئی ہیں فقیر کے اس نکتہ کو پسند فرمایا اور دعا دی فاتحہ پڑھی اور ہندوستان رخصت ہوتے وقت فقیر کو بغل میں لے کر دعا دی خوشخبریاں دیں فرمایا ہمیں اپنے آپ سے جدا نہ سمجھنا ہم تمہارے ساتھ ہیں جہاں بھی تم ہو ہم تمہیں خدا کے سپرد کرتے ہیں۔

استودع اللہ دینکم و امانتکم و خواتیم عملکم والسلام

ترجمہ: میں تمہارے دین و امانت اور تمہارے آخری اعمال کے متعلق تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

(۳۰) مولانا نصراللہ شیرازی

موصوف اپنے زمانے کے صلحاء میں سے ہیں دینی علوم کے عالم ہیں تمام عمر زہد و توکل اور عبادت میں گزاری، کتابت سے روزی کمائی، اب نکاح کی سنت پوری کی اور اہل و عیال کی ذمہ داری اٹھائی، اپنی ضروریات و حوائج کے سلسلے میں مخلوق سے کبھی التجاء نہیں کی اور شبہ کے پیش نظر اوقاف و صدقات کے ذرائع میں سے وظیفہ، عطیہ قبول نہیں کیا، فقر و فاقہ سے گزاری اور کسی سے سوال نہ کر کے داد استغناو تعفف دی۔

(تنخواہ امامت کی گرانی)

فرماتے تھے ایک بار بغداد میں ہمیں امام مقرر کیا گیا امامت کی تنخواہ متعین کر دی گئی وہ تنخواہ لینا بہت گراں گزرتا تھا گویا یہ کوئی شرک و کفر ہے۔

(ہدیہ و تحفہ کی گراں باری)

اسی طرح اگر کوئی شخص ہمارے پاس آتا کوئی چیز لاتا تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی قتل کرنے کو آرہا ہے مجھے کسی شخص کا حلق پر چھری پھیرنا اس کے ہاتھ میں سونا رکھنے سے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے۔

(جوانی و بڑھاپے کے حالات میں تفاوت)

فرماتے تھے کہ ایسی حالت شروع میں تھی اسی کے برعکس اب ہم جب بوڑھے ہو گئے اور اہل و عیال بھی ہیں اگر کوئی آتا ہے تو دل میں خیال گزرتا ہے

کہ اگر کوئی چیز لے آتا تو اچھا ہوتا۔

ایک بار انہوں نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ پڑھا ہے اور حدیث کا سماع کیا ہے یہ قصہ فقیر کو چونکہ بہت عجیب معلوم ہوا شیخ کی خدمت میں آکر بیان کیا دوسرے دن مولانا کی خدمت میں جانا ہوا تو فرمایا تم سے تعصب کی بو آتی ہے حقیقت میں اگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنی ہوگی تو یہ کون سے نقص کی بات ہے یہ تو کوئی تعصب کی بات نہیں ہے۔

(بایزید و جنید کا ہر کمال ولایت و قرب الٰہی امام ابو حنیفہ و امام شافعی کو حاصل تھا)

فرماتے تھے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ ہر کمال ولایت و قرب الٰہی جو بایزید و جنید کو حاصل تھا وہ امام ابو حنیفہ و امام شافعی کو بھی حاصل تھا فقہ و اجتہاد اس پر مزید ہے جب ان کی خدمت میں جانا ہوتا یہ بات فرماتے تھے معلوم نہیں کہ یہ تکرار نسیان کی وجہ سے تھی یا اس توقف کی بنا پر جو اس وقت اس فقیر حقیر کو اس امر میں تھا جو انہیں محسوس ہوا یا کسی اور وجہ سے تھا۔

۳۱۔ حبیب اللہ شیرازی ثم بغدادی ثم مصری قادری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حبیب اللہ شیرازی قادری موصوف مشہور بزرگ ہیں بصرہ میں رہتے ہیں مریدوں کو ذکر و اذکار کی تلقین کرتے ہیں بغداد میں بہت رہے ہیں لوگ انہیں اس دیار میں سلسلہ قادریہ کا بزرگ سمجھتے ہیں جس زمانے میں یہ مکہ میں تشریف فرما تھے ان کی خدمت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ (ملاحظہ کریں تقصار جنود الاحرار ص ۹۹۔

۳۲۔ مولانا محمد شیرازی

ان کے ایک بڑے بھائی ہیں جن کا نام مولانا محمد ہے یہ بھی اپنے زمانے کے صلحاء اور اپنے وقت کے اتقیا میں ہیں لیکن وہ دوسرے عالم سے ہیں عالم و عامل بطریق مستقیم سالک و سنت قویم کے متبع گمنام و بے تکلف ہیں وہ بھی حج کے زمانے میں آئے ہوئے تھے انہوں نے برسوں پہلے سے مکہ شریف کی مجاورت اختیار کی اور یہیں رہنے لگے ہیں۔

شیخ عبداللہ اور شیخ رحمتہ اللہ سندھی مدنی یہ دونوں عزیز ہیں اور فقہاء صوفیہ میں ہیں ہندوستان سے آکر مدینہ منورہ میں بس گئے ہیں اور علم حدیث نبوی ﷺ پڑھاتے ہیں لوگ انہیں شیخین کہتے ہیں۔

(خواجہ عبداللہ و رحمتہ اللہ سندھی کے متعلق احمد عبید اللہی کا ارشاد)

خواجہ عبدالشہید عبید اللہی قدس سرہ فرماتے تھے کہ یہ شیخین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی یاد تازہ کرتے ہیں ان مین سے ہر ایک علم و تقویٰ، ورع، لیاقت و عفت مین ایک نشانی تھا اس قریبی زمانے میں ان مقامات شریفہ میں اس دیار سے کوئی ان کی نظیر نہیں رکھتا تھا۔

(شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے یاران خاص)

یہ شیخ علی متقی کے یاران خاص میں سے تھے بعض حکام جو روم کی طرف سے آئے تھے اور شیخ کی جناب میں بہت عقیدت و بندگی کی نسبت رکھتے تھے شیخ اپنے فقراء و خدام اور احباب و اصحاب کے لئے ان سے وظیفہ لے

لیتے تھے لیکن ان کو اور شیخ عبدالوہاب کو وہ نہیں دیتے تھے اس لئے کہ ان اموال کے ذرائع بھی شبہ سے خالی نہیں تھے۔

۳۳۔ شیخ عبداللہ سندھی کی مدینہ کو ہجرت

ان کے بعض حالات و کرامت حال کا تذکرہ حضرت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین گزر چکا ہے شیخ رحمتہ اللہ کے باپ قاضی عبداللہ سندی اپنے زمانے کے عالم و صالح و متقی بزرگ تھے بعض حوادث میں ولایت سند سے سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات کی زیارت کی نیت سے اہل و عیال و خدام اور فرزندوں کے ہمراہ کچھ عرصہ احمد آباد میں ٹھہرے اور شیخ علی متقی کی صحبت میں رہے پھر حرمین شریفین پہنچے اور مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد رہ گزائے عالم بقاء ہوئے رحمتہ اللہ علیہ۔

یہ شیخ عبداللہ، قاضی شیخ عبداللہ کے دوست و مصاحب تھے اور قاضی عبداللہ کی وفات کے بعد ان کے فرزندوں شیخ رحمتہ اللہ، شیخ حمید اور شیخ صالح کی تعلیم و تربیت شیخ عبداللہ نے کی تھی۔ [۱۳]

۳۴۔ شیخ رحمتہ اللہ سندھی

شیخ رحمتہ اللہ خاص علماء میں سے تھے ان کی طرح لوگ اس عالم میں کم آئے ہیں ان کا نشو و نما مدینہ میں ہوا تھا برسوں یہاں درس و تدریس اور عبادت و ریاضت میں وقت گزارا بعض حوادث کی وجہ سے جو قرضوں کی بنا پر رونما ہوئے تھے ۹۷۷ء کے حدود میں حرمین شریفین آکر، احمد آباد کو جو ان کے وطن اصلی کے حکم میں تھا لوٹ گئے تھے اور وہیں رہنے لگے تھے لیکن یہ دونوں بزرگ چند سال کے تفاوت سے عین ایسے مرض میں جس میں حس و حرکت بھی

جاتی رہی تھی احمد آباد سے حرمین شریفین کے ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ پہنچے اور عنقریب ان کا انتقال ہوا ہے رحمتہ اللہ علیہم و علی جمیع عباداللہ الصالحین۔ (۱۴)

(ابن حجر مکی کے شاگرد مولانا عبداللہ سندھی سے استفادہ)

مولانا عبداللہ سندھی موصوف بھی شیخ علی متقی کے ہم نشینوں اور ساتھیوں مین سے ہیں شیخ ابن حجر مکی ﷺ کے شاگرد ہیں شیخ ابن حجر علم نحو و عربیت میں ان سے استفادہ کرتے تھے اور اکثراوقات فرماتے تھے اس عبارت کے اعراب لگاؤ ان کی سند میں لکھا ہے۔

افاد اکثر مما استفادہ' انہوں نے فائدہ اٹھانے سے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے۔

(عمر بھر کا کام نسخہ مشکواۃ کی تصحیح و حاشیہ)

استاد اور خدا رسیدہ بزرگ تھے کسی سے طمع اور لالچ نہیں تھا کسی سے کوئی غرض و واسطہ نہیں رکھتے تھے فی سبیل اللہ پڑھاتے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتے تھے کتابوں کی تصحیح کرتے تھے مشکواۃ کے نسخہ کی اپنے قلم سے بہت اچھی تصحیح کی تھی، حاشیہ لکھا تھا اور ورق ورق علیحدہ کر کے رکھا تھا چنانچہ ایک مجلس میں بیک وقت اس سے بہت سے طلبہ فائدہ اٹھاتے اور نقل کرتے رہتے تھے حواشی میں حنفی مذہب کو ثابت کیا اور اس کے دلائل کو نقل کیا تھا فرماتے تھے۔

میں نے مشکواۃ کو حنفی بنا دیا ہے۔ وہ فرماتے تھے عمر بھر میں ایک کام کیا ہے کہ مشکواۃ کی تصحیح کی ہے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسی وجہ سے بخش دیں گے موصوف کا انتقال ۹۹۶ میں ہوا تھا۔

۳۵۔ فقیہ محمد نائت

یہ ایک قوم ہے جو سورت اور اس کے اطراف میں آباد ہے یہ سب شافعی ہیں اور اکثر علم و صلاح کی صفت سے آراستہ ہیں فقیہ نائت بہت بوڑھے تھے زندگی حرمین شریفین میں بسر کی تھی شیخ علی متقی اور دوسرے بزرگوں کی خدمت میں رہے تھے ان کا ایک بیٹا بھی تھا وہ بھی بوڑھا ہو چکا تھا انکسار و تواضع 'عفت و صلاح' اور مسکنت کی صفت سے آراستہ تھے۔

زمانہ حج میں مناسک حج کے بعد جیسا کہ اہل مکہ کی عادت ہے حرم شریف میں کتاب فروشی کے لئے بازار لگاتے ہیں بہت لوگ آتے ہیں خلائق کا اژدحام رہتا ہے بعض سے آداب و تعظیم و بقعہ شریفہ کی حرمت جاتی رہتی ہے بعد و غفلت کے آثار خلق پر غالب آتے ہیں۔

(گھر خدا کا خلقت اس کی)

ایک روز فقیر یہ حالت دیکھ کر رو رہا تھا عجیب کیفیت طاری تھی اختلاف امور واردات الٰہی پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس وقت یہ فقیہ محمد نائت آپہنچے فرمایا کیا حال ہے کیا کہہ رہے ہو میں نے عرض کیا' نہیں دیکھتے لوگ کیسی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اس خانہ خدا کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے اس مسجد کی حرمت کی تاکید کی گئی ہے مخلوق کس حالت میں ہے اور کیا کر رہی ہے' ہنسے اور فرمایا کہ کچے مٹی کے برتن سے آخری قطرے ٹپک رہے ہیں تم کون ہو اور تمہارا کیا زور ہے یہ گھر خدا کا گھر ہے اور یہ مسجد اس کی مسجد ہے اور خلقت اس کی خلقت ہے وہ جانے اور اس کی خلقت وہ چاہے ہشیاری میں رکھے چاہے غفلت میں چھوڑے۔

(چھ ماہ مکہ میں قیام اور چھ ماہ مدینہ میں)

فقیہ محمد کی ایسی عادت تھی کہ چھ مہینے مکہ میں رہتے اور چھ مہینے مدینہ میں بسر کرتے تھے اس سال کے آخر میں جب ان کی موت کا وقت قریب آپہنچا حج کے قافلہ کے ساتھ جیسی کہ عادت تھی مدینہ منورہ نہیں پہنچ سکے آخر موسم رجبیہ میں مدینہ گئے اور دو تین دن بعد انتقال ہو گیا جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

۳۶۔ میاں خدا بخش کا مرتبہ شیخ عبدالوہاب کی نظر میں

شیخؒ نے جب فقیر کو مدینہ منورہ رخصت کیا تو فرمایا وہاں ایک فقیر ہندی ہے میاں خدا بخش نام ہے وہ ہمارے دوستوں میں سے ہے پچاس برس بلکہ اس سے زیادہ مدت سے مدینہ رسول ﷺ میں مجاور ہے اگرچہ علمی و عملی کمالات جس قدر درکار ہیں اتنے نہیں رکھتا لیکن اس امر میں کوئی شک نہیں کہ وہ صوفیہ کی جماعت سے ہے اور اس راہ کے لوگوں میں ہے راہ سلوک کے جو ضروری آداب و طریقے ہیں وہ انہیں حاصل ہیں اس راہ کو انہوں نے طے کیا ہے بزرگوں کی خدمت میں رہ کر کوئی مقام حاصل کیا ہے۔

ان کا یہ کام تھا کہ وہ ہمارے فقراء کی جماعت کے ساتھ تھے اور ہم سب کی خدمت کرتے تھے وہ ہم سب کو کسب معاش کی فکر سے آزاد رکھتے تھے تم جس کسی سے پوچھو گے وہ اس کا تمہیں پتہ نہیں بتائے گا مدینہ منورہ کے باہر مغرب کی سمت میں جہاں مصری دروازہ واقع ہے ایک خراب سی سرائے ہے ممکن ہے ہندوستان کے چند درویش وہاں رہتے ہوں وہ اسی دروازے پر پڑے ہوئے ملیں گے۔

انہوں نے اپنے ہاتھ سے کنواں کھودا ہے اپنے ہاتھ سے پانی کھینچتے اور وضو کرتے ہیں ان کی عمر قریب قریب سو سال ہو گی بیٹے ہیں وہ بھی بوڑھے ہو چکے ہیں پوتے ہیں وہ ان میں سے کسی سے اپنے کام کاج میں مدد کے طلبگار نہیں ہوتے اب وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں جلانے کی لکڑیاں لا کر نہیں بیچ سکتے دیگ کے برتن درست کرتے اور بیچتے ہیں اس طرح روزی پیدا کرتے ہیں، ہماری دعا انہیں پہنچاؤ کچھ روپے فقیر کو دیئے اور فرمایا یہ ان کو دینا اور کہنا ہم نے مکان کی بنیاد رکھی ہے دعا کرو مکان پورا ہو جائے۔

فرمایا تم ان سے انکساری و خوشامد زیادہ نہ کرنا زیادہ عقیدت مندی و طلب کا اظہار نہ کرنا ورنہ تمہاری طرف توجہ و التفات نہیں کریں گے تم سے دوستی نہیں کریں گے ان کی فطرت تنہائی و گمنامی اور بے نامی پر واقع ہوئی ہے۔

جب مدینہ پہنچا جو نشانی بتائی تھی وہاں پہنچا وہ ملے، بوڑھے کمزور رسالت مآب ﷺ کے قبہ مبارک کے سامنے بیٹھے خرقہ سی رہے تھے ہم نے سلام کیا پوچھا جناب کا نام کیا ہے فرمایا فقیر کا نام خدا بخش ہے میں نے عرض کیا اجازت ہو تو جناب کی خدمت میں بیٹھ جائیں فرمایا اگر کوئی کام ہے تو تشریف رکھیں۔

(میاں خدا بخش کا شیخ عبدالوہاب سے تعلق)

میں نے عرض کیا فقیر مکہ معظمہ سے آرہا ہے حضرت شیخ عبدالوہاب نے جناب کو دعا کہی ہے شوق و جذبہ سے اچھل پڑے اور کہا مرحبا آؤ بیٹھو سر آنکھوں پر بیٹھو تم میاں کے پاس سے آرہے ہو میاں کیسے ہیں اور کیا حال ہے

اچھے ہیں ان کے بیٹے شیخ محمد عارف کا کیا حال ہے ان کی بیٹی خدیجہ کیسی ہیں اہل خانہ و خادموں کا کیا حال ہے میں نے بتایا سب بخیرو عافیت ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم نے مکان کی بنیاد رکھی ہے آپ دعا فرمائیں تا کہ پورا ہو جائے دعا کی اور فرمایا کہ وہ خود پورا ہو جائے گا۔

(مدینہ میں صرف ایک رومی عالم میاں خدا بخش کا مرتبہ شناس)

اس کے بعد کبھی کبھار ان کی خدمت میں جانا ہوتا تھا لوگ اس فقیر پر حیران تھے کہ یہ کس تقریب میں اس معمولی آدمی کے پاس آتا ہے کوئی آدمی ان کے نام سے واقف نہیں تھا مگر ایک رومی عالم و فقیہ اور امام مدرسہ خاص کہ جسے مدینہ منورہ سے باہر سلطان روم کی والدہ میں سے کسی نے بنوایا تھا وہ ان کے رتبہ کو جانتا تھا۔

اس کے بیٹے کہتے تھے کہ میرے باپ کبھی کبھی اس بوڑھے آدمی کے پاس جو یہاں رہتا ہے آتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں پیر مرد پختہ ہے اور اس دور کے عارفوں میں سے ہے۔ میاں خدا بخش کے بیٹے بھی خدا ہی زیادہ جانتا ہے باپ کے اس راز سے واقف نہیں تھے۔

(شیخ عبدالحق کی تعظیم و تکریم)

یہ فقیر کی تعظیم و تکریم بہت کرتے تھے جیسا کہ درویشوں اور صوفیہ کی کرتے ہیں اور کہتے تھے کہ یہ بوڑھے تمہارے واسطے بہت دعا کرتے ہیں لیکن وہ اس قدر التفات کرتے تھے جتنا کہ ایک آنے والے کا کرنا ضروری ہوتا ہے اور کبھی قطعی مبالغہ و تکلف نہیں کرتے تھے اور کبھی درویشی کی بات نہیں کرتے تھے اور حقیقت احوال پر دم نہیں مارتے تھے۔

(شیخ عبدالحق کی خدمت میں بکری کی سری کا تحفہ)

دوسری دن فقیر کے لئے بطور مہمانی بکری کی خشک سری بھیجی جس کی خبر حضرت شیخ نے دی تھی ایک مرتبہ جب فقیر بہت کمزور ہو گیا تھا تو مزاج پرسی کے لئے فقیر کی قیام گاہ پر جو باب السلام سے متصل واقع تھی اور یہ مسجد نبوی ﷺ کے بڑے دروازوں میں ہے تشریف لائے تھے یہاں سے اٹھ کر رسالت مآب ﷺ کی زیارت کے لئے کھڑے ہوئے فقیر بھی ساتھ ہو لیا اور زیارت کے لئے حاضر ہوا۔

(بارگاہ رسالت میں حاضری کی سعادت)

ناچیز کو دعائیں دیں کہ آج تمہاری وجہ سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ مین حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اس کا اجر انشاء اللہ تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(شیخ کی خدمت میں ایک ملتانی قوال کی آمد)

ایک ملتانی قوال کو مدینہ منورہ پہنچنے کی توفیق نصیب ہو گئی تھی وہ ایک دن اس ناچیز کی قیام گاہ پر آ گیا اور ایک غزل گانے لگا اس کا پڑھنا اس ناچیز پر بھی کچھ اثر کر گیا تھا اس کو منع کرنے کی کوئی صورت نہ تھی دل میں آیا کہ اس قوال کو میاں خدا بخش کی خدمت میں لے جاؤں ممکن ہے کہ وہ اس کلام کے سبب اور غلبہ سکر کی وجہ سے اپنے مقام سے اتر آئیں اور اسرار و رموز میں سے کچھ ظاہر کریں اس لئے کہ وہ اس علم کے بارے میں دم نہیں مارتے ہیں اس خیال سے اس قوال کو ساتھ لے کر ان کی خدمت میں آیا اور اس نے وہی

کلام اسی انداز سے جس طرح فقیر کے سامنے گا رہا تھا ان کے سامنے گانا شروع کیا وہ سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے ناچیز نے جرات گستاخانہ کر کے عرض کیا یہ گانا بھی عجیب موثر و دلربا چیز ہے سر اٹھایا اور بہت ادب سے فرمایا کیوں نہیں ایک بدعت ہے جو رسالت مآب ﷺ کے بعد رائج ہوئی ہے۔

(شیخ کی باتوں کا میاں پر اثر)

اس عاجز نے عرض کیا جو ضعیف و مسکین لوگ ہیں اور اصلی و ذاتی حالت نہیں رکھتے ہیں کیا کریں وہ یہ تدبیر کرتے ہیں اور ہاتھ پاؤں مارتے ہیں تاکہ اس وقت سرگرمی پیدا ہو جائے جیسے کسی شخص کو کھانے کے وقت بھوک کا غلبہ نہ ہو وہ اچار جیسی چیزیں کھائے تاکہ اس کی مدد سے اس کی رغبت بڑھ جائے یا کوئی کمزور آدمی ہو اور اس میں شہوت کم ہو گئی ہو تو وہ عورت کو زیور و خوشبو سے آراستہ کرے تاکہ شہوت بڑھ جائے وہ کامل حالت کہاں پائی جاتی ہے کہ بغیر تکلیف اٹھائے اور تدبیر کئے ہمیشہ ذوق زندہ رہے اسی قسم کی باتیں فقر کی وجہ سے غلبہ کی حالت میں زبان سے نکل گئیں اس بار دیکھا کہ ان میں بھی تاثیر ظاہر ہوئی فرمایا کہ خدا تمہیں سلامت رکھے اور اس کو بھی تاکہ نامرادوں کو مراد تک پہنچائے اور ناقصوں کو کامل کرے۔

(فروتنی و عاجزی)

اس ناچیز کو خوشی ہوئی کہ یہ بشارت اس پردیسی کو دی اس میں میاں نے زبان تو ہلائی پھر فرمایا کہ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ ہم جیسے نامرادوں کو لطف اندوز کیا اور غریبوں کو بھی پوچھ لیا ہم کیا ہیں ہماری حیثیت کیا ہے۔

(غلبہ حال میں شیخ عبدالحق کو دعا)

پھر غلبہ حال میں فرمایا کہ تم یہاں جواہر کے خزانے لوٹنے آتے ہو بامراد ہو اور ناچیز کو دعائیں دیں اور میرے مطلب کے حق میں بھی بغیر کسی خواہش و طلب ایمان کی دعا کی اور ان کی روح پر فاتحہ پڑھی ان کے حق میں مغفرت کی دعا کی ناچیز کو اس وقت بہت تازگی و فرحت حاصل ہوئی اور بہت ہمت بڑھی وللہ الحمد۔

(پیر کے دن حج ہونے کی پیشین گوئی)

دوسرے دن خبر دی کہ گزشتہ سال حج جمعرات کو ہوا تھا ممکن ہے آئندہ سال حج انشاءاللہ پیر کو ہو پھر فرمایا پیر کے دن کو فضیلت خاص ہے تم نے بھی کتابوں میں پڑھا ہو گا اور خبر کی صداقت آئندہ سال ظاہر ہوئی کہ حج کے دن میں اختلاف پڑ گیا بعض نے اطلاع دی کہ یکم ذی الحجہ کو اتوار تھا اس وجہ سے عرفہ پیر کے دن پڑے گا بعض نے کہا کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو پیر کا دن تھا اس وجہ سے یوم عرفہ منگل کو ہو گا حاکم مکہ نے حکم دیا کہ لوگ پیر کے دن دستور و سنت کے مطابق منیٰ و عرفات کو جائیں اور وہیں رات بسر کریں اور منگل کو بھی وہیں رہیں تاکہ دونوں خبروں کے مطابق حج درست ہو جائے۔

حضرت شیخ کو پہلے تو پیر کے دن نکلنے اور رات عرفات میں گزارنے میں توقف و تردد ہوا تھا اس لئے زیادہ تر خبریں منگل کے دن کی تھیں۔

فقیر کو میاں خدا بخش کا قصہ یاد آ گیا کہ انہوں نے پیر کے دن حج کے ہونے کی پیشنگوئی کی تھی حضرت شیخ کی خدمت میں یہ قصہ بیان کیا فرمایا ہمیں

ان کی پیشنگوئی پر بھروسہ ہے اس عاجز کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا جلدی تیار ہو جاؤ نکلنے کی تیاری کرو، پھر عرفات میں فرمایا کہ عرفہ کے دن کی دعائیں آداب و احکام ہیں آج بھی پورے کرو اور کل بھی تو مسلمانوں کی موافقت کرو گے لیکن آج کا دن ہاتھ سے نہ جانے دو۔

عرض کیا گیا کہ خدام کے قلوب بھی میاں خدا بخش کی پیشنگوئی کی سچائی کے قائل ہیں فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سچی پیشنگوئی کی ہے واللہ اعلم۔ (ملاحظہ ہو تقصار جنود الاحرار ص ۱۰۰)

بات حج و عرفات کے ذکر پر ختم ہو رہی ہے اس جگہ اس سے بشارت و نیک فال لیتا ہوں کہ میرے کام کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرمین شریفین کے مقامات مقدسہ کے ذکر پر ہو رہا ہے۔

بار الہا! ہمیں وہاں بار بار حاضری کی توفیق عطا فرما اور مجھے تیری راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے رسول ﷺ کے شہر مدینہ میں دیجئے ان کی آل، اصحاب، ازواج و ذریت و جماعت پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

تمت

حواشی

(۱) شمس الدین ابو علی محمد بن علی بن عبد الرحمٰن المعروف بابن عراق دمشقی مالکی (۸۷۸ - ۹۳۳ھ) امراء جراکہ کی اولاد میں سے تھے، دولت و عزت، جاہ و حشمت سب کچھ حاصل تھی، عالم و شاعر اور صوفی تھے، شیخ ابراہیم تاجی کی صحبت میں رہے ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا ۸۹۵ھ میں مصر آئے نامور علماء و صوفیہ قاضی زکریا انصاری ﷺ، علامہ جلال الدین سیوطی ﷺ اور ابن حبیب صفدی وغیرہ کی صحبت میں اکتساب فیض کیا، پھر شام میں آئے، علی بن میمون کی صحبت اختیار کی موصوف نے بھی خلافت سے سرفراز کیا۔ بیروت بھیجا ۹۲۳ میں ساحل بیروت میں اہل و عیال کے لئے مکان بنوایا، صوفیہ کے لئے رباط تعمیر کرائی ۹۲۴ھ میں اہل و عیال کے ساتھ پیادہ پاج کیا مدینہ میں سکونت پزیر ہوئے، حرمین میں آمد و رفت رہی مدینہ منورہ میں ارشاد و سلوک کی خدمت انجام دی، حرمین میں موصوف کو بہت شہرت و قبول حاصل ہوا، ابن العماد نے موصوف کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:

الامام العلامہ العارف باللّٰہ تعالی المجمع علی ولایتہ و جلالتہ القطب الربانی، احد اصحاب سیدی علی بن میمون رحمۃ اللّٰہ تعالی۔

امام عارف باللہ قطب ربانی جن کی ولایت و جلالت شان پر اتفاق ہے سیدی علی بن میمون کے اصحاب میں سے ہیں، پچپن سال کی عمر میں ۹۳۳ھ میں وفات پائی، کئی کتابیں موصوف سے یادگار ہیں۔

(شذرات الذہب ج۔۸ ص ۱۹۶، النور السافر ص ۱۹۲، الکواکب السائرہ ج ۱۔ ص ۱۵۹ الاعلام ج۔۶ ص ۲۹۰ ک۔۱)

(۲) نور الدین علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمٰن بن عراق کنانی دمشقی مدنی شافعی (۹۰۷ ۔ ۹۲۳ھ)

بیروت میں پیدا ہوئے، پانچ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا پھر علوم کی تحصیل کی، فقہ، حدیث، اور قرائت میں کمال حاصل کیا، مورخ نجم الدین غزی کا بیان ہے، فقہ، حدیث اور قرائت میں انہیں دستگاہ حاصل تھی بہترین شعر کہتے تھے، نقد شعر کا بھی ملکہ خوب تھا، بلند ہمت، تصنع اور تکلف سے بری اور مسجد نبوی کے امام و خطیب تھے، ۹۴۰ھ میں دمشق آئے پھر بیت المقدس ہوکر مدینہ چلے گئے، قہوہ کے رسیا تھے، دمشق میں ان کی وجہ سے قہوہ کی دکانیں کھلی تھیں، حالانکہ ان کے والد قہوہ کو جائز نہیں سمجھتے تھے، موصوف نے علامہ قسطلانی کی شرح بخاری کی طرح، مسلم کی شرح لکھی ہے، طائف کی تاریخ "نشر الطائف فی قطر الطائف اور تنزیہ الشریعہ المرفوعہ عن الاخبار الشنیعہ الموضوعہ" لکھی، عبد الوہاب عبد اللہ محمد الصدیق کی تحقیق کے ساتھ قاہرہ سے ۱۳۷۸ھ = ۱۹۵۹ء میں دو جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ص ۹۶ ۔ ۹۷ کے حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیں، الکواکب السائرہ ج ۲ ص ۱۹۸، شذرات الذہب ج۔ ۸ ص ۳۳۷، الاعلام ج۔۵ ص ۱۲ ک ۱)

(۳) محمد نام اور ابوالحسن کنیت ہے، سلسلہ نسب یہ ہے:

محمد بن عبد الرحمٰن بن احمد البکری الشافعی۔

۱۱۔ جمادی الاولیٰ ۸۹۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، یہیں تعلیم پائی اور اس عصر کے نامور محدثین سے حدیث و فقہ کی تکمیل کی اور روایت حدیث کی

اجازت لی، متعدد مشائخ طریقت نے موصوف کو خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔

مصر کے نامور محدثین، مفسرین اور صوفیاء میں موصوف کا شمار ہے، شیخ بکری کا یہ معمول تھا کہ سال بھر مصر میں رہتے اور سال بھر حجاز میں قیام کرتے تھے، مشہور ہے کہ علماء مصر میں سب سے پہلے موصوف نے محفہ (پالکی) میں بیٹھ کر حج کیا اور پھر علماء نے ان کی تقلید کی۔ عنفوان شباب ہی سے ان کے علم و معرفت کی شہرت دور دور پہنچ گئی تھی، شیخ عبد القادر عید روسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كان والده من كبار اهل العلم بل قيل انه كان مجتهد زمانه والمجدد على راس المائة التاسعة واحق الناس بالقضاء وقد عرض عليه فامتنع منه قولا بانا و هو المجمع على انه فريد عصره علماء ولاية و حالا افصح اهل زمانه قلما و مقالا واعظمهم سوددا وجلالة ورفعة وكمالا عالم المسلمين دون نزاع و شيخ مشائخ الاسلام الذى انقطعت مضاهاته

(علامہ محمد بکری) کے والد شیخ ابو الحسن بکری اکابر علماء میں سے تھے بلکہ بعض کا قول ہے کہ موصوف اپنے زمانہ کے مجتہد اور نویں صدی ہجری کے مجدد تھے اور عہدہ قضا کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ منصب قضا ان کو پیش کیا گیا اور انہوں نے اس کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ موصوف حال و قال اور علم و معرفت میں یکتائے زمانہ تھے تقریر و تحریر میں اپنے زمانے میں نہایت فصیح اللسان

الاطماع و انتشرت مصنفاته كالاخذين عنه الى سائر البقاع واشتهرت كراماته و مكاشفاته حتى روتها الا لسن دوعتها الاسماع خاتمة المحققين' لسان المتكلمين' حجة المناظرين' بقية السلف الصالحين .... وكان ساهو عليه من الا شتغال بالتصنيف و الافتاء لايزال يتكلم على طريق الاملاء وكان يجلس بالمسجد الحرام وفى المسجد النبوى وفى المسجد الاقصى وفى المسجد الجامع الازهر وناہیک بهذه المواضع التى كان يجلس فيها كانما يغترف من بحر اعاد الله علينا من بركاته۔

تھے۔ سیادت، جلالت، رفعت اور کمال میں بزرگ ترین انسان اور مسلمانوں کے متفق علیہ عالم تھے اور مشائخ اسلام میں ایسے شیخ تھے، جن کی مشابہت کی آرزوئیں بھی ختم ہوگئیں اور ان کی تصانیف کو ان کے شاگردوں نے جگہ جگہ پھیلادیا ہے، ان کی کرامتیں اور مکاشفات اتنے مشہور ہیں کہ ہر خاص و عام کی زبان پر جاری و ساری ہیں، حافظوں میں محفوظ ہیں۔ موصوف خاتمۃ المحققین، ترجمان المتکلمین، حجت مناظرین اور یادگار سلف صالحین تھے۔ درس و تدریس کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ تصنیف و افتاء کا کام بھی ہمیشہ بطور املاء کراتے تھے۔ مسجد بیت اللہ الحرام حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور ازہر کی جامع مسجد میں بیٹھ کر درس دیتے تھے، ان مسجدوں میں بیٹھ

کر درس دینا ہی ان کے مقام کو سمجھنے کے لئے کافی ہے، گویا وہ علم کے سمندر سے سیراب ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی برکات سے بہرہ مند فرمائے۔

شیخ نجم الدین غیطی نے جو سند شیخ ابو السعود محمد حسنی کو دی ہے اس میں موصوف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

شيخنا مفرد العصرو نادرة الدهر وا عجوبة الزمان و وحيد الاوان ابى الحسن البكرى الصديقى الشافعى نفع الله ببركاته ورضى الله عنه اخذت عنه التفسير والحديث والفقه والتصوف له مؤلفات كثيرة فى التفسير والفقه و غير هماوله رسائل الاحزاب فى التصوف تو فى سنته اثنين و خمسين و تسعمائته۔

(ترجمہ) ہمارے شیخ یگانہ روزگار، نادرہ زمانہ، عجوبہ دوران، یکتائے زمن، شیخ ابو الحسن بکری صدیقی شافعی، اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں بھی مستفید فرمائے اور ان سے راضی ہو میں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کی تعلیم ان سے حاصل کی، تفسیر اور فقہ وغیرہ میں ان کی بہت سی تالیفات ہیں نیز تصوف اور ادب وغیرہ پر بھی ان کے رسالے ہیں ۹۵۲ھ کو (قاہرہ میں) انتقال ہوا ہے۔

مشہور ہے کہ چار سو سے زیادہ تصانیف موصوف سے یادگار ہیں، جن میں سے مشہور یہ ہیں:

۱۔ الاحادیث المحذرات من شرب المسکرات ۲۔ بشری العباد بفضل الرباط والجهاد۔ ۳۔ تادیتہ الامانتہ فی قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانتہ ۴۔ تجدید الافراح بفضائل النکاح ۵۔ تحذیر اہل الاخرہ من دار الدنیا الدائرہ ۶۔ تحفہ السالک لاشرف المسالک ۷۔ تحفہ العجلان فی فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۔ تحفتہ واہب المواہب فی المقامات والمراتب ۹۔ ترتیب السور و ترکیب الصور۔ ۱۰۔ الجوہر الثمین من کلام سید المرسلین ۱۱۔ حزب الانوار۔ ۱۲۔ حسن الاصابہ فی فضل الصحابہ ۱۳۔ حقائق فضل المالوف الواردۃ علی ترتیب الحروف ۱۴۔ حقائق کمالات ۱۵۔ الدرۃ المکللتہ فی فتح مکۃ المشرفہ المبجلۃ۔ ۱۶۔ الروض الانیق فی فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۷۔ شرف الفقر و بیان انہم الامراء ۱۸۔ طلبہ الفقیر المحتاج فیما یتوجہ بہ لیلتہ المعراج ۱۹۔ غایتہ الطلب فی فضل العرب۔ ۲۰۔ الفتح القریب بفضل الکبر والمشیب۔ ۲۱۔ محاسن الافادۃ فی احادیث العبادۃ۔ ۲۲۔ محو الاوزار بفضل الاستغفار ۲۳۔ المقصد السامی القدر فیما یدعو بہ الداعی لیلتہ القدر ۲۴۔ ملاذ اہل الایقان عند حوادث الزمان۔ ۲۵۔ المنح المبین القوی لمولد النبوی۔ ۲۶۔ موقظ الوسنان من السنتہ فی دعاء آخر السنتہ ۲۷۔ نزہتہ الابصار بفضائل الانصار ۲۸۔ النظر الثاقب فیما لقریش من المناقب ۲۹۔ النفحات للاموات ۳۰۔ نوافح المسک الختام بالتوسل باشہر العام ۳۱۔ نہایتہ الافضال فی تشریف الآل ۳۲۔ الواضح الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز ۳۳۔ الورد المورود لمشرع السنتہ فی دعاء اول السنتہ۔ ۳۴۔ بطال واہل التعرف والامتنان من شہر شعبان۔

موصوف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

(۱) الکواکب السائرہ، ج۔۲، ص ۱۹۴ (۲) النور السافر، ص ۴۱۴ (۳) ریحانہ الالباء، ص ۲۳۷ (۴) ہدیتہ العارفین، ج ۲، ص ۲۳۹ (۵) شذرات الزہب، ج۸ ص ۲۹۲۔

(۳) ملک المحدثین محمد بن طاہر صدیقی پٹنی گجراتی ۔۹۱۰/۹۸۶ھ = ۱۵۰۴۔۱۵۷۸ء۔

نہروالہ گجرات میں پیدا ہوئے شیخ ناگوری، مولانا برہان الدین سمہوی اور ید اللہ سوہی وغیرہ سے علوم کی تکمیل کی ۹۴۴ھ میں حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین کا سفر کیا اور اس عصر کے نامور محدثین و فقہا میں سے شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ، ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن عراق رحمۃ اللہ علیہ، جار اللہ بن فہد رحمۃ اللہ علیہ، عبد اللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ، عبید اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے استفادہ کیا اور روایت حدیث کی سند لی۔

پھر شیخ علی بن حسام الدین متقی سے بیعت ہوئے انہی کے نامور خلفاء میں ان کا شمار ہے، پھر حدیث کی خدمت میں مصروف ہوگئے اور بدعات کی بیخ کنی میں لگ گئے، ان کی قوم بوہرہ تھی، وہ ان کی مخالف تھی، مہدویہ بھی ان کے دشمن تھے، انہوں نے موقع پاکر انہیں اجین میں شہید کر دیا، بعض کتابیں ان سے یادگار ہیں، ان میں:

۱۔ مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، یہ پہلی بار، لکھنؤ، نولکشور سے شائع ہوئی تھی اب ٹائپ میں شائع کی گئی ہے، ملاحظہ ہو فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ص ۹۸۔۹۹

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

۳۔ المغنی فی اسماء الرجال کئی بار شائع ہوئی ہے۔

حالات کے لئے، اخبار الاخیار ص ۲۸۰، ماثر الکرام آگرہ مطبع مفید عام ۱۹۱۰ء ص ۱۹۴ تذکرہ علماء ہند ص ۱۹۵۔ ۱۹۶، نزہۃ الخواطر ج۔ ۴ ص ۲۹۸۔ ۳۰۱، اتحاف النبلاء، کانپور مطبع نظامی، ۱۲۸۸ھ ص ۱۳۴، تقصار جنود الاحرار، بھوپال، مطبع شاہجہانی ۱۲۹۲ھ ص ۱۷۹، الاعلام، ص ۲۷۱ک ۳، تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی، ترجمہ رسالہ مناقب مولفہ شیخ عبد الوہاب المتوفی ۱۰۸۶ھ ترجمہ سید ابو ظفر ندوی، دہلی، دار المصنفین ۱۹۵۴ء

(۴) محمد بن ابی الحسن بن محمد نام، ابو المکارم کنیت اور شمس الدین لقب ہے ان کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق ؓ تک منتہی ہوتا ہے۔

تاریخ مناقب اور طبقات کی کتابوں میں جہاں بھی قطب بکری، بکری کبیر یا سید محمد بکری کے الفاظ آتے ہیں وہاں شیخ موصوف مراد ہوتے ہیں۔

موصوف ۹۳۰ھ مطابق ۱۵۲۴ء میں مصر میں پیدا ہوئے، تعلیم و تربیت شیخ ابو الحسن بکری نے کی، حدیث بھی شیخ نے خود پڑھائی اور تصوف و سلوک کی تعلیم و تربیت بھی موصوف نے اپنے والد ماجد سے حاصل کی، ابھی کاروان عمر اکیسویں منزل طے کر رہا تھا کہ شیخ ابو الحسن بکری نے مرض الموت میں موصوف کو اپنا جانشین کر دیا اور اپنے نامور شاگردوں اور مریدوں کو جن میں سے بعض اس وقت شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے اپنے سعادت مند فرزند عالم باعمل سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا موصوف مسند درس پر وہ علوم و معارف اور حقائق و نکات بیان فرماتے تھے جنہیں سنکر لوگ دنگ رہ جاتے تھے،

یہی وجہ تھی عنفوان شباب میں موصوف کی علمی شہرت دور دور پہنچ گئی تھی، عوام و خواص کو ان کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا، شیخ عبد القادر عید روسی المتوفی ۱۰۳۸ھ النور السافر میں رقمطراز ہیں:

كان هذا الشيخ من آيات الله في الدرس والاملاء فكان اذا تكلم فيه تكلم بما يحير العقول ويذهل الاذكار بحيث لا يرتاب سامعة في ان ما يتكلم به ليس من جنس ما ينال بالكسب وربما كان يتكلم فيه بكلام لا يفهمه احد من اهل مجلسه مع كون كثير منهم او اكثرهم على الغاية من التمكن في سائر العلوم الاسلامية والاحاطة بفنونها ...وكان اليه النهاية في العلم حتى كان ... بعض ائمة العلوم والمعارف هناك ممن افنى عمره في كسب العلوم الدينية والمعارف الربانية،

(ترجمہ) شیخ موصوف درس اور املاء میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھے، جب درس میں کسی مسئلہ پر کلام کرتے تو عقل دنگ رہ جاتی اور ہوش گم ہوجاتے تھے سننے والے کو اس میں شک و شبہ نہیں ہوتا تھا کہ موصوف نے جو کلام کیا اس کا تعلق کسی علم سے نہیں ہے، درس میں بعض اوقات ایسی باتیں کرتے تھے کہ اہل مجلس میں سے کوئی ان کو نہیں سمجھ پاتا تھا حالانکہ مجلس درس میں اکثرو بیشتر ایسے عالم ہوتے جو تمام علوم اسلامیہ اور فنون دینیہ میں ماہر ہوتے تھے.... ریاست علمی کی موصوف پر انتہا ہوگئی تھی حالانکہ بعض علوم و معارف کے ایسے ماہر وہاں موجود

يقول و اللّٰه لا ندری من این هذا الكلام الذی نسمعه من هذا الاستاذ، ولا نعلم له اصلا یوخذ منه ولولا العلم بسد باب النبوة لا ستد لنا بما نسمعه منه علی نبوته فذلک بما یحیر العقول ویدہش الخواطر مع كون مایلقیه من ذلک كله فی الفاظ مخترعة بالغة فی الفصاحة والبلاغة والجزالة والایضاح الی الغاية التی لیس وراءہا غاية مع كون اكثرہا اور جمیعہا مسجعا مقفا معربا موضوعا فی محله الذی لا اولی منه به..... وهكذا كانت مجالسه فی الحدیث والفقه..... ضاہی اباہ فی حاله و مقاله و حذاحذوہ فی العلوم و نسج علی منواله و تابعه فی

ہوتے تھے جنہوں نے علوم و معارف دینیہ کی تحصیل میں عمریں صرف کردی تھیں، وہ یہ کہتے تھے بخدا ہم نہیں جانتے کہ یہ باتیں کہاں کی ہیں جو ہم اس استاد سے سنتے ہیں اگر نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوجاتا تو ہم جو کچھ ان سے سنتے ہیں اس کو ان کی نبوت کی دلیل قرار دیتے .....یہ تو وہ باتیں ہیں جن کو سن کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور ہوش جاتے رہتے ہیں، ان کے خود ساختہ الفاظ، نہایت فصیح و بلیغ، پر شکوہ واضح اور صاف ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر واضح اور صاف ممکن نہیں، اس کے ساتھ اکثروبیشتر جملے مسجع اور مقفی ہوتے اور ایسے برمحل استعمال ہوتے ہیں کہ اس سے بہتر ان کا استعمال نہیں ہوسکتا ......بس ان کی حدیث و فقہ کی

اخلاقه الحميدة و آثاره الصالحة حتی قیل ما اشبه الليلة بالبارحة۔

مجلسیں ایسی ہوتی تھیں.... موصوف حال و قال میں باپ کے مشابہ تھے اور علوم میں بھی ان ہی کے قدم بقدم اور ان ہی کے طریقہ پر گامزن تھے، اوصاف حمیدہ اور اخلاق ستودہ میں ان ہی کے متبع تھے، ان کے متعلق یہاں تک کہا جاتا تھا "ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ" یعنی یہ شب شب گزشتہ سے کتنی مشابہ ہے، (کہ کوئی فرق نہیں)۔

۹۹۴ھ مطابق ۱۵۸۶ء میں قاہرہ میں انتقال ہوا۔

موصوف کی تالیفات میں سے حسب ذیل کتابیں مشہور ہیں:

(۱) ترجمان الاسرار و دیوان الابرار۔ (۲) رسالہ فی آداب الشیخ و المرید (۳) رسالہ فی الزیارۃ (۴) رسالہ فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ

موصوف کے رسالوں کا ایک مجموعہ مکتبہ بدیریہ بیت المقدس میں بھی موجود ہے، جس میں حسب ذیل رسالے ہیں:۔

(الف) الجوہرۃ المضیئۃ فی تجویز اضافۃ الایمان الجازم الی المشیئۃ۔ (ب) معاہد الجمع فی مشاہد السمع (ت) اخبار الاخیار

حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

(۱) النور السافر، ص ۴۱۴ تا ۴۳۲ (۲) شذرات الذہب، ج ۸، ص ۴۳۱ مگر اس میں نام محمد بن علی مذکور ہے۔ (۳) ریحانۃ الالبا از خفاجی۔ ص ۲۳۸ (۴) فہرس الفہارس، ج ۲ ص ۳۹۶

(۵) ابوالسرور زین العابدین محمد بن محمد بن محمد بکری مصری شافعی

(۹۷۱-۱۰۰۷ھ = ۱۵۲۴-۱۵۹۸ء)

موصوف تاج العارفین کے لقب سے بھی مشہور تھے' بلند پایہ عالم' مفسر' فقیہ' ادیب و شاعر' نامور صوفی اور مصنف تھے' مصر کے پہلے مفتی ہیں' جو مفتی السلطنہ کے لقب سے معروف تھے' چار جلدوں میں قرآن کی تفسیر لکھی تھی' حالات کے لئے ملاحظہ ہو' خلاصۃ الاثر ج۔۱' ص ۴۷۴' الاعلام ج۔ ۷' ص ۶۱ ک ۱۰۔

(۶) مورخین شیخ زین الدین کی کنیت ابو السرور نقل کرتے ہیں لیکن شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جداگانہ شخصیت ہیں۔

(۷) احمد نام' ابو العباس کنیت' شہاب الدین لقب اور ابن حجر عرف ہے' سلسلہ نسب یہ ہے:

احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الانصاری۔

رجب ۹۰۹ھ میں محلہ ابی الہیتم میں (جو قاہرہ کے مغرب میں واقع ہے) پیدا ہوئے بچپن میں جب انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور دادا نے کفالت کی مگر تھوڑے عرصہ میں دادا کا بھی ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ پھر شیخ شمس الدین محمد الشناوی نے بار کفالت برداشت کیا۔ شیخ شمس الدین شناوی ان کو محلہ ابی الہیتم سے محلہ احمد بدوی میں لے آئے یہیں انہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

۹۲۴ھ میں ان کو جامع ازہر میں داخل کیا گیا۔ یہاں انہوں نے شیخ الاسلام قاضی زکریا انصاری' شیخ عبد الحق سنباطی' شمس الدین سمہودی' ابن القز' شہاب الدین رملی' طبلاوی' ابو الحسن بکری' شمس الدین لقانی' شمس

الدین مدلجی' شہاب الدین بن النجار حنبلی اور شہاب الدین ابن الصائغ جیسے نامور علماء سے علوم معقولہ اور منقولہ کی تکمیل کر کے ۱۹ برس کی عمر میں سند فراغ حاصل کی' افتاء اور تدریس کی اجازت بھی اکابر شیوخ سے مل گئی۔ جن شیوخ سے ان کو روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے انہیں موصوف نے اپنی معجم الشیوخ میں نام بنام گنایا ہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مسند درس پر متمکن ہوئے اور ۹۳۳ھ میں حجاز گئے' حج کیا پھر کچھ عرصہ حرم میں رہ کر قاہرہ واپس آگئے اور حسب دستور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔

۹۳۷ھ میں جب کسی عالم نے ان کی کتاب روض مقری کی شرح کو چرالیا تو وہ دل برداشتہ ہو کر مع اہل و عیال حرم ہجرت کر گئے اور تاحیات حرم ہی میں درس دیتے رہے۔ چنانچہ قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ البدر الطالع (ج۱۔ ص۱۰۹) میں رقمطراز ہیں:

ثم انتقل من مصر الی مکہ المشرفہ و سبب انتقالہ انہ اختصر الروض للمقری و شرع فی شرحہ فاخذہ بعض الحساد و فتتہ و اعدمہ فعظم علیہ الامر واشتد حزنہ وانتقل الی مکہ وضعف بہا الکتب المفیدہ

(ترجمہ) پھر وہ مصر سے مکہ معظمہ منتقل ہوگئے اور اس ترک مکانی کا سبب یہ ہوا کہ موصوف نے مقری کے روض کا اختصار کیا اور اس کی شرح لکھنی شروع کی' کسی حاسد نے اس کو لے لیا اور پارہ پارہ کر کے نابود کر دیا یہ معاملہ ان پر بڑا شاق گزرا اور انہیں اس کا بڑا ملال ہوا

اور مکہ معظمہ منتقل ہوگئے' اور یہاں مفید کتابیں لکھیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو تفسیر' حدیث' فقہ اصول' کلام اور تصوف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ شہاب الدین محمود خفاجی حنفی المتوفی ۱۰۶۹ھ نے ریحانۃ الالباء (ص ۱۶۳) میں جن شاندار الفاظ میں موصوف کا تذکرہ کیا ہے ان الفاظ کی نزاکت ترجمہ کی متحمل نہیں ہے' پڑھئے اور لطف لیجئے۔

"علامۃ الدہر خصوصا الحجاز فاذا انشرت حلل الفضل فہو طراز الطراز فکم حجت وفود الفضلاء لکعبۃ و توجہت وجوہ الطلب الی قبلہ ان حدث عن الفقہ والحدیث لم تتقرط الاذان بمثل اخبارہ فی القدیم والحدیث فہو العلیا والسند۔"

فقہ میں موصوف کو جو مقام حاصل تھا اس کا اندازہ شیخ نجم الدین غزی کے بیان سے ہو سکتا ہے' وہ لکھتے ہیں:۔

هو عمدۃ المتاخرین والذی یرجع الی کلامہ فی الافتاء بعد کلام الرافعی والنووی و القاضی زکریا من المتاخرین وکان فقیہ مکۃ دواعظہا ومحدثہا۔

وہ متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی' نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے' اور یہی مکہ کے فقیہ' واعظ اور محدث تھے۔

النور السافر عن اخبار القرن العاشر (طبع بغداد ۱۹۳۴ء ص ۲۸۷) میں ہے:

کان بحرا فی علم الفقہ و تحقیقہ لاتکدرہ الدلاء وامام الحرمین کما اجمع علی ذلک العارفون وانعقدت علیہ خناصر الملاء۔ امام اقتدت بہ الائمۃ .... واحد العصر وثانی القطر وثالث الشمس والبدر' من اقسمت المشکلات ان لاتتفتح الا لدیہ و اکدت المعضلات الیتہا ان لا تتجلی الا علیہ لا سیما وفی الحجاز علیہا قد حجر ولا عجب فانہ المسمی بابن حجر۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

کان زاہدا استقلالا علی طریقۃ السلف آمرا بالمعروف ناہیا عن المنکر واستمر علی ذلک حتی مات۔

وہ زاہد تھے' دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے' اور سلف کے طریقہ پر تھے' بھلائی کا حکم کرنے والے برائی سے روکنے والے تھے' مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔

رجب ۹۷۳ھ یا ۹۷۴ھ میں مکہ میں انتقال ہوا اور جنۃ المعلاۃ میں تربۃ الطبر میں دفن ہوئے۔

واضح رہے محدث امیر محمد بن اسماعیل یمانی المتوفی ۱۱۸۲ھ نے اپنی فہرست (شیوخ) میں تصریح کی ہے کہ ہیتمی ہیاتم کی طرف نسبت ہے جو مصر کے مضافات میں ایک گاؤں ہے' حافظ سید عبد الحیٔ کتانی نے فہرس الفہارس میں اس کو نقل کیا ہے۔ یہی تحقیق حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم الزبیدی کی

ہے۔ موصوف تاج العروس مادہ ہ ش م میں تحریر فرماتے ہیں:

والهياتم كانه جمع الهيتم قرية بمصر من اعمال الغربية وقد وردتها وانما جمعت بما حولها من القرى وفي النسبة يرد الى المفرد ومن ذلك الشهاب الدين احمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي نزيل مكة ويقال هي محلة ابي الهيثم بالمثلثة فغيرتها العامة ولد بها في اواخر سنة تسع و تسعين و ثمانمائة ومات بمكة سنة اربع وسبعين وتسمائة۔

ہیاثم گویا ہیثم کی جمع ہے یہ مصر کے غربی اضلاع میں ایک بستی ہے، میں یہاں گیا ہوں، اس کو جمع اس لئے استعمال کیا گیا کہ اس کے آس پاس بہت سے گاؤں ہیں۔ اور اس میں نسبت مفرد کی طرف کی جاتی ہے، شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی، نزیل مکہ یہیں کے رہنے والے تھے، اسی کو محلہ ابی الہیثم ثائے مثلثہ کے ساتھ بھی بولتے ہیں پس عوام نے اس کو بدل دیا ہے، موصوف ۸۹۹ھ کے اواخر میں یہاں پیدا ہوئے اور ۹۷۴ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

مادہ، ث م میں آگے پھر لکھتے ہیں:

ومحلة ابي الهيثم قرية بمصر وقد ذكرت في ه ث م۔

محلہ ابی الہیثم مصر میں ایک قریہ ہے میں نے اس کو مادہ ہ ث م میں بیان کیا ہے۔

موصوف کے مذکورہ بیان سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ یہ ایک

ہی مقام ہے صرف تعبیر کا فرق ہے۔

شیخ ابن حجر مکی کی ابن حجر سے شہرت کے سلسلہ میں سید مرتضیٰ زبیدی تاج العروس، مادہ ح ج ر میں رقمطراز ہیں:

واما الشهاب الدين احمد بن علي بن حجر الهيتمي المصري الفقيه نزيل مكة فانه انما لقب به جده لصمم اصابه من كبر سنه كما رأيته بمعجمه الذي الف في شيوخه۔

لیکن شہاب الدین احمد بن علی بن حجر ہیتمی مصری فقیہ نزیل مکہ مکرمہ، تو اس لقب سے ان کے دادا ملقب تھے کیونکہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے اونچا سننے لگے تھے۔

جیسا کہ میں نے اس کو ان کی معجم میں جو انہوں نے اپنے شیوخ کے حالات میں مرتب کی ہے دیکھا ہے۔

موصوف نے اپنے حالات پر معجم الشیوخ میں روشنی ڈالی ہے، وہ ہدیہ ناظرین ہے:

كنت بحمد الله ممن وفقت بريته من الزمان في اوائل العمر باشارة مشائخ ارباب الاحوال واعيان الاعيان لسماع الحديث من المسندين وقرآة ماتيسر من كتب هذا الفن على المفسرين (المعتمدين)

(ترجمہ) میں بحمد اللہ ان میں سے ہوں جن کو آغاز عمر میں ایک زمانہ تک صاحب حال بزرگوں اور نامور علماء کے اشارے سے مسندین سے سماع حدیث کا موقع ملا اور اس فن کی جو کتابیں بھی میسر ہوسکیں ان کو قابل اعتماد اساتذہ سے پڑھ سکا اور اس علم کے مقررہ

طلب الاجازة بانو اعبها
المقررة فی هذا العلم
الواسطة ارجاوه الشاسعة
انحاوه مع الناس والملازمة
فی تحصیل العلوم الالیة
والعلوم العقلیة والقوانین
الشرعیة لا سیما علم الفقه و
اصله تفریعا و تاصیلا" الی ان
فتح الکریم من تلک
الابواب ما فتح ووهب
ماوهب ومنح و تفضل بما
لم یکن فی الحساب و مراعاة
نتیجة الاکتساب حتی
اجازنی اکابر استذتی باقراء
تلک العلوم و افادتهاد
بالتصدی لتحریر المشکلة
منها با التقریر والکتابة
واشار تهائم بالافتاء
والتدریس علی مذہب
الامام المطلبی الشافعی ابن
ادریس رضی اللہ عنہ وارضاه... ثم

شرائط کے مطابق اجازت طلب
کرنے کی توفیق ہوئی، وہ علم جس
کے اطراف دور تک پھیلے ہوئے
ہیں اور اس کے دور دراز
گوشوں کا سلسلہ برابر قائم ہے۔
اور علوم آلیہ، فنون عقلیہ اور
قوانین شرعیہ، خصوصاً فقہ کے
اصول و فروغ کی تحصیل میں لگے
رہنے کی توفیق ارزانی فرمائی یہاں
تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان ابواب کو
کھولا جتنا بھی کھولا اور عطا کیا، جتنا
بھی عطا کیا اور فضل فرمایا ایسی
چیزوں کے ساتھ جن کا گمان بھی نہ
تھا اور جو اکتساب سے بھی بالا تر
تھیں، یہاں تک کہ مجھے میرے
اکابر شیوخ نے ان علوم کے
پڑھانے اور ان سے فائدہ پہنچانے
اور مشکلات کو قید تحریر میں لانے
کی خدمت انجام دینے سے، وہ
تقریر کے ذریعہ سے ہو یا تحریر کے
ذریعہ سے ہو یا اشارہ سے اجازت

بالتصنیف والتالیف... وسنی
دون العشرین بحلول نظر
جماعة علی من العارفین
اولی تصرف والشهود و
التمکین وارباب الامداد و
کنوز الاسعاف والاسعاد
الباهر، ثم جروت صادف
عزمی وار یفت حد فهمی فی
خدمة السنة المطهرة باقراء
علومها وافادة رسومها
المستکتمة لاسیما بعد
الاتیان الی حرم اللّٰه تعالی و
استیطان بلده والتفرغ
لاسماع المقیمین والواردین
حیازة لنشر العلم والفوز
بعلاه وحدوده..... ولکن
بحمد اللّٰه تعالی قد بقی من
آثار هم بقایا وفی زوایا
الزمان ممن تحمل عنهم
خبایا و انا او جوان اکون

مرحمت فرمائی۔ پھر درس و تدریس
اور مذہب شافعی رضی اللہ عنہ وارضاہ پر
فتویٰ دینے کی اجازت دیدی.....
پھر تصنیف و تالیف کی بھی اجازت
عطا کی حالانکہ اس وقت میری عمر
بیس ۲۰ برس کی بھی نہ تھی، یہ
سب کچھ ارباب معرفت صاحب
تصرف ارباب شہود و تمکین اور
صاحب امداد گنجینہ ہائے خیر و
برکت بزرگوں کی نظر کرم کا نتیجہ
تھا پھر میں نے بھی یہی عزم کیا اور
فہم و فراست کی تمام تر کوششیں
سنت مطہرہ کی خدمت میں صرف
کرنے، علوم سنت کے پڑھانے اور
ان کے فیضان کو عام کرنے میں
لگ گیا۔ خاص طور سے حرم میں
آنے اور اس کو وطن بنانے کے
بعد تو میں نے اپنے آپ کو اہل
حرم اور باہر سے آنے والوں کو
حدیثیں سنانے کے لئے فارغ کر لیا

انشاء اللّٰہ من متبعوہم بحق وارثہم بصدق لانی اخذتہ روایتہ والتقنہ درایۃ عن الائمۃ المسندین ممن یضیق المقام عن استیعابہم ویجب الاقتصار علی مسانید اشہر مشاہیر ہم شیخنا شیخ الاسلام زکریا الانصاری الشافعی' ثم شیخنا الزینی عبدالحق السنباطی ثم شیخ مشائخنا بالاجازۃ الخاصۃ وشیخنا بالاجازہ العامۃ لانہ اجازلمن ادرک حیاتہ وانی ولدت قبل وفاتہ بنحو ثلاث سنین فکنت ممن شملتہ اجازہ و اشتملتہ عنایۃ حافظ عصرہ باتفاق اہل مصر الجلال السیوطی

تاکہ علم کی نشر و اشاعت کی سعادت حاصل کر سکوں اور اس کے حدود اور سر بلندی سے ہمکنار ہوسکوں ..... لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ابھی اس کے کچھ آثار باقی ہیں اور حاملین سنت کے پاس اب بھی مخفی خزانے موجود ہیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ میں بھی اس کے سچے وارثوں کے طفیل ان کے پیرو کاروں میں سے ہوں گا کیونکہ میں نے علوم سنت کو ان ائمہ اسناد سے جن کے ناموں کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے نظرانداز کردیا روایتا" پڑھا ہے اور درایۃ خوب سمجھا ہے اور ان مسندین وقت میں سب سے زیادہ مشہور شیوخ میں دو چار کے ناموں پر اکتفا کرتا ہوں' جن میں شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی ہیں' پھر ہمارے شیخ زین الدین عبدالحق سنباطی ہیں پھر ہمارے شیخ الشیوخ باجازت خاصہ اور ہمارے شیخ باجازت عامہ ہیں کیونکہ انہوں نے ہر عالم کو اجازت دی ہے جس

نے ان کا زمانہ پایا اور میں ان کی وفات سے تین سال پیشتر پیدا ہوا ہوں لہٰذا میں بھی ان کی اجازت میں شامل ہوگیا اور ان کی عنایت کا مستحق ہوگیا اور وہ باتفاق اہل عصر اپنے زمانے کے حافظ شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ہیں۔

موصوف کی تالیفات میں حسب ذیل کتابیں مشہور ہیں:

۱۔ اتحاف اہل الاسلام بخصوصیات الصیام ۔ ۲۔ اربعین العدلیہ۔ ۳۔ اتمام النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم ۴۔ ارشاد اہل الغنی والاناقہ فیما جاء فی الصدقۃ والقیافہ ۵۔ اسعاف الابرار شرح مشکاۃ الانوار ۶۔ اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب ۷۔ اشرف الوسائل الی فہم الشمائل۔ ۸۔ الاعلام بقواطع الاسلام۔ ۹۔ الامداد شرح الارشاد ۱۰۔ تحذیر الثقات من اکل الکفتہ والقات۔ ۱۱۔ تحریر الکلام فی القیام عن ذکر مولد سید الانام۔ ۱۲۔ تحریر المقام فی آداب واحکام وفوائد یحتاج الیہا مئود بو الاطفال۔ ۱۳۔ تحفۃ الزوار الی قبر النبی المختار ۔ ۱۴۔ تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج۔ ۱۵۔ تطہیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان۔ ۱۶۔ تطہیر العیتہ من دنس الغیبۃ ۱۷۔ تلخیص الاحراء فی حکم الطلاق المعلق بالابراء۔ ۱۸۔ تنبیہ الاخیار عن معضلات وقعت فی کتاب الوظائف واذکار الاذکار۔ ۱۹۔ الجوہر المنظم فی زیارہ قبر النبی المکرم ۔ ۲۰۔ الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان ۲۱۔ الدر المنضود فی الصلوٰۃ علی صاحب اللواء المعقود۔ ۲۲۔ الدر المنظوم فی تسلیۃ المہموم' یہ درود شریف میں ہے۔ ۲۳۔ درد الغمامۃ فی در الطیلسان والعزبۃ والعمامۃ۔ ۲۴۔ الزواجر فی معرفۃ الکبائر ۲۵۔ زوائد علی سنن ابن ماجہ۔ ۲۶۔

الصواعق المحرقہ فی الرد علی اہل البدع والزندقہ ۲۷۔ فتاوی الحدیثیہ ۲۸۔ فتاوی الفقہیہ ۲۹۔ فتح الالہ شرح المشکاۃ ۳۰۔ فتح الجواد علی شرح الارشاد ۳۱۔ فتح المبین فی شرح الاربعین۔

الفضائل الکاملہ لذوی الولاۃ العاولہ یہی کتاب اربعین عدلیہ کے نام سے اوپر گزر چکی ہے۔

۳۲۔ الفقہ الجلی فی الرد علی الخلی۔ ۳۳۔ القول الجلی فی خفض المعتلی ۔ ۳۴۔ قرۃ العین فی بیان ان التبرع لا یبطلہ الدین۔ ۳۵۔ القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر ۔ ۳۶۔ کف الرعاع عن محرمات اللہو والسماع ۳۷۔ مبلغ الارب فی فضل العرب۔ ۳۸۔ المناہل العذبۃ فی اصلاح ماہی من الکعبۃ۔ ۳۹۔ معدن الیواقیت الملتمعۃ فی مناقب الائمۃ الاربعۃ ۴۰۔ المنح المکیۃ فی شرح الہمزیۃ ۴۱۔ النخب الجلیلۃ فی الخطب الجزیلۃ

موصوف کے حالات کے لئے دیکھو:

۱۔ ریحانۃ الالبا از خفاجی ص ۲۱۱ و ۲۱۲۔ ۲۔ النور السافر، ص ۲۸۷ تا ۲۹۸ ۔ ۳۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۳۷۰ تا ۳۷۲ ۴۔ البدر الطالع، ج ۱ ص ۱۰۹ ۵۔ تاج العروس (مادہ ح ج ر وہ ت م) ۶۔ فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۲۵۰ تا ۲۵۲ ۷۔ تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، ج ۳، ص ۳۳۴ و ۳۳۵۔ ۸۔ ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۱۴۲ ۹۔ الکواکب السائرہ، ج ۳، ص ۱۱۱ ۱۰۔ التعلیقات السنیۃ ص ۲۴۰

(۸) قاضی علی جار اللہ قرشی خالدی مخزومی مکی معروف بابن ظہیرہ

۱۰۱۰ھ = ۱۶۰۱ء (ملاحظہ ہو تقصار جنود الاحرار ص ۹۷)

علمی خانوادہ کے گوہر شب چراغ تھے، عالم، فقیہ، اصولی، نحوی، شاعر وادیب اور اپنے زمانے میں حرم مکہ میں مفتی و خطیب تھے، مکہ میں ان کی بڑی شہرت و عزت تھی صاحب خلاصہ الاثر فرماتے ہیں،

موصوف نے علم کی طرف توجہ کی اور بڑے علماء سے فیض حاصل کیا، پھر نامور علماء نے ان سے استفادہ کیا جیسے شیخ عبد الرحمٰن مرشدی، ان کے بھائی قاضی القضاۃ شہاب الدین، امام عبد القادر طبری وغیرہ، ان کی تصانیف مفید اور کارنامے لائق تعریف ہیں۔ چنانچہ حاشیہ التوضیح، حاشیہ شرح ایساغوجی تالیف شیخ الاسلام زکریا انصاری ﷺ اور موصوف کے فتاوی ہیں لیکن فتاوی منتشر ہیں۔

آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی، عمر نوے سے تجاوز کر گئی تھی "خلاصۃ الاثر ج ۳ ص ۱۵۰۔۱۵۱، ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۱ معجم المؤلفین ج ۷/۵۰ ک ۲

(۹) ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بنوفری مالکی المتوفی تقریبا ۹۹۸ھ

موصوف مصر کے نامور فقہاء و محدثین سے تھے، مصر میں مالکی مذہب کی سیادت ان پر ختم تھی، صلاح و تقویٰ میں بھی انکی شہرت تھی، ناصر لقانی و تاجوری وغیرہ ان کے تلامذہ میں سے تھے۔ شجرہ النور الزکیہ ص ۲۸۱، فوائد جامعہ ص ۹۶

(۱۰) عیسیٰ نام اور ابو مکتوم کنیت ہے، سلسلہ نسب یہ ہے:

عیسیٰ بن محمد بن محمد بن احمد بن عامر المغربی الجعفری الثعالبی الہاشمی۔

موصوف شہر زوارہ (مغرب) میں پیدا ہوئے، اور وہیں تعلیم و تربیت پائی قرآن مجید حفظ کیا پھر فقہ، منطق اور اصول وغیرہ میں مختصر یاد کیں۔

شیخ عبد الصادق سے فقہ کی تعلیم پائی۔ جزائر جاکر مفتی اعظم شیخ سعید قدورہ کے درس میں شریک ہوئے اور ان ہی سے حدیث مسلسل بالاولیہ وغیرہ کا سماع کیا۔ ذکر و شغل کی تعلیم پائی موصوف نے ان کو خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔ شیخ ابو الصلاح علی بن عبد الواحد انصاری سجلماسی کے درس میں حاضر ہو کر صحیح بخاری کو روایتاً و درایتاً پڑھا۔ اسی طرح شفاء قاضی عیاض، الفیہ عراقی، اصول فقہ، نحو، معانی و بیان اور تصوف وغیرہ کی متعدد کتابیں دس سال میں شروح وغیرہ کے ساتھ پڑھیں اور ان فنون میں ایسی مہارت حاصل کی کہ شیخ ابو الصلاح سجلماسی نے تدریس میں ان کو اپنا قائم مقام کر دیا اور اپنی دختر نیک اختر سے ان کی شادی کر دی، موصوف بھی جب تک استاد زندہ رہے ان ہی کی خدمت کرتے رہے۔

جب شیخ ابو الصلاح اور ان کی دختر یعنی ثعالبی کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو موصوف تونس آئے اور یہاں شیخ زین العابدین وغیرہ سے روایت حدیث کی اجازت لی۔ پھر قسطنطنیہ میں شیخ عبد الکریم کوفی کی مجلس میں حاضر ہو کر ان سے استفادہ کیا اور اس طرح سفر کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے۔ ۱۰۶۲ھ میں حج کیا، تین سال حرم کے اندر رباط الداؤدیہ میں گزارے اور شیخ علی باحاج کو صحیحین اور موطا کا درس دیا۔ پھر مصر آ گئے۔

مصر میں شیخ نور الدین علی اجہوری، قاضی شہاب الدین احمد خفاجی، شمس الدین محمد شوبری اور ان کے بھائی شیخ شہاب الدین، برہان الدین امونی، شیخ سلطان مزاحی اور نور الدین شیراطی وغیرہم سے استفادہ کیا اور روایت حدیث کی اجازت لی پھر مکہ معظمہ آکر شیخ تاج الدین مالکی، زین العابدین طبری،

شیخ عبد العزیز زمزمی، شیخ علی بن الجمال مکی سے استفادہ کیا، اکابر محدثین سے ان کی مرویات کی اجازت لی، یہیں موصوف نے خاتمۃ المحدثین شیخ شمس الدین بابلی کی صحبت اختیار کی اور ان سے خوب مستفید ہوئے، ان کی مرویات کی ایک فہرست تیار کی اور حرم میں مختلف علوم و فنون کا درس دیا۔

موصوف ہر سال مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضر ہوتے اور شیخ احمد قشاشی سے استفادہ کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

بالجملہ یکے از علماء متقنین بود وے استاد جمہور اہل حرمین است و یکے از ادعیہ حدیث و قرات، سید عمر باحسن ور حق وے گفتے من اراد ان ینظر الی شخص لایشک فی ولایۃ فینظر الی ہذا و سید محمد بن علوی گفتے ہو زروق زمانہ از عمل برحسنہ و مواظبت حضور جماعہ و کثرت طواف و صیام و قیام چیزے عجیب وے را روزے شدہ بود و متوسط بود در جمیع امور نہ مبالغہ ورنگ داشت نہ تساہل وار تباط بامشائخ بسیار پیدا کردہ بود اما احزاب شاذلیہ را لازم گرفت تا آخر عمر

(ترجمہ) مختصر یہ ہے کہ موصوف زبردست علماء میں سے تھے تمام اہل حرمین کے استاد تھے اور حدیث و فقہ کے مخزن تھے سید عمر باحسن ان کے متعلق فرماتے تھے جو شخص یہ چاہے کہ ایسے شخص کو دیکھے جس کی ولایت میں شک نہیں کیا جاسکتا، اسے ان کو دیکھ لینا چاہئے۔ سید محمد بن علوی فرماتے تھے کہ موصوف اپنے زمانے کے شیخ (احمد) زروق (المتوفی ۸۹۹ھ) تھے، نیک کام کرنے نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے، کثرت سے طواف کرنے، کثرت سے

و آں طریقہ بروے غلبہ داشت و مسند برائے امام ابی حنیفہ تالیف کردہ در انجا عنعنہ متصلہ ذکر کردہ درحدیث واز انجا بطلان زعم کسانیکہ گویند کہ سلسلہ حدیث امروز متصل نماندہ واضح تر می شود۔ (انسان العین، ص۶)

روزے رکھنے اور ہمیشہ تہجد پڑھنے کی ان کو عجیب و غریب توفیق ارزانی ہوئی تھی، تمام معاملات میں میانہ روی ان کا شیوہ تھا وہ نہ کسی معاملے میں حد سے زیادہ تاخیر کرتے اور نہ تساہل اور سستی کرتے تھے، بہت سے شیوخ سے ان کے روابط و تعلقات قائم تھے، وظائف و اعمال شاذلیہ پر بڑی سختی سے عامل تھے، اخیر عمر تک ان پر اسی طریقہ کا غلبہ رہا تھا، انہوں نے حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مسند مرتب کی ہے اور اس میں ہر روایت عنعنہ کے ساتھ متصل و مسلسل نقل کی ہے اس سے ان لوگوں کے زعم باطل کی نہایت واضح تردید ہوجاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں حدیث متصل کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ووارثی اسانید رسول اللہ میں رقمطراز ہیں:

شیخ عیسیٰ حافظ متقن بودہ است رسالہ وارد مسمی بمقالید الاسانید و مسند ابی حنیفہ تالیف کردہ است و سماع او صحیح بخاری و موطا و شمائل النبی وغیر آں مسلسل بودتا

شیخ عیسیٰ متقن حافظ تھے ان کا ایک رسالہ ہے جس کا نام مقالید الا سانید ہے اور مسند ابی حنیفہ بھی ان کی تالیف ہے انہیں صحیح بخاری، موطا اور شمائل نبی ﷺ وغیرہ کا

مصنفاں و اخذ عن مشائخ ذکرہم و ذکر اسانیدہم وما قرا علیہم فی مقالید الاسانید ثم اخذ عن البابلی جمیع مرویاتہ فی رسالہ سماہا منتخب الاسانید فمن مشائخہ الذین ذکرہم فی مقالید الاسانید۔

سماع مسلسل مصنفوں تک حاصل تھا۔ جن مشائخ سے انہوں نے سند لی اور جو کچھ ان سے پڑھا اس کا ذکر مقالید الاسانید میں کیا ہے پھر بابلی سے اجازت ملنے پر ان کی تمام مرویات کو ایک رسالہ میں جمع کیا جس کا نام منتخب الاسانید ہے اس میں بعض ان مشائخ کا بھی تذکرہ آگیا ہے۔ جن کا ذکر مقالید الاسانید میں ہوا ہے۔۔ (جن کا نام اور سلسلہ درج ذیل ہے)

۱۔ ابوالارشاد نور الدین علی بن محمد الاجھوری عن علی ابی القرانی عن الحافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ ومنہم شہاب احمد بن محمد الشہیر بالخفاجی عن البرہان ابراہیم بن ابی بکر العلقمی عن الجلال۔

۳۔ ومنہم ابو الحسن علی بن محمد المصری وہو غیر الاجھوری عن ابی النجا سالم السنہوری عن النجم عن شیخ الاسلام زین الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ ومنہم علی بن عبد الواحد الانصاری عن الشہاب احمد بن محمد المقری عن عمہ سعید بن احمد المقری رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ ومنہم الشیخ سلطان المزاحی قرا علیہ الموطا عن الشیخ احمد بن خلیل السبکی عن النجم الغیطی۔ اما البابلی فاخذ عن جماعۃ منہم السالم السنہوری عن النجم الغیطی عن الزین و عبد الحق السنباطی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ ومنهم سليمان بن عبد الدائم البابلی عن الجمال يوسف بن زكريا عن والده الزين زكريا ﷫۔

۷۔ ومنهم النور علی بن يحيیٰ بن الزيادی عن الشهاب احمد بن محمد الرملی عن الزين زكريا والشمس محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی ﷫

۸۔ ومنهم الشيخ محمد حجازی الواعظ عن الغيطی عن الكمال محمد بن حمزة بن الحسين والزين زكريا وغيرهما ﷫۔

۹۔ ومنهم البرهان اللقانی عن الشمس محمد بن احمد بن محمد عن والده عن الزين زكريا۔

۱۰۔ ومنهم احمد بن عيسیٰ بن جميل بن علی بن ابی بكر القرانی عن الجلال السيوطی۔

۱۱۔ ومنهم ابو بكر بن اسماعيل عن ابراهيم بن عبد الرحمٰن العلقمی عن الجلال الدين السيوطی۔ وللبابلی مشائخ كثيرون غير هولاء وكذلك للشيخ حسن مشائخ غير هولاء ومما اختصرنا روما للاختصار وچون شيخ محمد بن العلاء البابلی در مكه معظمه مجاورت كرد شيخ عيسیٰ همه آنچه در منتخب الاسانيد ذكر كرده بروے بخواند سنة سبعين بعد الالف و شيخ حسن و شيخ احمد و شيخ عبد الله حاضر بودند۔

ان کے علاوہ شیخ بابلی کے اور بھی بہت سے شیوخ ہیں اسی طرح شیخ حسن کے بھی ان کے سوا اور شیوخ ہیں ہم نے یہاں اختصار کے پیش نظر اجمال سے کام لیا ہے جب شیخ محمد بن العلاء بابلی ﷫ نے مکہ میں مجاورت اختیار کی تو شیخ عیسیٰ نے جو کچھ منتخب الاسانید میں لکھا

تھا وہ ۱۰۷۰ھ کے بعد ان کو پڑھ کر سنایا اس مجلس میں اس وقت شیخ حسن شیخ احمد اور شیخ عبد اللہ بھی موجود تھے۔

شیخ عیسیٰ عوام اور خواص میں بڑے ہردل عزیز تھے۔ ساٹھ برس مکہ معظمہ میں تجرد کی زندگی گزاری' پھر گھر بنایا' رومی لونڈی خریدی اور اس سے اولاد ہوئی۔

موصوف کتابوں کے بڑے شائق تھے نہایت نفیس کتب خانہ جمع کیا تھا۔

۲۴۔ رجب ۱۰۸۰ھ میں بروز چہار شنبہ انتقال ہوا حجون میں شیخ محمد بن عراق کے پہلو میں مدفون ہیں۔

موصوف کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا ہزاروں طالبان حدیث نے ان سے استفادہ کیا' ان میں محدث ابراہیم بن حسن کورانی' حسن بن علی عجیمی' احمد بن محمد نخلی' سید محمد شلی باعلوی' سید احمد بن ابی بکر شیخان' شیخ عبد اللہ طاہر عباسی وغیرہ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ ان کی تصانیف میں سے حسب ذیل کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔:

۱۔ مقالید الاسانید' اس میں موصوف نے شیوخ حرم کا تذکرہ کیا' پھر اس کا انتخاب کیا جس کا نام منتخب الاسانید ہے۔ ۲۔ کنز الروایۃ المجموع من درر البحار ویواقیت المسموع۔ ۳۔ کتاب رواۃ الامام ابی حنیفہ ۴۔ فہرست البابلی' یہ فہرست پانچ کراسوں پر مشتمل ہے۔ ۵۔ تحفۃ الاکیاس فی حسن الظن بالناس ۶۔ رسالہ الانوار ۷۔ مشارق الانوار فی بیان فضل الورع من السنۃ وکلام الاخیار۔

موصوف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

(۱) انسان العین فی مشائخ الحرمین، ص ٦ (۲) الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (۳) الرحلۃ العیاشیہ، ج ۲۔ ص ۲٦۔ (۴) فہرس الفہارس، ج ۱۔ ص ۳۷۷ تا ۳۷۹ (۵) ہدیۃ العارفین، ج ۱ ص ۸۱۱۔ ج ۲۔ ص ۱۹۰ تا ۱۹۲ (٦) شجرہ النور الزکیہ فی طبقات المالکیہ، بیروت دار الفکر۔ ب ت

(۱۱) ابو نمی محمد بن برکات بن محمد مکی ۔۹۱۱۔ ۹۹۲ھ = ۱۵۰٦۔ ۱۵۸۴ء

یہ فرمارو ایان شریف مکہ میں تھا ۹۱۱ھ میں کہ میں پیدا ہوا، باپ کی زندگی میں اس کے ساتھ حکومت میں شریک رہا، اس کے انتقال کے بعد ۹۳۱ھ میں مستقل فرمانروا ہوا، صاحب التعانون اور ابو نمی، ثانی کے لقب سے مشہور ہے۔ (الاعلام ج۔٦ ص ۵٦ ک ۱۰)

(۱۲) صحابہ رضی اللہ عنہم کو شیراز میں جب برملا سب و شتم کیا جانے لگا تو موصوف اپنے دین کی حفاظت کی خاطر شیراز سے نکل کھڑے ہوئے، حج کیا پھر جامع ازہر مصر میں قیام پذیر ہو گئے شیخ الاسلام شمس الدین رملی اور ان کے تلمیذ نور الدین زیادی کے درس میں حاضر ہونے لگے، چنانچہ فقہ کے ساتھ دوسرے علوم جیسے نحو، کلام، معانی و بیان و منطق سے مناسبت حاصل ہو گئی پھر طریقہ قادریہ کے اوراد میں مشغول ہو گئے اور اسی میں مداومت اختیار کی، بغداد میں شیخ عبد القادر جیلانی ﷺ کی خانقاہ میں رہنے لگے پھر کچھ عرصہ حلب میں رہے بعد ازاں بصرہ آ گئے اس لئے کہ بغداد میں روافض کی کثرت کی وجہ سے آرام و سکون جاتا رہا بصرہ میں رہائش اختیار کی، یہاں عبادت کرتے دعاء سیفی یعنی الحرز الیمانی پڑھتے، مہمانوں کی تعظیم و تکریم کرتے، اور خانقاہ میں آنے والے فقراء کی دل جوئی اور مدارات کرتے ذکر کے حلقے قائم کرتے، لوگوں کو اس کی

ترغیب دیتے اور برائی سے روکتے نماز باجماعت کی تاکید کرتے اور زبان کی حفاظت کا امر کرتے اور شیخ عبد القادر جیلانی سے نسبت کی ترغیب دیتے تھے تا آنکہ ۱۰۱۴ھ میں بصرہ میں ان کا انتقال ہو گیا (خلاصہ الاثر ج ۲ ص ۵۰۱)

(۱۳) عبد اللہ بن ابراہیم عمری، سندھی ثم مدنی، موصوف بدربیلہ (جو کہ سیوستان کے مضافات میں واقع ہے) میں پیدا ہوئے، شیخ عبد العزیز امبہوی شارح مشکوٰۃ سے علوم کی تحصیل کی پھر پڑھایا، بلند پایہ فقیہ و قاضی تھے، جب بلاد سندھ پر شاہی بیگ قندھاری کا تسلط ہوا تو حرمین شریفین کے ارادہ سے یہاں سے نکلے ۹۴۷ھ میں گجرات آئے یہاں شیخ علی بن حسام الدین متقی برہانپوری سے ملاقات ہوئی وہ بلاد گجرات میں بہت مقبول تھے، بہادر شاہ گجراتی ان کی بزرگی اور کمال کا معتقد تھا وہ ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا، شیخ علی متقی اس کو پسند نہیں کرتے تھے، قاضی عبد اللہ نے اسکی سفارش کی تو علی متقی ؒ نے فرمایا یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ منکرات میں مبتلا ہے وہ آئے اور ہم اسے معروف کا حکم نہ کریں اور منکرات سے نہ روکیں، بہادر شاہ اس امر پر بھی راضی ہو گیا کہ شیخ جو چاہیں حکم دیں اور جس سے چاہیں منع کریں پھر انہوں نے سلطان بہادر شاہ کو حاضری کی اجازت دی، جب وہ حاضر ہوا اس نے ان کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور انہیں ایک لاکھ تنکہ پیش کئے، شیخ متقی نے سب قاضی موصوف کو دیدیئے جس سے ان کے حرمین شریفین کے سفر و قیام کا بند و بست ہوا، اور یہ تمام عمر مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے۔ (نزہتہ الخواطر ج ۴ ص ۲۰۲، ۲۰۳، اخبار الاخیار ص ۲۸۰ تذکرہ علماء ہند ص ۱۰۲، تقصار جنود الاحرار ص ۲۳۹)

(۱۴) رحمتہ اللہ بن عبد اللہ بن ابراہیم عمری سندھی ثم مدنی

موصوف بدر بیلہ (سندھ) میں پیدا ہوئے، یہیں تربیت پائی پھر اپنے باپ کے ساتھ گجرات گئے، پھر حرمین شریفین پہنچے، شیخ علی بن محمد بن عراق و قطب مدنی صاحب تنزیہ الشریعہ اور دیگر محدثین حجاز سے حدیث پڑھی اور مدینہ میں حدیث پڑھائی، پھر شیخ عبد اللہ بن سعد سندھی کے ہمراہ ۹۷۷ھ میں ہندوستان آئے گجرات میں ٹھہرے یہ ان کے وطن کی طرح تھا، حرمین شریفین میں جانے سے پہلے یہاں ایک زمانہ گذارا تھا، حدیث کا درس دیا اور بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کی سند لی، آخر عمر میں مکہ آئے،

بہت متقی و پرہیز گار تھے، قیام حجاز کے زمانے میں نذرانے شبہات کی وجہ سے قبول نہیں کرتے تھے، شیخ علی متقی ﷺ کے خلفاء میں سے تھے، ان کی تصانیف میں "کتاب المناسک" ہے جسکی شرح نور الدین ملا علی بن سلطان محمد قاری ہروی نے ۱۰۱۲ھ میں کی، اس کا نام المسلک المقسط فی المنسک المتوسط ہے

انکی مناسک پر دوسری کتاب "المنسک الصغیر" ہے جسکی ملا علی قاری نے ۱۰۱۰ھ میں شرح کی تھی تلخیص تنزیہ الشریعہ بھی ان سے یادگار ہے۔

حضرمی نے النور السافر میں موصوف کے متعلق لکھا ہے۔

کان من العلماء العالمین وعباد الله الصالحین رحمه الله

موصوف باعمل علماء اور اللہ کے نیک بندوں سے تھے اللہ کی ان پر رحمت ہو (شذرات الذہب ج ۸ ص ۴۳۰)

نجم الدین غزی، الکواکب السائرہ، تحقیق جبرائیل سلیمان جبور بیروت، المطبعتہ البوسیہ ۱۹۵۸ء ج ۳ ص ۱۵۲ میں رقمطراز ہیں۔

كان عالما فاضلا "له رسالة سماها غاية التحقيق ونهاية التدقيق فى مسائل ابتلى بها اہل الحرمين الشريفين

موصوف عالم فاضل تھے، ایک رسالہ جس کا نام غایہ التحقیق ونہایہ التدقیق ہے ان مسائل کے بیان میں ہے جن میں اہل حرمین مبتلا رہتے ہیں۔

مخدوم زادہ محمد بن عبد اللطیف نے ان کا مرثیہ لکھا تھا اس میں کہتا ہے۔

رحمته الله لا تفارق مثوى رحمته الله بالحياء والغمام

رحمتہ اللہ کے ٹھکانے (قبر پر) اللہ کی رحمت کی بارش بادل کی صورت برستی رہے، ۸ محرم الحرام ۹۹۴ھ میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو، اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، مطبع مجتبائی ۱۳۳۲ھ ص ۲۸۰، تذکرہ علماء ہند، لکھنؤ، مطبع نولکشور ۱۳۳۲ھ = ۱۹۰۴ء ص ۶۲، نزہتہ الخواطر ج ۵ ص ۱۱۲۔ ۱۱۳

تعارفِ مؤلف

نام : محمد عبدالحلیم چشتی

ولادت : ۱۶؍اپریل ۱۹۲۹ء ذوالقعدہ ۱۳۴۷ھ جے پور

ابتدائی تعلیم : مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور

درس نظامی کی تکمیل : دارالعلوم دیوبند (قیامِ دیوبند: ۱۳۶۳-۱۳۶۹ھ ۱۹۴۴-۱۹۴۹ء)

کراچی یونیورسٹی - ایم۔ اے اسلامیات ۱۹۶۷ء

ایم۔ اے لائبریری سائنس ۱۹۷۰ء

پی۔ ایچ۔ ڈی۔ لائبریری سائنس ۱۹۸۱ء

لائبریریوں میں پیشہ ورانہ ملک و بیرون ملک کے مشہور کتب خانوں میں مختلف عہدوں پر

اور انتظامی خدمات : چونتیس سالہ خدمات

تدریسی خدمات : جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پہلے التخصص فی الفقہ الاسلامی کے مشرف ونگراں رہے - پھر قسم التخصص فی علوم الحدیث النبوی الشریف کا مشرف ونگراں بنایا گیا - تاحال اس خدمت پر مامور ہیں -

تصنیفی خدمات :

الف : مستقل مطبوعہ کتب :

۱ - حیاتِ وحید الزمان (اردو)

۲ - اسلامی کتب خانے

۳ - البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ (مطبوعہ)

۴ - دورِ جاہلی میں عربوں کے کتب خانے (مطبوعہ)

ب : تحقیقات و مقدمات :

۱ - سید احمد شہید کی اردو تصانیف وارد وادب پر ان کا اثر اور ان کا فقہی مسلک (مطبوعہ)

۲ - تذکرۃ الخلیل، ذیلی سرخیاں - از عاشق الٰہی میرٹھی (مطبوعہ)

۳ - مشارق الانوار بترتیب فقہی (مطبوعہ)

۴ - نصیحۃ المسلمین (تحشیہ) (مطبوعہ)

۵ - مقدمہ قول متین ترجمہ حصن حصین (مطبوعہ)

۶ - چہل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مطبوعہ)

۷ - الاتقان فی علوم القرآن کے اردو ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ (مطبوعہ)

۸ - مقدمہ مسند ابو داؤد الطیالسی

(ج) ترجمہ : عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا اردو فوائد جامعہ ترجمہ اور شرح (مطبوعہ)

اس کے علاوہ ہند و پاک کے مشہور و معروف رسائل میں ۱۹۵۶ء سے تحقیقی مقالات شائع ہو رہے ہیں -

زیر طبع کتابیں :

۱ - تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۲ - زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی و شیخ عبدالوہاب متقی اور ان صوفیہ کا تذکرہ جن سے شیخ محدث کی اثناء قیام حرمین شریفین میں ملاقات ہوتی رہی، اس کتاب کا اردو ترجمہ اور حواشی میں مفید معلومات کا اضافہ

۳ - تحصیل التعرف فی الفقہ والتصوف - تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حصہ فقہ کے متن کی تصحیح و تحشیہ - (عربی)

۴ - تذکرۃ الحفاظ المستخرج من الانساب للسمعانی - تالیف المیرزا محمد بن رستم البدخشی المخاطب بمعتمد خان - متن کی تصحیح و تعلیقات (عربی)

۵ - ضیاء القلوب للشیخ امداد اللہ التھانوی ثم المکی - کتاب ہذا کے عربی متن پر حاشیہ اور ان کے سلاسل مشائخ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ وغیرہ کا تذکرہ ہے جس کا نام "الاعلام لمن ورد فی سلاسل الشیخ امداد اللہ التھانوی المکی من المشائخ الأعلام" ہے -

۶ - امام محمد شیبانی بحیثیت راوی کتاب الآثار امام اعظم ابو حنیفہؒ و مؤطا امام مالک "حقائق اور ازالہ شکوک و شبہات"

۷ - تنقید فی التقلید از مولانا سدید الدین بن رشید الدین دہلویؒ

۸ - اسلام میں ادعیہ واذکار کا نظام

ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر

مطبوعات الرحیم اکیڈمی

١- کتاب الآثار: تالیف امام اعظم ابو حنیفه نعمان بن ثابت کوفی، بروایت امام ربانی محمد بن حسن الشیبانیؒ، **تقدیم و تعلیق:** محقق العصر مولانا محمد عبد الرشید النعمانی

ویلیه؛ **٢- التعلیق المختار علی کتاب الآثار** للعلامة الفهامة مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ ویلیه

٣- الإیثار بمعرفة رواة الآثار حافظ ابن حجر العسقلانیؒ، و یلیه؛ **٤- الإختیار فی ترتیب الآثار،** محمد الثانی عبد الحلیم چشتی قیمت -/١٢٠ روپیه

٥- مکانة الامام ابی حنیفة فی الحدیث، بقلم العلامة المحدث الناقد المحقق البارع الفقیه الشیخ محمد عبد الرشید النعمانی، اعتنی به؛ العلامة المحدث الفقیه الشیخ عبد الفتاح ابو غدةؒ قیمت -/١٨٠ روپے

٦- الإنتصار و الترجیح: تالیف: المحدث الکبیر المظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بن عبد الله البغدادی سبط الجوزی، تعلیق؛ العلامة المحدث محمد بن حسن زاهد الکوثریؒ۔ قیمت -/١٠ روپے

٧- اَوجَز السیر لخیر البشر: تالیف، ابو الحسن احمد بن فارس بن زکریا القزوینی الرازیؒ، ویلیه؛

٨- الجواهر السَنیّة فی السیرة النبویّة: تالیف، الامام تقی الدین محمد علی الحسنی الفاسی،

تلخیص السیرة الصغری، تالیف؛ العلامة الحافظ ابو عبد الله علاء الدین مغلطای قیمت -/٢٥ روپے

٩- المدخل فی اصول الحدیث للحاکم النیسابوریؒ، **تبصرة المدخل،** از مولانا محمد عبد الرشید نعمانی قیمت -/٢٥ روپے

١٠- مقامات حریری: تالیف ابو محمد قاسم بن علی حریری البصری، **مترجم و محشی؛** مولانا صدیق احمد انوری، تلمیذ مولانا اعزاز علی قیمت -/٢٥ روپے

١١- السیف المجلّی علی المحلّی: تالیف: العلامة المفتی السید مهدی حسن الشاهجهانپوریؒ

١٢- اللآلی المصنوعة فی الروایات المرجوعة تالیف: مفتی سید مهدی حسن شاهجهانپوریؒ قیمت -/٢٠ روپے

١٣- انوار التنزیل و اسرار التاویل المعروف بالتفسیر البیضاوی مع الحواشی (درسی) صنفها: علامة الزمان مولانا حافظ محمد عبد الرحمن امروهوی۔

١٤- تفسیر مولانا یعقوب چرخیؒ (فارسی) تصنیف خاتم المفسرین زبدة العارفین مولانا محمد یعقوب چرخیؒ **مع اضافة جدیدة: اسرار قرآنی،** تصنیف؛ خاتم المفسرین رأس العلماء مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

١٥- تفسیر فتح العزیز معروف به تفسیر عزیزی (فارسی) ١- سوره بقره، ٢- پاره تبارك، ٣- پاره عم، تصنیف: فخر المفسرین و المحدثین مولانا شاه عبد العزیز محدث دهلویؒ

١٦- الاربعین النووی: تالیف، الامام النووی، **مع عربی، انگریزی، اردو،** قیمت -/٣٠ روپے

١٧- جامع الصلوات و مجمع السعادات فی الصلاة علی سید السادات ﷺ درود و سلام کا انسائیکلو پیڈیا، تالیف؛ العارف الربانی فضیلة الشیخ یوسف بن اسماعیل النبهانیؒ، قیمت -/١٠٠ روپے

١٨- رسالة الصید: (عربی تالیف) تالیف، الامام الجلیل و الفاضل النبیل مولانا محمود حسن خان ٹونکیؒ و یلیه؛

١٩- الحجاب فی الاسلام للشیخ العلامة الجلیل حیدر حسن خان شیخ الحدیث بدار العلوم لندوة العلماء لکهنو

٢٠- نخبة الفکر فی مصطلح أهل الأثر نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر: تالیف حافظ احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانیؒ، **بتحشیه:** مفتی محمد عبد الله ٹونکیؒ، **فوائد عجیبه:** مولانا محمد عبد الرشید النعمانی قیمت -/٣٠ روپے

٢١- نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر، شرح شرحه، استجلاء البصر: تالیف حافظ احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانیؒ، **از:** مولانا عبد العزیز هزارویؒ

مطبوعات الرحیم اکیڈمی

١- تفسیر رحمانی= تصنیف؛ مولانا عبد الرحمن امروهوی۔

٢- شمائل ترمذی منظوم- تصنیف؛ مولانا شفاعت علی کافی مراد آبادی شهیدؒ۔

٣- فرامین نبوی- ترجمه و شرح؛ مکاتیب الرسول ﷺ - تالیف، الامام ابو جعفر بن ابراهیم الدیبلی السندی، از - ڈاکٹر مولانا محمد عبد الشهید نعمانی، قیمت -/٣٠ روپے

٤- امام ابو حنیفه کی تابعیت اور صحابه سے ان کی روایت از ڈاکٹر مولانا محمد عبد الرشید نعمانی

٥- زاد المتقین فی سلوك طریق الیقین- تصنیف، شیخ عبد الحق محدث دهلویؒ، ترجمه و تشریح، از مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی فاضل دار العلوم دیوبند، پی ایچ ڈی قیمت -/٢٠٠ روپے

٦- تذکره علامه جلال الدین سیوطیؒ- از مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی

٧- مولانا سید احمد شهیدؒ کی اردو تصانیف- از مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی، قیمت -/٣٠ روپے

٨- تحقیق الرّؤیاء- تالیف؛ شاه عبد العزیز محدث دهلویؒ قیمت -/١٥ روپے

٩- مبادی التصوف- حکیم امت امام وقت علامه اشرف علی تهانویؒ قیمت -/١٠ روپے

١٠- داعی اسلام= بے نقطه کلام= سیرت سید خیر الانام= منظوم از مولانا صادق علی صادق قاسمی بستوی، قیمت -/٣٠ روپے

١١- حیات مولانا رومؒ، از مولانا شبلی نعمانیؒ

١٢- افضل درود شریف= مرتبه؛ پروفیسر سید حامد علی شاه، قیمت -/٣٠ روپے

١٣- ادلّه کامله - از شیخ الهند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ - **تسهیل و تزئین -** از مولانا سعید احمد پالن پوری و مولانا محمد امین پالن پوری استاذ دار العلوم دیوبند **مع اضافة جدیده- توثیق الکلام فی الانصات خلف الامام،** از امام ربانی استاذ العلماء مولانا محمد قاسم نانوتوی

١٤- حیات شاه محمد اسحاق محدث دهلویؒ- تصنیف؛ مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی - **مع اضافه، ارشاد پیر=** از مولانا عبد الرب دهلویؒ

١٥- ناصبیت تحقیق کے بهیس میں- از مولانا عبد الرشید نعمانی، قیمت -/١٠ روپے

١٦- احمقوں کی دنیا =ترجمه؛ اخبار الحمقاء و المغفلین، تالیف= العلامة عبد الرحمن ابن جوزیؒ = مترجم مولانا محمد فاروق حسن زئی۔

١٧- اسمٰعیلیه، بوهریوں آغاخانیوں اور شیعوں کا تعارف، تاریخ کی روشنی میں، مؤلفه سید تنظیم حسین

١٨- تیغ سے زنجیر تك، علوم هدایت، نیابت/ خلافت اور سائنسی علوم - هماری فکر و نظر پر بیرونی اثرات = از مولانا سید تنظیم حسین



مطبوعات الرحیم اکیڈیمی

عربی نصاب

۱-معلم الصرف۲-تبویب الصرف۳- تعلیل الصرف٤- معلم النحو،
تالیف:مولانا مفتی فضیل الرحمن عثمانی قیمت -/۷۵روپے

۱- مرآۃ النحو المعروف به الضریری
عربی کمپیوٹر تالیف:للشیخ المحقق ابو الحسن حمید الدین القهندری
تقدیم و تسهیل و تزئین فضیلة الشیخ مولانا محمد انور البدخشانی۔ قیمت :--/۲۵روپے

٦- الآجرومية ؛ فی النحو عربی کمپیوٹر،
تالیف: الامام ابو عبد الله محمد بن محمد داؤد الصنهاجی النحوی
حاشية الآجرومية بقلم فضيلة الشيخ عبد الرحمن بن محمد قاسم: قیمت : -/۳۰روپے

۷- هداية النحو، عربی کمپیوٹر ، تالیف:للعلامة الشیخ سراج الدین بن عثمان الاودھی الهندی تصحیح و تعلیق السید قاسم الحسینی ، قیمت : -/۲۵

۸- الکافیه لابن حاحب، عربی کمپیوٹر
تحقیق و تقدیم و تعلیق ، الدکتور طارق نجم عبد الله قیمت:-/۷۰ روپے

۹- التسهیل فی شرح ابن عقیل [illegible] کمپیوٹر ، قیمت: -/۱۰۰

۱۰- تحفة الوزیریه فی مسائل النحو،
عربی کمپیوٹر؛ [illegible] تالیف للعلامة محمد عبدالحق خیر آبادی

۱۱- سراج النحو، شرح هداية النحو(اردو)
مؤلفه: مولانا مفتی کفیل الرحمن عثمانی قیمت -/۸۰روپے

۱۲- التیسیر، شرح نحو میر (اردو)
تالیف: مولانا محمد فاروق حسن زئی قیمت -/۳۰

الرسائل النادرة

۱- التبیان فی آداب حملة القرآن
تالیف: امام یحیی بن شرف الدین النووی الشافعیؒ و یلیه ،
۲-فتح الکریم المنان فی آداب حملة القرآن،
تالیف: علامه علی بن محمد المعروف الضباع المصریؒ، قیمت -/۲۵ روپے

۱- منية الالمعی فیما فات من تخریج الهداية للزیلعی،
تالیف: العلامة الحافظ قاسم قطلوبغا، و یلیه
۲-رساله المتکلم فیهم لایوجب ردهم ،
تالیف: الامام الحافظ ابی عبد الله محمد شمس الدین الذهبی،

۱-شروط الائمة الستة للحافظ ابی الفضل محمد بن طاهر المقدسی ،و یلیه،
۲-.شروط الائمة الخمسة للحافظ ابی بکر محمد بن الحازمی، ویلیه ،
۳-خصائص المسند، مسند الامام احمد للحافظ ابی موسی المدینی، ویلیه
٤-المصعد الاحمد فی ختم مسند الامام احمد تالیف الامام العالم العلامة الحافظ شمس الدین ابی الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری و یلیه،
٥-رسالة ابی داؤد السجستانی فی وصف تالیفه لکتاب السنن روایة ، ابی الحسن بن جمیع عن محمد بن عبد العزیز الهاشمی، و یلیه
٦ تعطیر الأنفاس بذکر سند ابن أرکماس،
تحقیق و تعلیق العلامة محمد زاهد بن الحسن الکوثری

۱ العالم و المتعلم روایة ابی مقاتل عن ابی حنیفة و یلیه،
۲- رسالة ابی حنیفة الی عثمان البتی عالم اهل البصره، ویلیه:
۳ الفقه الاکبر، روایة ابی مطیع عن ابی حنیفة ویلیه ٤ -**شرح ا[illegible] الاکبر** للامام ابی حنیفة [illegible] الامام ابو منصور محمد [illegible] الحنفی السمرقندی

۱ شرح فقه الاکبر (فارسی)
مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی۔

۱- اصلاح غلط المحدثین، للخطابی ،
تحقیق و دراسه ، الدکتور حاتم صالح الضامن

امشب که بسر می رسد این طبل بهنگام را

یا وقت بیداری عملها بود است مرغ بام را

هم یار و در رو هم هم خجل هم شادمان هم تنگدل

کز عهده بیرون آمدن نتوانم این انعام را

گر پای قدم نهی تشریف قدم سید

جز سر نمیدانم نهادن عذر این اقدام را

محتشم بسته عبد الرحیم سحری

مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث

بقلم

العلامة المحدث الناقد المحقق البارع الفقيه

الشيخ محمد عبد الرشيد النعماني

مد الله تعالى في عمره

اعتنى به

عبد الفتاح أبو غدة

الناشر

د - محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسس ومدير

الرحيم اکیڈمی

اے ۷/۷، اعظم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

Price Rs. 160/-